اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد اول



پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ، فیصل آباد

+92-041-2618003

خطباتِ فقیر جلد اوّل

ازافادات

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب

حضرت مولانا پروفیسر
محمد اسلم نقشبندی مدظلہ

ناشر

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

+92-041-618003

نام کتاب	خطبات فقیر جلد اول
ازافادات	حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی
مرتب	حضرت مولانا پروفیسر محمد اسلم نقشبندی مدظلہ
ناشر	مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد
اشاعت اول	1996ء
اشاعت دوم	نومبر 1998
اشاعت سوم	جنوری 2000ء
اشاعت چہارم	مارچ 2001ء
اشاعت پنجم	مئی 2002ء
اشاعت ششم	ستمبر 2003
اشاعت ہفتم	اگست 2004ء
اشاعت ہشتم	مئی 2005ء
اشاعت نہم	مارچ 2006ء
اشاعت دہم	فروری 2007ء
اشاعت گیارہ	اکتوبر 2007ء
اشاعت بارہ	جولائی 2008ء
شاعت تیرہ	مارچ 2009ء
اشاعت چندرہ	اگست 2010ء
تعداد	1100
کمپیوٹر کمپوزنگ	فقیر شاہد محمود نقشبندی

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

پیش لفظ

یہ عاجز بندہ محض گندہ، اپنی خطاؤں پہ نام و شرمندہ، 1991ء کے رمضان المبارک میں حضرت دامت براکاتہم سے بیعت ہوا۔ مختلف مجالس میں حضرت دامت برکاتہم کی زبان فیض ترجمان سے ایسی پر تاثیر اور پر مغز باتیں سنیں کہ دل پہ چھاپ سی لگتی گئی۔ بے اختیار علم و حکمت کے ان نادر نگینوں کو اپنی افادیت کے لئے صفحہ قرطاس پر بکھیرنا شروع کر دیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں اچھا خاصا ذخیرہ اکٹھا ہو گیا تو بعض احباب کے اصرار پر ان بیانات کو شائع کرنے کی فکر دامن گیر ہوئی۔ یہ تمنا اس طرح بر آئی کہ ''راولپنڈی پولی ٹیکنیک کالج'' میں تدریس کے دوران ''محنت میں عظمت'' کتابچہ شائع کیا گیا۔ اہل علم حضرات نے اسے پذیرائی بخشی۔ بعض سکولوں کے اساتذہ نے کئی سو کی تعداد میں یہ کتابچے خرید کر طلباء کو پڑھنے کے لئے دیئے جس سے بچوں میں محنت کا جذبہ پروان چڑھا۔ الحمد للہ پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ ختم ہو گیا تو دوسرا ایڈیشن شائع کیا گیا۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً مختلف کتابچے شائع ہوتے رہے اور عوام تو عوام مختلف علماء کرام اور سکالرز بھی ان بیانات سے مستفیض ہوتے رہے۔ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر چند احباب کے بالمشافہ زبانی تاثرات یا موصول شدہ خطوط کے اقتباسات درج ذیل ہیں:

''یہ بیانات جدید نفسیاتی اور سائنسی انداز کے مطابق ہیں''۔

''جب ان بیانات کو پڑھنا شروع کیا جاتا ہے تو ختم کیے بغیر اٹھنے کو دل نہیں چاہتا''۔

کسی نے کہا ''یہ کسی صاحب دل کے بیانات ہیں''۔

کسی نے اس شعر کی صورت میں تبصرہ کیا،

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

الحمدللہ یہ اصلاحی بیانات اب کتابی شکل میں آپ کے ہاتھوں میں ہیں۔ قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اگر کہیں کوئی فروگذاشت نظر آئے تو نشاندہی فرما کر حوصلہ افزائی فرمائیں۔

کتاب کی اشاعت کے لئے عاجز محترمی مفتی احمد علی صاحب، جناب ڈاکٹر عبد الصبور صاحب اور عزیزم محمد حنیف صاحب کی مساعی جمیلہ کا تہہ دل سے مشکور ہے۔

عاجز اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر کس منہ سے ادا کرے۔ بس اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ جو کچھ ہوا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہوا۔

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا
ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ ہوا ہوا کرم سے تیرے
جو کچھ کہ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

بندہ عاجز: فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی
مصریال روڈ، آفیسر کالونی لین 2، راولپنڈی

اسلام اور ازدواجی زندگی

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَ
جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ
وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

مختلف معاشروں میں عورت کی حیثیت

ازدواجی زندگی کے عنوان پر بات کرتے ہوئے اس پس منظر کو ذہن میں رکھنا ضروری ہوگا کہ اسلام سے پہلے دنیا کی مختلف تہذیبوں اور مختلف معاشروں میں عورت کو کیا مقام حاصل تھا؟ تاریخ عالم کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ اسلام سے پہلے دنیا کے مختلف ممالک میں عورت اپنے بنیادی حقوق سے بالکل محروم تھی۔ فرانس میں عورت کے بارے میں یہ تصور تھا کہ یہ آدھا انسان ہے اس لئے معاشرے کی تمام خرابیوں کا ذریعہ بنتی ہے۔ چین میں عورت کے بارے میں یہ تصور تھا کہ اس میں شیطانی روح ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ برائیوں

کی طرف انسان کو دعوت دیتی ہے۔ جاپان میں عورت کے بارے میں یہ تصور تھا کہ یہ ناپاک پیدا کی گئی ہے، اس لئے عبادت گاہوں سے اس کو دور رکھا جاتا تھا۔ ہندو ازم میں جس عورت کا خاوند مر جاتا اس کو معاشرے میں زندہ رہنے کے قابل نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ وہ اپنے خاوند کی نعش کے ساتھ زندہ جل کر اپنے آپ کو ختم کر لے، اگر وہ اس طرح نہ کرتی تو اس کو معاشرہ میں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ عیسائی دنیا میں عورت کو معرفت الٰہی کے راستے میں رکاوٹ سمجھا جاتا تھا۔ عورتوں کو تعلیم دی جاتی تھی کہ کنواری (Nuns) رہ کر زندگی گزاریں۔ جب کہ مرد راہب بن کر رہنا اعزاز سمجھتے تھے۔ جزیرہ عرب میں بیٹی کا پیدا ہونا عار سمجھا جاتا تھا۔ لہٰذا ماں باپ خود اپنے ہاتھوں سے بیٹی کو زندہ در گور کر دیا کرتے تھے۔ عورت کے حقوق اس قدر پامال کئے جا چکے تھے کہ اگر کوئی آدمی مر جاتا تو جس طرح وراثت کی چیزیں اس کی اولاد میں تقسیم ہوتی تھیں اسی طرح بیوی بھی اس کی اولاد کے نکاح میں آ جاتی تھی۔ اگر کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تو مکہ مکرمہ سے باہر ایک کال کوٹھری میں اس عورت کو دو سال کے لئے رکھا جاتا تھا۔ طہارت کے لئے پانی اور دوسری ضروریات زندگی بھی پوری نہ دی جاتی تھیں اگر دو سال یہ جتن کاٹ کر بھی عورت زندہ رہتی تو اس کا منہ کالا کر کے مکہ مکرمہ میں پھرایا جاتا۔ اس کے بعد اسے گھر میں رہنے کی اجازت دی جاتی تھی۔ اب سوچئے تو سہی کہ خاوند تو مرا اپنی قضاء سے، بھلا اس میں بیوی کا کیا قصور؟ مگر یہ مظلومہ اتنی بے بس تھی کہ اپنے حق میں کوئی آواز ہی نہیں اٹھا سکتی تھی۔ ایسے ماحول میں جب کہ چاروں طرف عورت کے حقوق کو پامال کیا جا رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو اسلام کی نعمت دے کر بھیجا۔ آپ ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور

آپ ﷺ نے آ کر عورت کے مقام کو نکھارا۔ بتلایا کہ اے لوگو! اگر یہ بیٹی ہے تو تمہاری عزت ہے، اگر بہن ہے تو تمہارا ناموس ہے، اگر بیوی ہے تو زندگی کی ساتھی ہے، اگر ماں ہے تو اس کے قدموں میں تمہاری جنت ہے۔

اسلام میں عورت کا مقام

معزز سامعین! وہ لوگ کس قدر سخت دل ہوں گے جو اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔ دفن ہونے والی معصوم بچیوں کی چیخ و پکار ان کے کانوں میں پڑتی ہوگی مگر ان کا ضمیر ان کو نہیں جھنجھوڑتا ہوگا۔ ایسے حالات میں نبی اکرم ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کا اشارہ کر کے فرمایا جس آدمی کے گھر میں دو بیٹیاں ہوں وہ ان کی اچھی پرورش کرے حتی کہ ان کا نکاح کر دے تو وہ آدمی جنت میں میرے ساتھ ایسے ہوگا جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں ایک دوسرے کے ساتھ ہوتی ہیں۔

ازدواجی زندگی کی اہمیت

نبی اکرم ﷺ نے عورت کی کھوئی ہوئی عزت کو واپس دلایا اور بتلایا کہ لا رهبانية في الاسلام (اسلام میں رہبانیت نہیں ہے) بلکہ دوٹوک الفاظ میں واضح کیا کہ اگر عورت کے ساتھ تم ازدواجی زندگی گزارو گے تو یہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے راستے میں تمہاری مدد و معاون بنے گی اسلام نے واضح کیا کہ راہب بن کر جنگلوں اور غاروں میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف جو راستہ جاتا ہے وہ جنگلوں اور غاروں سے ہو کر نہیں جاتا ان گلی کوچوں اور بازاروں سے ہو کر جاتا ہے۔ یعنی اسی معاشرے میں رہو گے اور جو حقوق تم پر عائد ہوتے ہیں انہیں پورا کرو گے تو تمہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہوگی۔ گویا اسلام نے رہبانیت کی

بجائے معاشرتی زندگی کا سبق دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ (نکاح میری سنت ہے)

پھر فرمایا

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّی

(جو میری سنت سے اعراض کرے وہ میری امت میں سے نہیں ہے)

بھلا نکاح کی اہمیت واضح کرنے کے لئے اس سے زیادہ اور کیا زور دیا جا سکتا ہے۔

انبیاء کرام کی سنتیں

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ چار چیزیں سنن المرسلین یعنی انبیاء کی سنتیں ہیں۔

- الحیاء حیاداری یعنی تمام انبیاء باحیا ہوا کرتے تھے۔
- والتعطر یعنی تمام انبیاء خوشبو کا استعمال کیا کرتے تھے۔
- والسواک یعنی تمام انبیاء مسواک کیا کرتے تھے۔
- والنکاح یعنی تمام انبیاءؑ ازدواجی زندگی بسر کیا کرتے تھے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِکَ وَ جَعَلْنَا لَھُمْ اَزْوَاجًا وَ ذُرِّیَّۃً

(اے میرے محبوب ﷺ ہم نے آپ ﷺ سے پہلے کتنے ہی انبیاءؑ کو بھیجا اور ہم نے ان کے لئے بیویاں اور اولادیں بنائیں)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سب انبیاءؑ دین کی دعوت کا مقدس فریضہ ادا کرنے کے لئے مبعوث ہوئے۔ وہ مخلوق کو اللہ سے ملایا کرتے تھے مگر اولاد بیوی ان کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنا کرتی تھی۔ گویا اس بات کو پختہ (Establish) کر

دیا گیا کہ ازدواجی زندگی سے فرار تو درحقیقت معاشرتی حقوق کی ادائیگی سے فرار ہے۔

نکاح آدھا ایمان ہے

حدیث پاک میں ہے

اَلنِّکَاحُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ (نکاح تو آدھا ایمان ہے)

ایک کنوارہ آدمی خواہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو جائے وہ ایمان کے کامل رتبے کو نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ازدواجی زندگی میں داخل ہو کر حقوق و فرائض کو ادا نہ کرے تب تک اس کا ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ اس لئے جس لڑکے کی شادی نہ ہو اور وہ جوان العمر ہو حدیث میں اس کو مسکین کہا گیا ہے، جس لڑکی کی شادی نہ ہو اور وہ جوان العمر ہو حدیث پاک میں اس کو مسکینہ کہا گیا ہے۔ گویا یہ لوگ قابل رحم ہیں کہ عمر کے اس حصے میں یہ ازدواجی زندگی گزارنے سے محروم ہیں۔

پانچ وصیتیں

حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے مجھے میرے محبوب خاتم المرسلین ﷺ نے پانچ کاموں میں جلدی کرنے کی وصیت فرمائی۔

- عجلوا بالصلوة قبل الفوت
  (تم نماز کے فوت ہونے سے پہلے اسے ادا کرلو)
- عجلوا بالتوبة قبل الموت (موت سے پہلے توبہ کرنے میں جلدی کرو)
- جب کوئی آدمی مرجائے تو اس کے کفن دفن میں جلدی کرو۔
- تمہارے سر پر قرض ہو تو اس کے ادا کرنے میں جلدی کرو۔

- جب بیٹی یا بیٹے کے لئے کوئی مناسب رشتے مل جائے تو اس کے نکاح کرنے میں جلدی کرو۔

خوش قسمت انسان

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جس کسی کو اچھا جیون ساتھی مل جائے تو وہ یقیناً خوش قسمت انسان ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ جس انسان کو پانچ چیزیں مل جائیں وہ اپنے آپ کو دنیا کا خوش قسمت انسان سمجھے۔ وہ پانچ چیزیں درج ذیل ہیں۔

- شکر کرنے والی زبان۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے آج تو اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتے کھاتے دانت گر جاتے ہیں مگر اس کا شکر ادا کرتے کرتے زبان نہیں گھستی۔ مثل مشہور ہے کہ جس کا کھایئے اس کے گیت گایئے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیں۔
- ذکر کرنے والا دل یعنی جس دل میں اللہ کی یاد رہتی ہو وہ نعمت عظمٰی ہے۔
- مشقت اٹھانے والا بدن۔ مثل مشہور ہے کہ صحتمند جسم میں ہی صحتمند عقل ہوتی ہے۔
- وطن کی روزی۔ یہ بھی بڑی نعمت ہے، مثل مشہور ہے وطن کی آدھی پردیس کی ساری پھر بھی برابر نہیں ہوتی۔
- نیک بیوی، یعنی ہمدم و ہمساز نیک ہو تو زندگی کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ جس شخص کو یہ پانچ نعمتیں نصیب ہوں وہ یوں سمجھے مجھے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام نعمتیں عطا کر دی ہیں۔

اہمیت نکاح

یہ سو فیصد پکی بات ہے کہ جہاں نکاح نہیں ہوگا وہاں زنا ہوگا۔ اس لئے شریعت نے نکاح کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ آج جس معاشرے میں نکاح سے فرار اختیار کرتے ہیں یعنی نکاح کرنے سے Avoid کرتے ہیں، آپ دیکھئے وہاں جنسی تسکین کے لئے فحاشی کے اڈے کھلے ہوتے ہیں۔ شرع شریف نے اس بات کو ناپسند کیا کہ انسان گناہوں بھری زندگی گزارے۔ اس لئے کہا گیا کہ تم نکاح کروتا کہ تمہیں اپنے آپ کو پاک باز رکھنا آسان ہو جائے۔ اگر نکاح کا حکم نہ دیا جاتا تو مرد عورت کو فقط ایک کھلونا سمجھ لیتے۔ عورت اپنے لئے کوئی مقام نہ رکھتی اس کی ذمہ داری اٹھانے والا کوئی نہ ہوتا۔ شریعت نے کہا، اگر تم چاہتے ہو کہ اکٹھے رہو تو تمہیں اس کی ذمہ داریوں کا بوجھ بھی اٹھانا پڑے گا۔

اہمیت حق مہر

نکاح ایک معاہدہ ہے جو میاں اور بیوی میں طے پاتا ہے اس معاہدے میں اگر کوئی عورت اپنی طرف سے شرائط رکھنا چاہے تو شرع شریف نے اس کو گنجائش دی ہے۔ مثال کے طور پر وہ کہے کہ مجھے اچھے مکان کی ضرورت ہے۔ مجھے مہینے کے اتنے خرچ کی ضرورت ہے، وہ کہے کہ میں نکاح تب کروں گی اگر طلاق کا حق مجھے دیا جائے۔ شریعت نے اس کو اجازت دی ہے کہ وہ نکاح سے پہلے اپنی شرائط منوا سکتی ہے لیکن جب نکاح ہو گیا اور طلاق کا حق مرد کے پاس ہے یا مرد اپنی مرضی سے خرچہ دیتا ہے تو اللہ کی بندی اب رونے کا کیا فائدہ۔ شرع شریف نے نکاح کو ایک معاہدہ کہا جب کہ ہمیں اس کی اہمیت کا پتہ ہی نہیں ہوتا۔ آج کل لڑکی والے اپنی

سادگی میں مارے جاتے ہیں۔حق مہر لکھنے کا وقت آیا تو کسی نے کہا پانچ سو روپے کسی نے کہا پچاس کافی ہیں۔او خدا کے بندو! پچاس کافی نہیں کیونکہ یہ ایک بچی کی زندگی کا معاملہ ہے اسے عیب نہ سمجھو، اگر تم سمجھتے ہو کہ کوئی بات نکاح سے پہلے طے کر لینا بہتر ہے تو شریعت نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے۔لڑکے والوں کی یہی چاہت ہوتی ہے کہ لڑکی والے حق مہر نہ ہی لکھوائیں تو بہتر ہے۔کیوں؟ ذمہ داری جو ہوتی ہے۔ سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے کہ حق مہر کے معاملے میں تین سنتیں ہیں۔ آدمی کو اپنی حیثیت کے مطابق ان تینوں میں سے کسی ایک سنت پر عمل کر لینا چاہئے۔

(۱) مہر فاطمی، یعنی سیدہ فاطمہ الزہرہؓ کا حق مہر یا پھر سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو جو حق مہر نبی اکرم ﷺ نے ادا فرمایا۔اس کو باندھ لیا جائے تو یہ بھی سنت ہے۔

(۲) مہر مثل، لڑکی کے قریبی رشتہ داروں میں عام طور پر لڑکیوں کا جو مہر رکھا جاتا ہے اس کو کہا جاتا ہے ان کے برابر اس کا مہر باندھنا بھی سنت ہے۔

(۳) لڑکی کی دانش مندی نیکی اور شرافت کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے نکاح کا مہر باندھا جائے یہ بھی سنت ہے۔

شریعت نے تین آپشنز (Options) دیئے ہیں ان میں سے کسی ایک کو پسند کر لے اسے سنت کا ثواب ملے گا۔

نکاح کے وقت حق مہر مقرر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مہر معجّل ہوگا یا مؤجل ہوگا۔عجلت کا لفظ آپ نے پڑھا ہوگا۔عجلت کا مطلب ہے جلدی تو معجّل کا مطلب ہے جلدی ادا کرنا گویا میاں بیوی کے اکٹھے ہونے سے پہلے مہر معجّل ادا کرنا ضروری ہے، خاوند نہیں ادا کرے گا تو گنہگار ہوگا۔مہر کی دوسری قسم مؤجل ہے، اس کا مطلب ہے عند الطلب یعنی جب بیوی اس کو طلب کرے وہ خاوند سے لے سکتی

ہے۔خاوند کو زیب نہیں دیتا کہ حق مہر معاف کروانے کے لئے بیوی پر دباؤ ڈالے۔ ہاں اگر کوئی بیوی حق مہر کی رقم واپس لوٹا دے تو قرآن کی رو سے اس رقم میں برکت ہوتی۔

فَاِنْ طِبْنَ لَکُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَکُلُوْهُ هَنِیْئًا مَّرِیْئًا

حضرت علیؓ ایسی رقم سے شہد خریدتے اور پانی میں ملا کر مریضوں کو پلاتے تھے۔

نکاح کی تشہیر

شریعت نے نکاح کی تشہیر کرنے کا حکم دیا ہے۔

اَفْشُوْ النِّکَاحَ بَیْنَکُمْ (نکاح کی تشہیر کرو)

سنت یہ ہے کہ جمعہ کا دن ہو، جمعہ کے مجمع میں نکاح کرے یا کوئی اور بڑا مجمع ہو، اس وقت نکاح کرے۔ دوستوں اور رشتہ داروں کو بلائیں تاکہ سب کے علم میں آ جائے کہ آج کے بعد یہ لڑکا اور لڑکی اپنے نئے گھر کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔

شادی شدہ کے لئے اجر زیادہ

جب انسان شادی شدہ بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کا اجر بڑھا دیتے ہیں۔سبحان اللہ۔ چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ جب انسان نکاح کر لیتا ہے اور ازدواجی زندگی گزارتا ہے تو اس کو ایک نماز ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ اکیس نمازوں کا ثواب عطا فرما دیتے ہیں۔ایسا کیوں؟ اس لئے کہ یہ انسان حقوق اللہ تو پہلے بھی ادا کر رہا تھا اب حقوق العباد کو نبھاتے ہوئے حقوق اللہ پورے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کا ثواب بڑھا دیں گے۔گویا نکاح کے بعد عبادت کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔سبحان اللہ، جب نکاح کیا جاتا ہے تو لڑکے والے لڑکی میں کچھ صفات دیکھتے

ہیں اور لڑکی والے لڑکے کے اندر کچھ صفات دیکھتے ہیں آیئے ذرا ان کا جائزہ لیں۔

اچھی بیوی کون ہے؟

حدیث پاک میں آتا ہے امام بخاریؒ ابو ھریرہؓ کی روایت نقل کرتے ہیں تنکح المراۃ لا ربع عورت سے چار وجوہات سے نکاح کیا جاتا ہے لمالها ولحسبها و لجمالها و لدینها فاظفر بذات الدین تربه یداک اول مال کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے کہ کوئی مال دار گھرانہ ہو تو لوگ نکاح کا پیغام بھیجتے ہیں کہ چلو کاروبار ہی کروادیں گے جہیز میں کوئی گھر لے کر دیں گے اور کار تو کہیں گئی ہی نہیں، تو فرمایا لمالها اس کے مال کی وجہ سے اس سے نکاح کرتے ہیں۔ دوسری وجہ فرمائی و لحسبها اس کے حسب ونسب کی وجہ سے نکاح کرتے ہیں یعنی اونچے خاندان کی وجہ سے نکاح کرتے ہیں۔ تیسری وجہ فرمائی و لدینها اس کی نیکی اور دین داری کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے تو فرمایا کہ میں تمہیں اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے لئے دین کی بنیاد پر رشتوں کی تلاش کرو۔

جب بنیاد ہی کمزور ہوگی تو زندگی کیسے نبھے گی، جس نے فقط خوبصورتی کو دیکھا تو بتایئے شکل کی خوبصورتی کتنے دن رہتی ہے؟ یہ چند سال کی بات ہوتی ہے، جوانی ہمیشہ تو نہیں رہتی جس کی بنیاد ہی کمزور ہوگی اس پر بننے والا گھر بھی کمزور ہوگا۔

جو شاخ نازک پر آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

نیکی اور شرافت ایسی چیز ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہے تو اس بنیاد پر جو گھر بنے گا وہ ہمیشہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے گا۔ تو نیکی اور دین داری کی بنیاد پر بیویوں کو تلاش کرو، اس لئے کہ خوبصورت عورت کا خاوند جب اسے دیکھتا ہے تو اس کی آنکھیں خوش ہوتی ہیں اور نیک سیرت عورت کا خاوند جب

بھی اسے دیکھتا ہے تو اس کا دل خوش ہوا کرتا ہے، تو آنکھوں کو خوش کرنے کی بجائے اپنے دلوں کو خوش کیا کرو۔

صحیح مسلم شریف کی حدیث ہے:

الدنیا متاع و خیر متاعها المراة الصالحة

دنیا ایک متاع ہے اور اس دنیا کی سب سے قیمتی متاع نیک بیوی ہے

گویا اللہ تعالیٰ جسے نیک بیوی عطا کرے وہ سمجھے کہ مجھے دنیا کی بہت بڑی نعمت مل گئی۔ **انما الاعمال بالنیات** اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ جب نیت میں مال ہوگا تو آپ دیکھیں گے جھگڑے کھڑے ہوں گے۔ نیت میں فقط حسن ہوگا، آپ دیکھیں گے جھگڑے کھڑے ہوں گے، صرف حسب و نسب کی وجہ سے نکاح ہوگا جھگڑے کھڑے ہوں گے۔ تو شریعت نے اس بات کی تعلیم دی کہ نکاح کا مقصد یہ ہو کہ میں پاک بازی کی زندگی گزار سکوں۔ جب مقصد یہ ہوگا تو اس مقصد کی وجہ سے گھر آباد ہو جائیں گے۔ ابن ماجہ کی روایت ہے:

ما استفاد المؤمن بعد تقوى الله عز و جل خير له من زوجة صالحة ان امرها اطاعته و ان نظر اليها سرته و ان اقسم عليها ابرته و ان غاب عنها نصحته فى نفسها و ماله

اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کے بعد انسان جس چیز سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھاتا ہے۔ **خير له من زوجة صالحة** وہ کوئی چیز نہیں مگر نیک بیوی **ان امرها اطاعته** کہ اگر اسے کسی بات کا حکم دیا جائے تو اس کی اطاعت کرے۔ **و ان نظر اليها سرته** جب اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا جائے تو اس سے دل خوش ہونا چاہیے۔ **و ان اقسم عليها ابرته** اور اگر کوئی ایسی صورت ہو کہ خاوند اس کے لئے قسم اٹھائے

کہ بیوی اس کو پورا کرے گی تو اس کو پورا کر دے۔ وان غاب عنها نصحته فی نفسها و ماله اور اگر وہ بیوی سے کچھ وقت کے لئے دور چلا جائے تو بیوی اس کے مال اور اپنی عزت و آبرو کے معاملے میں خیانت نہ کرے۔ یہ نیک بیوی کی صفات بتائی گئیں۔

دنیا کی بہترین عورت

ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ کی محفل میں بات چلی کہ دنیا کی عورتوں میں سے بہترین عورت کونسی ہے؟ کسی نے کوئی صفت بتائی اور کسی نے کوئی صفت بتائی، خیر بات چیت ہوتی رہی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی کام سے گھر تشریف لے گئے۔ سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ کو بتایا کہ محفل میں یہ تذکرہ ہو رہا ہے کہ دنیا کی بہترین عورت کونسی ہے؟ ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا، سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ نے فرمایا میں بتلاؤں کہ دنیا کی سب سے بہترین عورت کونسی ہے۔ فرمایا! ہاں بتائیے۔ فرمایا، دنیا کی سب سے بہترین عورت وہ ہے جو نہ خود کسی غیر مرد کی طرف دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کی طرف دیکھ سکے۔ حضرت علیؓ محفل میں واپس تشریف لائے اور حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! میری اہلیہ نے دنیا کی بہترین عورت کی پہچان بتائی کہ جو نہ خود کسی غیر محرم کو دیکھے نہ ہی کوئی غیر محرم اسے دیکھ سکے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا فَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِنِّیْ (فاطمہؓ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے)۔

اچھی بیوی کی صفات

اہل اللہ نے لکھا ہے کہ بیوی میں چار صفات ضرور ہونی چاہئیں۔ پہلی صفت اس کے چہرے پر حیا ہو۔ یہ بات بنیادی حیثیت رکھتی ہے کہ جس عورت کے چہرے

پر حیا ہوگا اس کا دل بھی حیا سے لبریز ہوگا۔ مثل مشہور ہے چہرہ انسان کے دل کا آئینہ ہوتا ہے (Face is the index of mind)۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول ہے کہ مردوں میں بھی حیا بہتر ہے مگر عورت میں بہترین ہے۔ دوسری صفت فرمائی جس کی زبان میں شیرینی ہو یعنی جو بولے تو کانوں میں رس گھولے۔ یہ نہ ہو کہ ہر وقت خاوند کو جلی کٹی سناتی رہے یا بچوں کو بات بات پر جھڑکتی رہے۔ تیسری صفت یہ کہ اس کے دل میں نیکی ہو، چوتھی صفت یہ کہ اس کے ہاتھ کام کاج میں مصروف رہیں۔ یہ خوبیاں جس عورت میں ہوں یقیناً وہ بہترین بیوی کی حیثیت سے زندگی گزار سکتی ہے۔

اچھے خاوند کی صفات

یہ بات ذہن میں رکھئے کہ اگر اپنی بیٹی کے لئے کوئی آدمی رشتہ ڈھونڈے تو اس کے لئے دو مثالیں کافی ہیں جو ہمیں رسول پاک ﷺ کی مبارک زندگی میں ملتی ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے اپنی بیٹی کے لئے کیسے داماد کو پسند کیا؟ ایک مثال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جو رشتہ میں قریبی تھے۔ جرأت اور شجاعت میں ان کا ثانی نظر نہیں آتا تھا۔ اللہ نے ان کو شیر کا دل عطا کیا تھا مشقت اٹھانے والا بدن تھا، ذمہ داریاں نبھانے والے انسان تھے، سب سے بڑی بات کہ اللہ تعالیٰ نے علم اتنا عطا کیا کہ علوم کے بحر ناپیدا کنار تھے۔ تو معلوم ہوا کہ اپنی بیٹی کے لئے رشتہ ڈھونڈنا ہو تو اس سے بہتر مثال اور کوئی نہیں مل سکتی۔ دوسری مثال حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کی ہے، اچھا کاروبار تھا، معاشرے میں عزت کا مقام تھا، اسلام لانے سے پہلے بھی معاشرے کے معزز انسان سمجھے جاتے تھے۔ طبیعت میں نرمی تھی، اس قدر باحیا تھے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا، عثمان غنیؓ سے تو اللہ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ بیٹی کے لئے رشتہ ڈھونڈنا ہو تو اللہ کے نبی ﷺ نے ہمارے سامنے مثالیں

پیش کر دیں اس سے بہتر مثالیں ہمیں دنیا میں کہیں اور نہیں مل سکتیں۔ خاوند کی خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں تحمل مزاجی ہو کیونکہ وہ گھر کا سربراہ ہوتا ہے جس ادارے کا سربراہ ہی بات بات پر بگڑ جائے وہ ادارہ تو بنک رپٹ ہو گا۔ اس لئے ارشاد فرمایا گیا وَ لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ عطا فرمایا یعنی ان کو گھر کا سربراہ بنایا، مرد کی مثال بادشاہ کی مانند ہے اور عورت کی مثال ملکہ کی مانند۔ لہٰذا مرد میں تحمل مزاجی اور بردباری کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب یہ تحمل اور بردباری نہیں ہوتی تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر نوک جھونک ہوتی ہے۔ معمولی باتیں جیسے کھانے میں نمک کیوں کم ہے؟ یہ روٹی ٹھنڈی کیوں آ گئی؟ گرم آنی چاہئے تھی یہ فلاں کام ایسے کیوں ہوا؟ بیوی بیچاری گھر کا کام کاج کر کے تھکی پڑی ہو تو کبھی تعریف کے کلمے زبان سے نہ نکلیں گے مگر تنقید کی بات جہاں ہاتھ آ گئی وہاں بیوی کی خیر نہیں۔ وہ مرد جن میں تحمل نہیں ہوتا ان کی ازدواجی زندگی کی گاڑی راستے میں کہیں نہ کہیں کھڑی ہو جاتی ہے، کسی نکمی سی بات پہ میاں بیوی میں سرد گرمی ہوئی تو میاں نے فوراً طلاق طلاق طلاق کے گولے داغ دیئے۔ پچھلے سال کی بات ہے کہ فقیر سویڈن میں تھا۔ وہاں ایک فیملی میں طلاق ہوئی وجہ یہ تھی کہ خاوند کچن کے سنک میں آ کر برش کیا کرتا تھا۔ بیوی اس کو منع کرتی تھی کہ جب باتھ روم کا سنک ہے تو وہاں برش کیا کریں، اس نے کہا نہیں میں تو یہاں ہی کروں گا، لو اس بات پر میاں بیوی میں طلاق ہو گئی، جس نے سنا حیران ہوا۔ بہت جگ ہنسائی ہوئی۔ کاش کہ دونوں عقل سے کام لیتے۔

پار اترنے کے لئے تو خیر بالکل چاہئے
بیچ دریا ڈوبنا ہو تو بھی اک پل چاہئے

تحمل اور بردباری نہ ہو تو انسان کی زندگی کبھی بھی کامیاب نہیں گزر سکتی۔ جب گھر کے سب لوگ اکٹھے رہتے ہیں تو آپس میں جھگڑے ہو سکتے ہیں۔ کبھی بیٹا بیٹی ماں کی نافرمانی کر سکتے ہیں۔ کبھی ماں بچوں پر MAD ہو سکتی ہے تو مسائل پیدا ہوں گے ان مسائل کو وہی حل کر سکتا ہے جو اپنے اندر تحمل مزاجی رکھنے والا ہو۔

مرد کی دوسری بڑی صفت یہ ہے کہ اسے گھر کی ذمہ داریوں کو نبھانے میں نکھٹو اور کام چور نہیں ہونا چاہئے۔ دیکھئے ہمارے لئے اس سے بڑھ کر اور مثال کیا ہو سکتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ وقت کے نبی ہیں اور گھر کے کام کاج کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام وقت کے نبی ہیں سفر میں بیوی دردزہ کا شکار ہوئی تو فرمایا بیٹھو میں ابھی جاتا ہوں آگ ڈھونڈنے کے لئے قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْا اِنِّيْ آنَسْتُ نَارًا میں تمہارے لئے کہیں نہ کہیں سے آگ ڈھونڈ لاؤں تاکہ تمہیں آرام ملے اب دیکھئے کہ وقت کے نبی ہیں اور بیوی کی آسانی کے لئے آگ کے انگارے ڈھونڈتے پھرتے ہیں، یہ کتنی بڑی عبادت بنائی گئی جس میں اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام مصروف ہیں اس لئے گھر کا کوئی کام مرد کو کرنا پڑ جائے تو فرار اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ جس طرح چھوٹے چھوٹے پتھر مل کر پہاڑ بن جاتے ہیں اسی طرح چھوٹے چھوٹے مسائل اکٹھے ہو کر اختلافات کے پہاڑ بن جاتے ہیں، دو دلوں کے درمیان دیوار کھڑی ہو جاتی ہے، نتیجہ گھر کی تباہی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ بعض مرتبہ تو پینتیس پینتیس سال کی ازدواجی زندگی طلاق کی بھینٹ چڑھ جاتی ہے۔

اگر مرد چاہتے ہیں کہ بیوی ہماری خدمت گزار بن کر رہے تو مرد کو بھی بیوی کی ضروریات پوری کرنا ہوں گی یہ Equation (مساوات) تب ہی (Balance) متوازن رہ سکتی ہے کہ مرد اپنی ذمہ داریوں کو نبھائے اور عورت اپنی ذمہ داریوں کو

نبھائے۔ شریعت نے دونوں کے درمیان ایک میزان قرار دے دیا ہے۔ میاں کے ذمے ہے کہ وہ عورت کے حقوق ادا کرے اور عورت کے ذمہ ہے کہ وہ مرد کے حقوق ادا کرے۔ اس طرح دونوں پرسکون زندگی گزار سکیں گے یہی ازدواجی زندگی کا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، و من ایتہ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا کہ اس نے تمہارے لئے بیویاں بنا دیں۔ لِتَسْکُنُوْا اِلَیْھَا تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرسکو۔ وَ جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّۃً وَّ رَحْمَۃً اور تمہارے درمیان مودت اور رحمت پیدا کر دی۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ سوچنے والوں کے لئے اس میں بڑی نشانیاں ہیں۔ اب قرآن مجید سے یہ ثابت ہوا کہ ازدواجی زندگی کا اصل مقصود پیار و محبت سے رہنا اور پرسکون زندگی گزارنا ہے۔ سوچئے جب ہم خود ہی سکون کے پرخچے اڑانے والے بن جائیں گے تو پھر ازدواجی زندگی کیسے کامیاب ہوگی۔

اچھی اور کامیاب زندگی وہی ہے جس میں خاوند کو بھی سکون ہو اور بیوی کو بھی سکون ہو۔ اگر دونوں میں سے کسی ایک کو بھی سکون نصیب نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کامیاب زندگی نہیں اور آج تو اللہ کی شان ایسا معاملہ بن گیا کہ شاید ہی کوئی خاوند ایسا ہو جو دن میں ایک بار بیوی کی قسمت کو نہ روئے اور شاید ہی کوئی بیوی ایسی ہو جو دن میں ایک بار اپنے خاوند کو نہ کوسے۔ یہ سب ہماری بے علمی اور بے عملی کا نتیجہ ہے، ہم مقصد اصلی کو بھول گئے، ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں جھگڑے کرنے بیٹھ جاتے ہیں، چھوٹی چھوٹی باتوں کو انا اور ناک کا مسئلہ بنا لیا کرتے ہیں، یہ غلط ہے ہمیں ہوش کے ناخن لینے کی ضرورت ہے۔

ازدواجی زندگی کا حسین تصور

قرآن پاک نے میاں بیوی کے بارے میں جو تصور (Concept) دیا وہ آج تک کوئی دوسرا معاشرہ پیش نہیں کر سکا۔ قرآن پاک نے میاں بیوی کے بارے میں کہا:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ

(وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو)

لباس سے تشبیہ دینے میں دو حکمتیں ہیں۔ ایک یہ کہ لباس سے انسان کو زینت ملتی ہے، لباس سے اس کے عیب چھپتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ انسان کے جسم کے سب سے زیادہ قریب اس کا لباس ہوتا ہے۔ تو بیوی کو خاوند کے لئے لباس کہا اور خاوند کو بیوی کے لئے لباس کہا کہ اب تم دونوں ایک دوسرے کے اتنا قریب ہو جتنا قریب لباس ہوا کرتا ہے۔ اب بتایئے قرب کا اس سے بہتر تصور کوئی دوسرا پیش کر سکتا ہے۔ اللہ اکبر، روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اماں حوا کو حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کیا۔ کیوں؟ سر سے اس لئے پیدا نہ کیا کہ سر پر نہ بٹھا لیں اور پاؤں سے اس لئے پیدا نہ کیا کہ پاؤں کی جوتی نہ بنا لیں۔ پسلی سے اس لئے پیدا کیا کہ زندگی کا ساتھی سمجھتے ہوئے اپنے دل کے قریب رکھیں۔ قرآن پاک نے یہی نہیں کہا کہ تم زندگی گزارو، بلکہ فرمایا وَ عَاشِرُوْ هُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ تم نے ان بیویوں کے ساتھ اچھے انداز میں زندگی گزارنی ہے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ بیویوں پر اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف سے مردوں کو سفارش کر دی۔ اے خاوند! تمہارے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ تمہاری بیویوں کے لئے تمہارا پروردگار سفارش کر رہا ہے، آج تم اس سفارش کا خیال رکھو گے تو کل وہ

قیامت کے دن تمہاری بخشش کردے گا۔ اللہ اکبر کبیرا،

بہترین خاوند کون؟

حدیث پاک میں آتا ہے کہ

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِهٖ

(تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لئے بہتر ہوں)

اور فرمایا

اَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ (میں اپنے اہل خانہ کے لئے تم میں سب سے بہتر ہوں)

تو نبی اکرم ﷺ نے اپنی زندگی کو مثال بنا کر پیش کیا کسی بندے کی اچھائی کا اندازہ لگانا ہو تو اس کے دوستوں سے نہ پوچھیں، کاروبار نہ دیکھیں، پوچھنا ہو تو اس کی بیوی سے ذرا پوچھیں کہ یہ کیسا انسان ہے۔ اگر بیوی کہے کہ اس کی معاشرت اچھی ہے تو وہ اچھا انسان ہے۔

فرمایا اکمل المومنین ایمانا احسنھم خلقا

(ایمان والوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں)

ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کے پاس ایک عورت آئی اور کہا میرا خاوند بات بات پر غصہ کرتا ہے حتیٰ کہ مارتا بھی ہے (یہ بات دونوں کان کھول کر سننے والی ہے باقی باتیں تو چلو ایک کان سے سن لینا مگر مردوں سے گزارش ہے کہ یہ بات ذرا دونوں کان کھول کر سنیں) بیوی نے آ کر نبی پاک ﷺ کی محفل میں کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ میرا خاوند مجھے چھوٹی چھوٹی بات پر جھڑکتا ہے حتیٰ کہ مجھے مارتا ہے تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا،

یظل احدکم یضرب امراته ضرب العبد ثم یظل یعانقها ولا یستحی؟

(تمہارا چہرہ سیاہ ہو تم اپنی بیوی کو باندی کی طرح مارتے ہو پھر اس کے ساتھ تم بوس و کنار کرتے ہو کیا تمہیں اس بات پر حیا نہیں آتی؟)

یعنی ایک وقت میں تم اسے اتنا قریب کر رہے ہو دوسرے وقت میں تم اسے باندی کی طرح مار رہے ہو۔ یہ الفاظ ہمیں پیغام دے رہے ہیں کہ بیوی گھر کی نوکرانی نہیں بلکہ شریک حیات ہے۔ ہاں اگر وہ کوئی کبیرہ گناہ کر بیٹھے اور سمجھانے سے بھی نہ سمجھے تو اب شریعت نے محدود مارنے کی اجازت دی ہے تاکہ اسے نصیحت ہو سکے۔ مثل مشہور ہے لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے، دو باتیں بڑی عام ہیں ایک یہ کہ عورت کی زبان قابو میں نہیں رہتی اور دوسری یہ کہ مرد کے ہاتھ قابو میں نہیں رہتے۔

بدزبان عورت

یاد رکھئے میرے دوستو! بدزبان بیوی اپنے شوہر کو قبر تک پہنچانے کے لئے گھوڑے کی ڈاک کا کام کرتی ہے، جس کی بیوی بدزبان ہو اس کو ساری زندگی سکون نہیں مل سکتا۔ عورت کو کہا گیا کہ وہ اپنی زبان کے اندر نرمی اور مٹھاس پیدا کرے اور اچھے انداز سے بات کرے۔ ویسے یہ پکی بات ہے کہ میٹھی سے میٹھی عورت کیوں نہ ہو پھر بھی اس کے اندر تھوڑی بہت تلخی ضرور ہوتی ہے کیونکہ تعلق ہی ایسا ناز و انداز کا ہوتا ہے۔ تاہم عورت کی زبان میں نرمی ہونی چاہیے۔ شریعت نے کہا اپنے خاوند سے نرم انداز میں بات کرے، جہاں کسی غیر مرد سے بات کرنے کا وقت ہو تو سختی سے بات کرے تاکہ اسے دوسری بات پوچھنے کی جرأت نہ ہو۔ آج کل کی فیشن

ایسی عورتوں کا معاملہ برعکس ہے۔ خاوند سے بات کرنی ہوتو ساری دنیا کی کڑواہٹ سمٹ آتی ہے اور کسی غیر سے بات کرنی ہوتو ساری دنیا کی شیرینی سمٹ آتی ہے۔ بہرحال یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جن رشتوں کو تلوار نہیں کاٹ سکتی ان کو زبان کاٹ کے رکھ دیتی ہے۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ عورت کی زبان وہ تلوار ہے جو کبھی زنگ آلود نہیں ہوتی۔ بعض عورتیں تو اتنی بدزبان ہوتی ہیں کہ اگر عورتیں نہ ہوتیں تو ناقابل برداشت ہوتیں۔ کئی عورتیں تو بدزبانی اور بدگمانی ہی کی وجہ سے گھر برباد کر لیتی ہیں۔ شرع شریف نے حکم دیا کہ محرم مرد سے بات کرو تو نرمی سے، غیر محرم سے بات کرنی پڑ جائے تو سختی سے کرو، دانایان فرنگ میں سے کسی کا قول ہے کہ اگر عورت سارے دن میں ایک مرتبہ اپنے خاوند سے نرمی سے بات کرے جس نرمی سے وہ پڑوسی مرد سے بات کرتی ہے تو گھر آباد رہے۔ اس طرح مرد اگر پورے دن میں ایک مرتبہ بیوی کو اس محبت کی نگاہ سے دیکھے جس نظر سے وہ پڑوسی عورت کو دیکھتا ہے تو بھی گھر آباد رہے۔

سلف صالحین کا معمول

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی ایک پوری سورت جسے سورۃ النساء کہتے ہیں اس میں مرد اور عورت کی ازدواجی زندگی کے احکام بتلائے۔ سلف صالحین کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنی بیٹیوں کو نکاح سے پہلے سورۃ النساء اور سورۃ النور ترجمہ کے ساتھ پڑھا دیا کرتے تھے۔ ہمیں بھی چاہئے جن کے ہاں بیٹی ہو وہ اس کو اگر پورا قرآن پاک ترجمہ کے ساتھ نہیں پڑھا سکتے تو کم از کم سورۃ النساء اور سورۃ النور کا ترجمہ کے ساتھ پڑھا دیا کریں تاکہ لڑکی اچھی ازدواجی زندگی گزار سکے۔ بعض سلف صالحین کا تو عجیب معمول تھا کہ جب بچی پڑھ لکھ جاتی اور ابھی شادی کا کوئی انتظام نہیں ہوتا تھا

(اس وقت پرنٹنگ پریس نہیں ہوتے تھے) تو یہ بیٹی کے ذمہ لگاتے کہ بیٹی اپنے لئے ایک قرآن پاک لکھ لو، تو یہ بچی روزانہ باوضو ہو کر خوش نویسی سے قرآن پاک لکھتی تھی اور جب قرآن پاک مکمل ہو جاتا تو سنہری جلد باندھ کر باپ اپنی بیٹی کو جہیز میں دیا کرتا تھا۔ یہ پہلے وقتوں کا جہیز ہوا کرتا تھا گویا اس کے خاوند کو پیغام مل رہا ہوتا تھا کہ میری بیوی نے گھر میں جو زندگی گزاری ہے اس کا فارغ وقت اس قرآن پاک کو لکھنے میں گزرا ہے۔

خاوند کے حقوق

نبی اکرم ﷺ نے حقوق زوجین کا تذکرہ کرتے ہوئے عورتوں کو بتایا کہ اگر شریعت میں کسی اور کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو عورت فرائض کو پورا کرنے والی ہو اور اسے ایسی حالت میں موت آ جائے کہ اس کا خاوند اس سے خوش ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا دروازہ کھولتے ہیں تا کہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو سکے۔ یہ بھی بتا دیا کہ اگر کسی عورت سے اس کا خاوند جائز وجہ سے ناراض ہو اور وہ عورت ضد کر کے خاموش رہے اور خاوند ایسی حالت میں سو جائے تو ساری اللہ کے فرشتے اس عورت پر لعنت برساتے رہتے ہیں، گویا خاوند کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کی خوشی کو شامل کر دیا گیا۔ خاوند کی اطاعت اور فرمانبرداری میں صحابیاتؓ کے واقعات بڑے عجیب ہیں۔

ایک صحابیہؓ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا، شوہر جہاد پر گیا ہوا ہے، جس دن شوہر نے آنا ہے تو اس دن چند گھنٹے پہلے بیٹا فوت ہو گیا۔ اب پریشان بیٹھی ہے کہ خاوند اتنے عرصے بعد آئے گا اور جب یہ معلوم ہو گا کہ بیٹا فوت ہو گیا تو اسے کتنا صدمہ ہو گا،

ل میں افسوس ہوگا کاش بچے کو زندگی میں آ کر پیار ہی کر لیتا۔ جب صحابیہؓ بہت پریشان ہوئی تو اس نے بچے کو نہلا دھلا کر کپڑا ڈال کر چارپائی پر رکھ دیا۔ کسی کو اطلاع نہ دی خاوند سمجھا کہ وہ سو رہا ہے۔ چنانچہ خاوند نے کھانا کھایا تو رات ہوگئی۔ میاں بیوی اکٹھے بھی ہوئے سفر کی باتیں بھی ہوئیں۔ لیکن اس عورت کو دیکھئے جو ماں تھی اس کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی جس کے معصوم بچے کی لاش سامنے چارپائی پر پڑی ہے مگر وہ خاوند کی خوشی کی خاطر سینے پر سل رکھ کر اس راز کو چھپائے بیٹھی ہے کہ میرے خاوند کا دل غمزدہ نہ ہو۔ وہ اس کے ساتھ کھانا بھی کھا رہی ہے، ہنس بول بھی رہی ہے، دونوں مل بھی رہے ہیں، حتیٰ کہ اس حال میں صبح ہوگئی۔ صبح اپنے خاوند سے پوچھتی ہے کہ مجھے ایک بات بتائیے، خاوند نے کہا پوچھو۔ کہنے لگی کہ اگر کوئی کسی کو امانت دے اور پھر کچھ عرصہ بعد واپس مانگے تو وہ خوشی سے دینی چاہیے یا غمزدہ ہو کر۔ خاوند نے کہا کہ خوش ہو کر۔ کہا کہ اچھا آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے امانت دی تھی آپ کے آنے سے کچھ دیر پہلے اللہ نے وہ امانت واپس لے لی، اب جائیے اور خوشی خوشی اللہ کے حوالے کر دیجئے۔ اللہ اکبر، اس صحابیہؓ نے حسن معاشرت کا حق ادا کر دیا۔ صبح ان کے خاوند رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! میرے گھر میں یہ معاملہ ہوا۔ میری بیوی نے میری خوشی کی خاطر اتنے صبر وضبط کا مظاہرہ کیا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے دعا دی چنانچہ اللہ نے اس رات میں برکت ڈالی اور وہ عورت اپنے خاوند سے ملنے کی وجہ سے حاملہ ہوئی۔ اللہ نے ان کو ایک اور بیٹا عطا کیا، جو حافظ قرآن بھی بنا اور حافظ حدیث بھی بنا۔

بیوی کے حقوق

آیئے اب جائزہ لیں کہ عورت کے خاوند پر کیا حقوق ہیں ان میں سے پہلا حق

عورت کا نان نفقہ یعنی عورت کے اخراجات کو پورا کرنا ہے۔ایک بات ذہن میں رکھ لینا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے ذمہ اپنا نان نفقہ کمانے کا بوجھ نہیں رکھا۔اگر بیٹی ہے تو باپ کا فرض ہے اپنی بیٹی کا خرچہ پورا کرے،اگر بہن ہے تو بھائی کے ذمے ہے کہ وہ اپنی بہن کا خرچہ پورا کرے،اگر بیوی ہے تو خاوند کی ذمہ داری ہے کہ وہ بیوی کا خرچہ پورا کرے اور اگر ماں ہے تو اولاد کا فرض ہے کہ وہ اپنی ماں کا خرچہ پورا کرے۔بیٹی بننے سے لے کر ماں بننے تک اللہ تعالیٰ نے عورت پر اپنی روزی کمانا کبھی بھی فرض نہیں کیا۔تو یہ خاوند کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنی بیوی کا خرچہ پورا کرے۔اس نان ونفقہ کے متعلق علماء نے مسئلہ لکھا ہے کہ خاوند کو چاہئے کہ اپنی حیثیت کے مطابق بیوی کا ذاتی خرچہ مقرر کرے۔ممکن ہے کہ کوئی آدمی پچاس ڈالر دے سکتا ہو،کوئی آدمی سوڈالر دے سکتا ہو اور کوئی آدمی صرف دس ڈالر دے سکتا ہو،مقدار کی بات نہیں۔گھر کی سبزی وغیرہ کے لئے خرچہ دینا اور بات ہے شریعت کہتی ہے کہ وہ تمہاری بیوی ہے اپنے گھر کو چھوڑ کر تمہارا گھر بسانے یہاں آئی ہے اب تم اس کو اپنی ذاتی ضروریات کے لئے کچھ پیسہ دے دو اور دینے کے بعد تمہیں پوچھنے کی ضرورت نہیں کہ کہاں خرچ کیا۔اس میں بھی حکمت ہے،ہوسکتا ہے کہ عورت محسوس کرے کہ میری بہن غریب ہے میں اس کو دے دوں،میں اپنے بھائی کی کچھ مدد کردوں۔ہوسکتا ہے کہ اسے تب خوشی ہو جب وہ کسی غریب عورت کا دکھ بانٹے۔لہٰذا جب ذاتی خرچہ دے دیا تو اب پوچھنے کی ضرورت نہیں وہ جہاں چاہے خرچ سکتی ہے۔بیوی کے حقوق سے متعلق دوسری بات سنیں فقہاء نے مسئلہ لکھا ہے کہ جب مرد کسی عورت سے نکاح کرے اس کی ذمہ داری ہے کہ اس عورت کو سر چھپانے کے لئے اپنے حیثیت کے مطابق جگہ بنادے۔مثل مشہور ہے اپنا گھونسلہ اپنا،کچا ہو یا پکا۔

عورت کو کوئی ایسی جگہ Provide کر دینا جہاں وہ سر چھپائے یہ خاوند کی ذمہ داری ہے۔ اگر مجبوری ہو گھر کے سب افراد اکٹھے رہتے ہوں تو اسے کوئی ایک کمرہ ہی دے دیا جائے جہاں وہ اپنی ضروریات کا سامان رکھ سکے۔ یہ نہ ہو کہ بیوی کا بھی وہ کمرہ ہے اور اسی میں ماں باپ کا سامان بھی پڑا ہوا ہے، کسی اور کا سامان بھی پڑا ہوا ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ ہر بندہ مکان نہیں بنا سکتا تاہم جو بنا سکتے ہیں وہ بنا کر دیں۔ یہ خاوند کے فرائض میں سے ایک فرض ہے تیسری بات چونکہ خاوند اپنے گھر کے لئے امیر اور سردار ہوتا ہے لہٰذا اسے چاہئے کہ اپنی رعایا یعنی اہل خانہ کے ساتھ نرمی کا برتاؤ رکھے۔

اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمُکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ

(تم زمین والوں پر نرمی کرو آسمان والا تم پر نرمی فرمائے گا)

اس لئے فرمایا کہ جو انسان دوسروں کے ساتھ نرمی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے نرمی فرمائیں گے۔ جو دوسروں کو جلد معاف کرنے والا ہوگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جلدی معاف فرما دیں گے، جو دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی کرنے والا ہوگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔ اسلام میں بیوی کا تصور جیون ساتھی کا تصور ہے، ہمدم و ہمراز کا تصور ہے، وہ کوئی باندی کا تصور نہیں ہے، وہ اچھے دوست کا تصور ہے۔ قرآن پاک میں جہاں جہاں میاں بیوی کے حقوق کا تذکرہ ہے وہاں جگہ جگہ فرمایا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اور تم اللہ سے ڈرتے رہنا، یہ اس لئے کہ وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ مُلٰقُوْهُ اور تم جان لینا کہ تم نے اللہ سے ملاقات کرنی ہے۔ اس لئے بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں نہ بیوی شرم سے کسی کو بتا سکتی ہے اور نہ خاوند شرم سے کسی کو بتا سکتا ہے مگر اندر اندر دونوں ایک

دوسرے کی دل آزاری کر رہے ہوتے ہیں۔فرمایا تم اس طرح ایک دوسرے کا دل جلایا کرو گے تو یاد رکھنا کہ تم نے اللہ تعالیٰ سے بھی ملاقات کرنی ہے،اگر ایک دوسرے کو سکون نہیں پہنچاؤ گے تو قیامت کے دن اس کو کیسے جواب دے سکو گے۔ ایک بہترین اصول یہ ہے کہ اگر کوئی غلطی یا کوتاہی بیوی سے ہو جائے تو وہ معافی مانگ لے اور اگر خاوند سے ہو جائے تو وہ معذرت کر لے۔اپنی غلطی پر معذرت کر لینا عظمت ہوتی ہے۔ مجھے اس موقع پر اپنے پیر و مرشد کی ایک بات یاد آئی یہ حضرات کتنے مخلص ہوتے ہیں اپنی زندگی کے واقعات نمونہ بنا کر پیش کرتے ہیں۔فرمانے لگے ایک روز میں وضو کر رہا تھا (عمر رسیدہ تھے) اہلیہ محترمہ وضو کرواتے وقت پانی ٹھیک طرح سے نہیں ڈال رہی تھی جس پر میں نے انہیں ذرا سختی سے بات کہہ دی کہ تم کیوں ٹھیک طرح سے وضو نہیں کروا رہی۔مگر میرے اس طرح غصہ کرنے پر وہ خاموش رہیں اور جس طرح میں چاہتا تھا ویسے کر دیا۔خیر میں وضو کر کے گھر سے چلا راستے میں خیال آیا ابھی تو میں اللہ کی مخلوق کے ساتھ یہ برتاؤ کر رہا تھا اور ابھی مصلے پر جا کر نماز پڑھاؤں گا میری نماز کیسے قبول ہو گی۔ کہنے لگے میں آدھے راستے سے واپس آیا اور بیوی سے معذرت کی اس نے مجھے معاف کر دیا، پھر میں نے جا کر مسجد میں نماز پڑھائی۔

؎ مسجد ڈھا دے مندر ڈھا دے ڈھادے جو ڈھیندا
پر کسے دا دل نہ ڈھاویں رب دلاں وچ رہندا

ازدواجی زندگی اور مشرقی معاشرہ

معزز سامعین، ازدواجی زندگی کے بارے میں ہمارا مشرقی معاشرہ آج بھی الحمدللہ بہت پرسکون ہے۔ ہمارا تجزیہ ہے کہ سو میں سے کم از کم ننانوے لڑکیاں جب

اپنے والدین کے گھر سے رخصت ہوتی ہیں تو ان کے دلوں میں گھر بسانے کی نیت ہوتی ہے۔ یہ اعزاز صرف مشرقی لڑکی کو حاصل ہے کہ جب اپنے ماں باپ کے گھر سے چلتی ہے تو دل میں یہ نیت ہوتی ہے کہ میں نے گھر بسانا ہے۔ یہ آگے خاوند کا معاملہ ہے، اچھی طرح Handle کیا تو گھر آباد ہو گیا Mishandle کیا تو وہ گھر برباد ہو گیا۔ بعض مشرقی لڑکیاں تو اس قدر پاکدامن ہوتی ہیں کہ ان میں حوروں کی صفات جھلکتی ہیں مثلاً عرباً یعنی خاوندوں کی عاشق اور قاصرات الطرف یعنی غیر مردوں کی طرف مائل نہ ہونے والیاں۔ یہ اسلام کی برکت ہے کہ مشرق میں آج بھی بعض ایسی معصوم جوانیاں ہوتی ہیں جو اپنے گھر سے قدم نکالتی ہیں تو ان کے دلوں میں کسی غیر مرد کا دخل نہیں ہوا کرتا۔ کئی ایسی بھی ہوتی ہیں کہ خاوند کا سایہ سر سے اٹھ گیا بچوں کی خاطر اپنی پوری زندگی گزار دیتی ہیں۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ اگر کوئی بیوہ عورت یہ سمجھے کہ مجھے اپنے بچوں کی پرورش کی خاطر بیٹھنا ہے اور خود اس کو پسند کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہاد کرنے کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس کی تو بہار خزاں میں تبدیل ہو گئی مگر یہ خزاں کے موسم میں بھی اپنے پروں کے نیچے اپنے چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو چھپا کر اپنی زندگی گزار رہی ہوتی ہے۔ اللہ اکبر،

؎ چمن کا رنگ گو تو نے سراسر اے خزاں بدلا
نہ ہم نے شاخ گل چھوڑی نہ ہم نے آشیاں بدلا

خوشگوار ازدواجی زندگی

ازدواجی زندگی کے بارے میں ایک بات ذہن میں رکھئے کہ جہاں محبت پتلی ہوا کرتی ہے وہاں عیب موٹے نظر آتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں کے بتنگڑ بن جایا

کرتے ہیں۔تو اس لئے شریعت نے حکم دیا کہ تم آپس میں محبت و پیار کی زندگی گزارو۔انسان کو بڑا حوصلہ رکھنا چاہئے انگلش کا مقولہ ہے۔

To run a big show one should have a big heart.

(ایک بڑا انظام چلانے کے لئے انسان کو دل بھی بڑا رکھنا چاہئے)

انسان کو تحمل اور بردباری سے گھرے معاملات نبھانے چاہئیں۔کتنی عجیب بات ہے کہ خاوند اپنی بیوی سے جھگڑتا ہے، جو زندگی خاوند کے لئے وقف کر چکی ہوتی ہے اور بیوی اپنے خاوند سے جھگڑتی ہے جو اس کی زندگی میں اتنا بڑا مقام پا چکا ہوتا ہے۔

؎ شنیدم کہ مردان راہ خدا دل دشمنان ہم نہ کروند تنگ

ترا کہ میسر شود ایں مقام کہ با دوستان ہست پیکار جنگ

(ہم نے سنا اللہ والے دشمنوں کے دلوں کو بھی تنگ نہیں کیا کرتے، تمہیں یہ مقام کہاں سے نصیب ہوا کہ تم اپنوں کے ساتھ برسر پیکار رہو)

بعض اوقات دینی جہالت کی وجہ سے یا تکبر کی وجہ سے پڑھے لکھے جوڑوں میں بھی محاذ آرائی ہوتی رہتی ہے۔میاں بیوی ایک دوسرے کے اس قدر خلاف کہ خاوند ہر وقت بیوی کی غلطیاں اور عیب ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہے اور بیوی ہر وقت خاوند کی غلطیاں اور عیب ڈھونڈنے کی کوشش کرتی ہے۔جسم ایک دوسرے کے کتنے قریب دل ایک دوسرے سے کتنے دور، ان دونوں کا معاملہ اس شعر کے مصداق ہوتا ہے۔

؎ زندگی بیت رہی ہے دانش

کوئی بے جرم سزا ہو جیسے

بعض اوقات یہ جھگڑے کسی تیسرے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔یہ میری بات یاد

رکھنا کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی وجہ سے نہیں جھگڑتے، جب بھی جھگڑیں گے کسی تیسرے کی وجہ سے جھگڑیں گے، یا تو وہ ساس سسر ہوں گے اور یا بیوی کے میکے والے۔ اس لئے شریعت نے ایک بات سمجھا دی لڑکی کو کہا کہ دیکھو نکاح سے پہلے ایک ماں تھی اب تمہاری دو مائیں ہیں اور دو باپ ہیں۔ اسی طرح لڑکے کو بتا دیا کہ تمہاری دو مائیں اور دو باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ساس اور سسر کو ماں باپ کا درجہ دیا تو اس میں ایک بہترین اصول یاد رکھ لیجئے کہ شادی کے بعد لڑکی کو چاہئے کہ خاوند کے گھر والوں کو خوش رکھے اور خاوند کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کے گھر والوں کو خوش رکھے۔ جہاں یہ اصول دونوں میاں بیوی اپنا لیں وہاں آپ دیکھیں گے کہ کبھی لڑائی نہیں ہوگی۔ کبھی ایک غصہ میں آ جائے تو دوسرے کو چاہئے کہ تحمل مزاجی سے کام لے۔ بیک وقت دونوں کا غصہ میں آ جانا معاملے کو بے حد خراب کرتا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اگر کوئی عورت خاوند کے غصہ پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے صبر ایوب علیہ السلام کا اجر عطا فرمائیں گے۔ اسی طرح کوئی مرد اپنی بیوی کے غصے پر صبر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے بھی صبر ایوب علیہ السلام کا درجہ عطا فرمائیں گے، تو جب صبر کا اتنا اجر و ثواب ملتا ہے تو اس موقعہ پر ذرا خاموش ہو جایا کریں۔

منفی سوچ سے بچیں

میاں بیوی دونوں کو منفی سوچ سے بچنا چاہئے۔ پنجابی کا مقولہ ہے ''بھاندے دا سب کچھ بھاوے تے نہ بھاندے دا کجھ وی نہ بھاوے'' یعنی جو آدمی اچھا لگتا ہو۔ اس کا ہر کام اچھا لگتا ہے اور جو آدمی برا لگتا ہو اس کا ہر کام برا لگتا ہے۔ میاں بیوی میں اگر منفی سوچ ہو تو ایک دوسرے کی ہر بات زہر معلوم ہوتی ہے۔ حکایت ہے کہ ایک بزرگ کی بیوی ان سے ہر وقت لڑتی جھگڑتی رہتی تھی، انہوں نے ایک دن دعا

کی کہ یا اللہ! میرے ہاتھ پر کوئی ایسی کرامت ظاہر فرما جسے دیکھ کر میری بیوی بھی میری عقیدت مند بن جائے۔ چنانچہ قدرت الٰہی سے انہیں الہام ہوا کہ تم اڑنا چاہو تو تمہیں ہوا میں اڑنے کی کرامت ملے گی۔ چنانچہ وہ بزرگ اڑتے اڑتے اپنے گھر کے اوپر سے گزرے، جب شام کو واپس گھر آئے تو بیوی نے آتے ہی کہا" لو تم بھی بڑے بزرگ بنے پھرتے ہو۔ بزرگ تو آج میں نے دیکھے جو ہوا میں اڑتے جا رہے تھے" اس بزرگ نے کہا" خدا کی بندی وہ میں ہی تو تھا" تو بیوی نے فوراً کہا "اچھا میں بھی سوچ رہی تھی کہ یہ اڑنے والا ٹیڑھا ٹیڑھا کیوں اڑ رہا ہے" دیکھا منفی سوچ کتنی بری چیز ہے۔ میاں بیوی کو چاہئے کہ اپنے اندر مثبت سوچ پیدا کریں،

میاں بیوی کو چاہئے کہ قدم اٹھانے سے پہلے دیکھ لیں کہ راستہ کدھر کو جاتا ہے۔

جو شخص اپنی بیوی پر احسان کرے گا یقیناً وہ اپنی بیوی کا دل جیت لے گا۔ تو بیوی کو زور کے ذریعے جیتنے کی کوشش نہ کریں، بیوی کو احسان اور اچھے اخلاق کے ذریعے جیتنے کی کوشش کریں۔ ازدواجی زندگی میں سب سے زیادہ نقصان دہ چیز منفی سوچ ہے۔ دیکھیں سوچنے کے مختلف انداز ہوتے ہیں، میں مثال دیتا ہوں ایک شاخ پر پھول بھی ہیں کانٹے بھی ہیں، اے مخاطب تجھے گلہ ہے کہ پھول کے ساتھ کانٹے ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ کانٹوں کے ساتھ پھول بھی ہیں۔ یہ اپنی نظر ہے کسی کی نظر کانٹوں پر گئی اور کسی کی نظر پھول پر گئی۔ سچ ہے نظر اپنی اپنی، پسند اپنی اپنی۔

مسکرانا بھی نیکی ہے

حدیث پاک میں ہے کہ جب کوئی بیوی اپنے خاوند کی طرف دیکھ کر مسکراتی ہے اور خاوند بیوی کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں۔ اللہ اللہ، سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام جب بھی گھر میں

داخل ہوتے تو مسکراتے چہرے کے ساتھ داخل ہوتے تھے۔ خاوندوں کو چاہئے کہ دفتروں کے جھگڑے دفتر ہی میں چھوڑ کر آیا کریں جب گھر میں داخل ہوں تو مسکراہٹیں بکھیرتے ہوئے، سنت پر عمل کا ثواب بھی ملے گا اور جواب میں بیوی کی مسکراہٹ بھی ملے گی۔

A Smile

A smile is something nice to see it does not cast a cent .

A smile is something all you own it never can be spent .

A smile is welcome every where, it does away with frowns.

A smile is good for every one , to ease life,s up and downs.

یہ بھی نہیں ہونا چاہئے کہ خاوند تو مسکراتے چہرے سے گھر آئے مگر بیوی منہ لٹکائے پھرتی رہے۔ خاوند کی مسکراہٹ کا جواب بیوی کو درج ذیل الفاظ میں دینا چاہئے۔

معیت گر نہ ہو تیری تو گھبراؤں گلستاں میں
رہے تو ساتھ تو صحرا میں گلشن کا مزہ پاؤں

لکھ کر لٹکائیے

انگلش کا ایک فقرہ ہے۔ اس کو میرے دوستو یاد کر لیجئے بلکہ گھر میں کہیں لکھ کر لٹکا لیجئے۔

House is built by hands but home is built by hearts.

کہنے والے نے کہا کہ مکان تو ہاتھوں سے بن جایا کرتے ہیں مگر گھر ہمیشہ دلوں سے بنا کرتے ہیں۔ اینٹیں جڑتی ہیں مکان بن جاتے ہیں مگر جب دل جڑتے ہیں تو

گھر آباد ہو جایا کرتے ہیں۔ میرے دوستو! ہم ان باتوں کو توجہ کے ساتھ سنیں اور اچھی ازدواجی زندگی گزارنے کی کوشش کریں۔ ہم دیار غیر میں بیٹھے ہیں ہماری چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہونے والے جھگڑے جب مقامی انتظامیہ کو پہنچتے ہیں تو وہ اسلام پر ہنستے ہیں، وہ نبی ﷺ کی تعلیمات پر انگلیاں اٹھاتے ہیں، کتنی بدبختی ہے۔ اگر ہم نے اپنی کم ظرفی کی وجہ سے کسی کو اسلام پر انگلی اٹھانے کا موقعہ دیا چھوٹی چھوٹی باتیں اپنے گھر میں سمیٹ لیا کریں۔ ایسا جھگڑا نہ بنائیں جو کمیونٹی میں ٹاک آف دی ٹاؤن بنا کرے (Talk of the town)۔ ہم اپنی ذات کے خول سے باہر نکلیں۔ ہم مسلمانوں کی بدنامی کی بجائے مسلمانوں کی نیک نامی کا ذریعہ بنیں۔ آج ایسی سوچ رکھنے والے اتنے تھوڑے ہیں کہ چراغ رخ زیبا لے کر ڈھونڈنے کی ضرورت ہے۔

ے ایک ہجوم اولاد آدم کا جدھر بھی دیکھئے
ڈھونڈیئے تو ہر طرف اللہ کے بندوں کا کال

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب میاں بیوی قریب ہوتے ہیں تو ایک دوسرے سے لڑائیاں ہوتی ہیں، اگر اسی حالت میں خاوند فوت ہو جائے تو یہی بیوی ساری زندگی خاوند کو یاد کر کے روتی رہے گی کہ جی اتنا اچھا تھا، میرے لئے تو بہت ہی اچھا تھا۔ اگر بیوی فوت ہو جائے تو یہی خاوند ساری زندگی یاد کر کے روتا رہے گا کہ بیوی اتنی اچھی تھی، میرا کتنا خیال رکھتی تھی۔ تو پنجابی کی ایک کہاوت ہے کہ ''بندے دی قدر آندی اے ٹر گیاں یا مر گیاں''

ہم بندے کی قدر اس کے قریب رہتے ہوئے کر لیا کریں۔ کئی مرتبہ یہ دیکھا گیا ہے کہ میاں بیوی جھگڑے میں ایک دوسرے کو طلاق دے دیتے ہیں، جب

ہوش آتی ہے تو خاوند اپنی جگہ پاگل بنا پھرتا ہے اور بیوی اپنی جگہ پاگل بنی پھرتی ہے۔ پھر ہمارے پاس آتے ہیں کہ مولوی صاحب کوئی ایسی صورت نہیں ہوسکتی کہ ہم پھر سے میاں بیوی بن کر رہ سکیں ایسی صورت حال ہرگز نہیں آنے دینی چاہئے۔ عفوودرگزر اور افہام وتفہیم سے کام لینا چاہئے۔ بلکہ ایک روٹھے تو دوسرے کو منالینا چاہئے۔ کسی شاعر نے کیا اچھی بات کہی ہے۔

اتنے اچھے موسم میں
روٹھنا نہیں اچھا
ہار جیت کی باتیں
کل پہ ہم اٹھا رکھیں
آج دوستی کر لیں

اسی مضمون کو ایک دوسرے شاعر نے نئے رنگ سے باندھا ہے۔

؎ زندگی یونہی بہت کم ہے محبت کے لئے
روٹھ کر وقت گنوانے کی ضرورت کیا ہے

انوکھا واقعہ

علماء کرام نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک بیوی بہت خوبصورت تھی جب کہ خاوند بہت بدصورت اور شکل کا انوکھا تھا، رنگ کا کالا تھا۔ بہر حال زندگی گزر رہی تھی، نیک معاشرے میں زندگیاں گزر جایا کرتی ہیں۔ ایک موقع پر خاوند نے بیوی کی طرف دیکھا تو مسکرایا خوش ہوا۔ بیوی دیکھ کر کہنے لگی کہ ہم دونوں جنتی ہیں۔ اس نے پوچھا یہ آپ کو کیسے پتہ چلا، بیوی نے کہا جب آپ مجھے دیکھتے ہیں خوش ہوتے ہیں شکر ادا کرتے ہیں اور جب میں آپ کو دیکھتی ہوں تو صبر کرتی ہوں شریعت کا حکم ہے

کہ صبر کرنے والا بھی جنتی ہیں اور شکر کرنے والا بھی جنتی ہے۔

LOVE AFTER MARRIAGE

ایک اہم پہلو پر روشنی ڈالنا بے جا نہ ہوگا۔ اسلام نے (Love before marriage) کی اجازت نہیں دی۔ (Love after marriage) کی اجازت دی ہے۔ لو میرج کی بنیاد بنائیں گے تو یہ کمزور ہوگی۔ آپ اس کا حشر مغربی معاشرے میں دیکھ رہے ہیں اور لو آفٹر میرج کا کیا مطلب ہے کہ جب ماں باپ نے وکیل بن کر لڑکے کے لئے بہترین لڑکی تلاش کر لی اور لڑکی کے لئے بہتر لڑکا تلاش کر لیا تو اب وہ میاں بیوی بن چکے ہیں۔ اب انہیں ایک دوسرے کے ساتھ محبت پیار سے زندگی گزارنی چاہئے۔ وہ جس قدر محبت اور پیار سے زندگی گزاریں گے اس پر انہیں اجر و ثواب ملے گا۔ میرے آقا ﷺ نے اپنے ایک ایک فرمان میں زندگی کے سنہری اصول بتلا دیئے۔

آیئے خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے کے لئے میں اپنے پیارے آقا اور سردار ﷺ کا ایک عمل آپ کو بتا دیتا ہوں۔

محبت بھری زندگی

ایک مرتبہ پیارے نبی ﷺ گھر تشریف لائے صحن میں دیکھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ پیالے سے پانی پی رہی ہیں۔ دور سے دیکھا تو وہیں سے فرمایا حمیرا (نام عائشہ تھا مگر پیار سے حمیرا کہا کرتے تھے) نبی پاک ﷺ نے ہمیں اس میں بھی سبق دے دیا۔ دور سے فرمایا حمیرا، بولیں اے اللہ کے نبی ﷺ فرمایئے، فرمایا تھوڑا سا پانی میرے لئے بھی بچا دینا۔ وہ امتی تھیں بیوی تھیں، آپ ﷺ خاوند بھی تھے، سید

المرسلین بھی تھے، رحمت العالمین بھی تھے۔ برکتیں تو آپ ﷺ کی ذات سے ملتی تھیں مگر سبحان اللہ محبت بھی عجیب چیز ہے کہ رفیقہ حیات کو دیکھا پانی پی رہی ہیں تو دور سے کہا کہ کچھ پانی میرے لئے بھی بچا دینا۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کچھ پانی بچا دیا۔ جب آپ ﷺ قریب تشریف لائے تو اپنی بیوی کا بچا ہوا پانی ہاتھ میں لے کر پینا چاہا۔ اچانک آپ ﷺ رک گئے اور پوچھا کہ اے حمیرا! تو نے اس پیالے پر کس جگہ لب لگا کر پیا تھا۔ حضرت عائشہؓ قریب آئیں اور اس جگہ کی نشاندہی کی۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے پیالے کے رخ کو پھیرا اور اس جگہ اپنے لب مبارک لگا کر پانی نوش فرمایا۔ اللہ اللہ

میرے دوستو! اگر خاوند بیوی کو اس قدر پیار دے گا تو بیوی کا دماغ خراب ہے کہ وہ گھر کو آباد نہیں کرے گی، بلکہ وہ تو گھر آباد کرنے کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دے گی۔ وہ محبت کا جواب محبت سے، الفت کا جواب الفت سے، پیار کا جواب پیار سے، اور وفا کا جواب وفاؤں سے دے گی۔ وہ خاوند کی محبت کو دل میں بسائے گی اور اکھیوں کے جھروکوں میں اس کی تصویر سجائے گی۔ یہ ہے ازدواجی زندگی کا حسین اسلامی تصور۔ آیئے نفرتوں کو دور کیجئے اور محبت بھری پاکیزہ زندگی کی ابتداء کیجئے کسی شاعر نے کہا

؎ فرصت زندگی کم ہے محبتوں کے لئے
لاتے ہیں کہاں سے وقت لوگ نفرتوں کے لئے

اللہ رب العزت ہمیں خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

و اخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

محنت میں عظمت

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَ اِنَّ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى وَ اَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرٰى

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

انسان کا مقصد زندگی

انسان درخت نہیں کہ کھڑا رہے اور پتھر نہیں کہ پڑا رہے یہ تو اشرف المخلوقات ہے اسے چاہئے کہ یاد الٰہی میں لگا رہے۔ مقصد زندگی اللہ رب العزت کی بندگی اور مقصد حیات اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔ یہ اتنی وسیع و عریض کائنات جو ہمارے سامنے پھیلی ہوئی نظر آتی ہے یہ سب انسان کے لئے بنائی گئی ہے جبکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

نہ تو زمیں کے لئے ہے نہ آسماں کے لئے
جہاں ہے تیرے لئے تو نہیں جہاں کے لئے

کائنات کس لئے ہے

یہ آسمان کی پنہائیاں، یہ زمین کی رعنائیاں، یہ سمندر کی گہرائیاں، یہ فلک پہ چمکتے ہوئے ستارے، یہ پہاڑ، یہ مرغزار، یہ ہوائیں اور یہ فضائیں سب کی سب انسان کے لئے ہیں، انکو پیدا کرنے والا کتنا عظیم اور کتنا بلند ہے کہ اس نے اپنی قدرت کاملہ سے انسان کے لئے اتنی بڑی کائنات پیدا کردی۔

کھیتیاں سر سبز ہیں تیری غذا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے
بحر و بر شمس و قمر ماہ و شما کے واسطے
یہ جہاں تیرے لئے ہے تو خدا کے واسطے

زندگی کے راستے

انسان اس دنیا میں دوطرح سے زندگی گزار سکتا ہے۔ایک من چاہی زندگی اور دوسری رب چاہی زندگی ۔ اب ہم نے ان دونوں باتوں کا تجزیہ کرنا ہے کہ ان دونوں میں سے بہتر راستہ کونسا ہے۔ایک ہے اپنی مرضی کی زندگی گزارنا دوسرا ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی کی زندگی گزارنا۔انسان جب اپنی مرضی کی زندگی گزارتا ہےتو گویا اپنی سوچ کے مطابق گزارتا ہے انسان کی سوچ کے کچھ راستے ہیں ۔مثلاً انسان آنکھ سے دیکھتا ہے، کان سے سنتا ہے، زبان سے بولتا ہے۔ان اعضاء کے ساتھ انسان گویا معلومات اکٹھی کرتا ہے یا دوسرے الفاظ میں علم حاصل کرتا ہے پھر اس علم انسان اپنی زندگی کی بنیاد اٹھاتا ہے۔

نسان کا دیکھنا ناقص ہے

وہ راستے جہاں سے انسان علم حاصل کر رہا ہے ان پر اگر غور کریں تو ناقص نظر ئیں گے۔ مثال کے طور پر انسان کا دیکھنا ناقص ہے۔ ہر چیز کو نہیں دیکھ سکتا اگر وشنی میں دیکھ سکتا ہے تو اندھیرے میں نہیں دیکھ سکتا، حالانکہ بلی اندھیرے میں بھی یکھ سکتی ہے۔ پھر ہم ایک خاص حد تک دیکھتے ہیں اس سے زیادہ نہیں دیکھ سکتے۔ بلکہ پرندے مثلاً عقاب کئی کئی فرلانگ کے فاصلے سے دیکھ سکتے ہیں۔ اس ہوا کے ندر جو ہمارے سامنے ہے اربوں اور کھربوں چھوٹے چھوٹے ذرات اور جراثیم ں مگر ہمیں نظر نہیں آتے اگر ہمیں نظر آتے تو شاید ہمارا جینا محال ہو جاتا۔ اس لئے للہ تعالیٰ نے ہمیں ایک خاص حد کے اندر دیکھنے کی توفیق عطا فرمائی اس سے اوپر نیچے نہیں دیکھ سکتے۔ یہی ہمارے لئے بہتر تھا، ورنہ جب ہم سانس لیتے ہیں تو اس ہوا کے اندر اربوں کھربوں جراثیم ہوتے ہیں، ہم انہیں نہیں دیکھ سکتے لیکن اگر مائیکرو سکوپ سے دیکھیں تو وہ صاف نظر آتے ہیں۔ بلکہ آج کل کئی کیپسول ایسے ہیں کہ گر آپ انہیں کھول کر میز پر رکھیں تو وہ آپ کو ایک پاؤڈر کی شکل میں نظر آئیں گے۔ مگر مائیکروسکوپ سے دیکھیں تو وہ چھوٹے چھوٹے جراثیم نظر آئیں گے جو رکت کر رہے ہوں گے، ظاہر کی آنکھ سمجھتی ہے کہ یہ پاؤڈر ہے لیکن مائیکروسکوپ کی نکھ بتاتی ہے کہ وہ زندہ جراثیم ہیں جو حرکت کر رہے ہیں۔ پس انسان کی بینائی کامل نہیں، دیکھتی ہے خاص حدود و قیود میں دیکھتی ہے اس سے اوپر نیچے نہیں دیکھتی۔ س ثابت ہوا انسان کا دیکھنا کامل نہیں بلکہ ناقص ہے۔

دیکھئے نقب زنی سے بچنے کے لئے جو آلارم لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کے

ایک طرف ٹرانسمیٹر ہوتا ہے دوسری طرف ریسیور ہوتا ہے درمیان میں سے شعاعیں پار ہورہی ہوتی ہیں۔لیکن عام آدمی اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ جب چور گزرتا ہے اور وہ شعاعیں کٹ جاتی ہیں تو فوراً الارم بج جاتا ہے اور چور پکڑا جاتا ہے۔ تاہم اس کو ظاہر آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے۔ یہ چند مثالیں اسی لئے دیں کہ واضح ہو جائے کہ انسان کا دیکھنا ناقص ہے۔

انسان کا سننا ناقص ہے

انسان کی سماعت پر غور کیجئے۔ ہم بعض چیزوں کی آواز سنتے ہیں مگر ہر آواز نہیں سن سکتے۔ دیکھئے آج اتنی ترقی کے باوجود مختلف لیبارٹریز میں زلزلہ کو معلوم کرنے کے لئے کتے اور بلیاں پالے جاتے ہیں۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ زلزلہ آنے سے بہت پہلے کچھ آوازیں زمین میں سے نکلنی شروع ہو جاتی ہیں جن کو انسان Feel (محسوس) نہیں کر سکتا مگر جانور ان کو محسوس کرتے ہیں۔ جانور اچھلنا کودنا شروع کر دیتے ہیں اور اشارہ ہو جاتا ہے کہ کوئی زلزلہ آنے والا ہے۔ جو آوازیں انسان نہیں سن سکتا وہ جانور سنتے ہیں، اتنی معمولی آواز جانور سن لیتے ہیں مگر ہم نہیں سن سکتے۔ ہمارا اپنا سننے کا ایک فریکونسی بینڈ ہے اس بینڈ کے اندر اندر آواز ہو گی تو ہم سنیں گے و گرنہ نہیں سنیں گے۔

اسی طرح کئی اور آوازیں انسان نہیں سن سکتے مثلاً چوہوں کے لئے آج کل ایک Electronic Instrument (آلہ برقیاتی) بنایا گیا ہے جس کا نام Bye Bye Rat رکھا گیا ہے۔ یہ Bye Bye Rat ایک Sound) System) آوازوں کا نظام ہے۔ برقیاتی آواز کو وہ ایک ایسی Frequency

سے نکالتے ہیں یا پھینکتے ہیں کہ اگر عام انسان اس جگہ کھڑا ہوتو اسے کوئی پتہ نہیں چلتا کہ یہ کیا ہے مگر چوہے کے دماغ پر وہ آواز اس طرح پڑ رہی ہوئی ہے جیسے ہتھوڑے پڑ رہے ہوں ۔تھوڑی دیر میں اس جگہ سے چوہے بھاگ جاتے ہیں یہ Rat Expellrer بنایا گیا ہے۔اب دیکھئے ہم اس اواز کونہیں سن سکتے مگر چوہا سن سکتا ہے اوراس کیلئے اس جگے پر رہنا مصیبت بن جاتا ہے حتی کہ وہ وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔معلوم ہوا کہ انسان ہر آواز نہیں سن سکتا اس کا ایک بینڈ ہے جیسے ریڈیو کے بینڈ ہوتے ہیں مثلاً یہ شارٹ ویوز ہے، یہ میڈیم ویوز ہے، اب اگر ہم Short Waves شارٹ ویوز پر ریڈیو کو آن کریں تو وہ شارٹ ویوز کو تو رسیو کرتا ہے۔ مگر میڈیم ویوز کو ریسیو نہیں کرسکتا اور اگر میڈیم ویوز پر اس کو سیٹ کریں تو وہ شارٹ ویوز کو ریسیو نہیں کر سکتا۔اس طرح ہماری سماعت کا، بصارت کا ایک بینڈ ہے اس بینڈ کے اندر تو ہم فنکشن (عمل کام) کر سکتے ہیں اس سے آگے نہیں کر سکتے ۔ بتانے کا مقصد یہ تھا کہ انسان اپنے ذہن میں جو معلومات اکٹھی کرتا ہے تو وہ ان ذرائع سے حاصل کرتا ہے جب یہ ذرائع علم ہی ضعیف اور کمزور ہیں تو ان سے ملنے والی معلومات بھی کمزور ہوں گی۔

زندگی گزارنے کے دو راستے ہیں

زندگی گزارنے کے دوراستے ہیں ۔اپنے تجربات اور مشاہدات پر زندگی بسر کرنا اور اپنے خالق و مالک کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنا۔ کہ ہم پہلے یہ تجزیہ کر چکے ہیں کہ جس طرح انسان کے یہ ذرائع علم کمزور اور ضعیف ہیں اسی طرح کے تجربات بھی کمزور اور ضعیف ہیں۔ اپنے تجربات کو بنیاد بنانے کی بجا۔

انسان اللہ رب العزت کے احکام کو بنیاد بنائے گا وہ یقیناً کامیاب ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی انجینئر کسی مشین کو بنائے تو وہی بہتر جانتا ہے کہ یہ مشین کیسے بہتر کام کرے گی۔ عام طور پر باہر کے ملک سے کوئی مشین امپورٹ کی جائے تو وہ لوگ مشین بھی بھیجتے ہیں۔ مشین کے ساتھ انجینئر بھی بھیجتے ہیں اور ایک کتابچہ بھی بھیجتے ہیں۔ وہ انجینئر آتا ہے اور مشین کو لگاتا ہے پھر مشین کو چلاتا ہے پھر وہ مقامی لوگوں کو ٹریننگ دیتا ہے کہ جس طرح میں کام کر رہا ہوں اگر میرے بعد اسی طرح تم نے کیا تو تم کامیاب ہو گے۔ اگر اس میں کوتاہی کی تو ناکام ہو گے اور اگر کہیں اٹک جاؤ تو یہ رہنما کتابچہ ہے اس کو پڑھ لینا اس مشین کے بارے میں ساری باتیں اس کے اندر لکھی ہوئی ہیں، یہ کہہ کر وہ چلا جاتا ہے۔ اگر اس مثال کو مسلمان اپنے ذہن میں رکھیں تو حقیقت زندگی کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی مشین کو بنایا اور انبیاء علیہم السلام کو بھیجا۔ ان میں سے آخر میں حضور ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ انسانوں کے انجینئر بن کر آئے اور آپ ﷺ پر قرآن پاک یعنی انسانوں کی زندگی کے لئے کتاب رشد و ہدایت نازل ہوئی۔

آپ ﷺ نے اس کے مطابق زندگی گزاری اور صحابہؓ سے کہا...... اے لوگو! جس طرح میں زندگی گزار رہا ہوں اگر تم اس طرح زندگی گزارو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ میں اپنے پیچھے یہ Instruction Book (ہدایت کی کتاب) چھوڑے جا رہا ہوں۔ اگر تم اس کے مطابق زندگی گزارو گے تو کامیاب ہو گے۔ اور واقعی صحیح بات ہے کہ قرآن پاک صداقتوں کا مجموعہ، حقیقتوں کا ... ہے جو کہ آج ہمارے پاس موجود ہے۔ جبکہ نبی اکرم ﷺ کی سنت ہمارے ... نارہ نور ہے۔

علم کی اہمیت

دین اسلام میں علم حاصل کرنے کی بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے کہ اتنی اہمیت کبھی کسی نے بیان نہیں کی۔ چودہ سو سال پہلے جب عرب کے لوگ وحشی اور جاہل مشہور تھے۔ قیصر و کسریٰ ان پر حکومت کرنا پسند نہیں کرتے تھے بلکہ مشہور مؤرخ گبن اپنی کتاب میں لکھتا ہے......

At that time Arabia was the most degraded nation of the world.

اس وقت عرب دنیا کی ذلیل ترین اور حقیر ترین قوم تھے۔

ان لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا اور نبی اکرم ﷺ نے انہیں دعوت الی اللہ دی۔ آپ ﷺ نے اس جاہل قوم کو علم کے بارے میں فضائل سنائے۔ فرمایا،

طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة

(علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے)

پھر فرمایا،

اطلبوا العلم من المهد الی اللحد

(تم علم حاصل کرو پنگھوڑے سے لے کر قبر میں جانے تک)

امام غزالی کا قول ہے کہ:

''علماء کے قلموں کی سیاہی شہیدوں کے خون سے بھی زیادہ قیمتی ہوا کرتی''

اب بتائے علم کی اتنی اہمیت کوئی بتا سکتا ہے۔ ایک کتاب پاکستان میں بہت

مشہور ہوئی جس کا نام تھا

A ranking of the most influential personalities of the history.

(تاریخ میں سب سے زیادہ متاثر کن شخصیتوں کی درجہ بندی)

جسے مائیکل ہارٹ نے لکھا اور وہ عیسائی تھا۔ اس نے اپنے زعم میں تاریخ میں جتنے نامور حضرات گزرے ہیں ان کی درجہ بندی کی ہے۔ اس درجہ بندی میں اس نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا نام لکھا...... اور وہ ابتدائی جملہ بڑا عجیب لکھتا ہے کہ......

My choice of Muhammad to lead the ranking of the most influential personalities in history will surprise some of the readers.

(بعض پڑھنے والے حیران ہوں گے۔ کہ محمد عربی ﷺ کو تاریخ کی سب سے زیادہ اثر انداز شخصیتوں پر کیوں فوقیت دی؟)

میں نے انہیں سب سے پہلے کیوں لکھا۔ اس کے لئے دلیل بڑی پیاری دیتا ہے۔ لکھتا ہے کہ دنیا میں جتنے بھی نامور لوگ آئے اگر ان کی زندگیوں کے حالات کا آپ مطالعہ کریں تو وہ اپنے لڑکپن، جوانی کے دور میں اپنے وقت کے بہترین تعلیمی اداروں میں کسی استاد کے پاس تعلیم پاتے نظر آتے ہیں۔ نیوٹن اتنا بڑا سائنس دان مگر اپنے وقت کے استادوں کے پاس تعلیم پاتا نظر آتا ہے، تو یہ لوگ اپنے وقت کی بہترین یونیورسٹیز میں، بہترین کالجز میں اور بہترین اداروں میں تعلیم پاتے نظر آتے ہیں مگر ایک ہستی پوری کائنات میں ایسی ہے جو پوری زندگی شاگرد بن کر کسی

استاد کے سامنے بیٹھی نظر نہیں آتی پھر اس نے انسانیت کو زیور علم سے آراستہ کیا، اس حقیقت نے مجھے مجبور کر دیا کہ اس درجہ بندی میں اسے سب سے پہلے لکھوں۔ واقعی اس بات میں کوئی شک نہیں۔ دیکھئے! ایک موٹی سی بات پر غور کریں کہ حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں خطہ عرب سے باہر قدم نہیں رکھا۔ لڑکپن میں تو تجارت کے لئے تشریف لے گئے تھے لیکن نبوت کے بعد آپ ﷺ نے بلاد عرب سے باہر قدم نہیں رکھا اور آپ ﷺ کے زمانہ نبوت میں آپ ﷺ کے صحابہؓ آپ ﷺ ہی کے گرد متوجہ رہے۔ کوئی ان میں سے قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کے پاس Management (نظم و نسق) کا کورس کرنے نہیں گیا۔ اکنامکس کا کورس کرنے نہیں گیا۔ آپ ﷺ بھی وہیں رہے۔ صحابہؓ بھی آپ ﷺ کے پاس رہے۔ اس کے بعد ان صحابہؓ کے اندر ایسی صفات آ گئیں، ایسے کمالات آ گئے کہ انہوں نے قیصر و کسریٰ کا تاج چھینا اور اتنی بڑی سلطنت کو انہوں نے شکست فاش دی۔ دنیا کو انہوں نے جہانبانی اور جہانگیری سکھائی۔ یہ سب کچھ انہوں نے کہاں سے سیکھا تھا۔ یہ وحی کے ذریعے اللہ نے اپنے محبوب کو سکھایا تھا اور صحابہ کرامؓ نے ان تعلیمات کو اپنے پلے باندھ لیا تھا۔

عجیب واقعہ

معزز سامعین! علم کے بارے میں جتنی اہمیت رسول اللہ ﷺ نے بتلائی ہے یقین جانیئے اتنی اہمیت کسی اور نے نہیں بتائی۔ ہم ایک دفعہ کورس کر رہے تھے اس کا موضوع تھا Effective Manager اور انگلینڈ کے Mr. Borrodi اس کورس کے ٹیچر تھے جو ایک ہی وقت میں کئی یونیورسٹیز میں Visting پروفیسر تھے،

کیلیفورنیا کی یونیورسٹی ،انگلینڈ یونیورسٹی ، جرمنی کی یونیورسٹی اور ہالینڈ کی یونیورسٹی ، اتنا قابل اور ماہر بندہ ہمیں لیکچر دے رہا تھا۔لیکچر کے دوران انہوں نے علم کے بارے میں بات کی اور بات کرتے کرتے کہنے لگے کہ ہمارے سائنس دانوں نے آج یہ بات محسوس کی ہے کہ آدمی کوصرف طالب علمی میں ہی نہیں پڑھنا پڑتا ہے۔ بلکہ اپنے Profession (پیشہ) میں بھی آ کر پڑھنا پڑتا ہے گویا ساری زندگی پڑھنا پڑتا ہے۔اس نے یہ بات بڑے نخرے سے کی جیسے کوئی بڑی ریسرچ والی بات کی ہو۔جب اس نے یہ بات کی تو میں کھڑا ہوا۔میں نے کہا کہ میں تمہیں اپنے آقا رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث سنا دوں ۔اس نے کہا ضرو سناؤ۔میں نے یہ حدیث سنائی کہ علم حاصل کرو پنگھوڑے سے لے کر قبر میں جانے تک ۔جب میں نے یہ حدیث سنائی یقین کیجئے کہ اس نے لیکچر موقوف کیا اپنا بریف کیس کھولا اپنی ڈائری نکالی مجھے کہتا ہے کہ آپ یہ حدیث مجھے لکھوا دیں ۔ میں آئندہ اپنے لیکچر میں یہ حدیث پڑھ کر لوگوں کو سنایا کروں گا۔کہ چودہ سو سال پہلے مسلمانوں کے نبی اکرم ﷺ نے علم کی اتنی اہمیت بتلائی ہے۔سبحان اللہ

علم کیسے حاصل ہوگا

اب یہ علم کیسے حاصل ہوگا اس کے لئے محنت کرنی پڑے گی ۔عربی کا مقولہ ہے کہ مَنْ طَلَبَ فَقَدْ وَجَدَ (جس نے طلب کیا پس بے شک اس نے پالیا) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ہم اپنی زندگی اپنے ہاتھوں سے بناتے ہیں یا اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی بگاڑتے ہیں یہ پکی بات ہے محنت ایسی مٹھاس ہے کہ زندگی میں اس کو جتنا

داخل کرتے چلے جائیں گے زندگی اتنی شیریں ہوتی چلی جائے گی۔

امام شافعیؒ کا واقعہ

ہمارے سلف صالحین نے اپنی زندگیوں میں اتنی محنت کی کہ آج عوام الناس ان واقعات کو سن کر حیران رہ جاتے ہیں۔آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ امام شافعیؒ تیرہ سال کی عمر میں امام شافعیؒ بن چکے تھے۔تیرہ سال کی عمر میں قرآن اور حدیث کے علوم کو حاصل کر چکے تھے اور درس قرآن دینا شروع کر دیا تھا۔یہ ان کی محنت تھی، یہ ان کا شوق تھا کہ اتنی کم عمری میں انہوں نے علم کے بڑے سمندر بھی عبور کر لئے تھے۔

محمد بن قاسمؒ کا واقعہ

محمد بن قاسمؒ کی عمر کیا تھی، ۱۷ سال۔آج سترہ سال کے بچے کو گھر کا سربراہ بنا دیں تو وہ گھر کو ٹھیک طرح سے نہیں چلا سکتا اور وہ سترہ سال کا بچہ کمانڈر انچیف بنا ہوا ہے اور فوج کو لے کر جا رہا ہے کہاں ......؟ جہاں راجہ داہر کی منظم حکومت تھی۔ میں نے سندھ میں وہ میدان دیکھا جہاں راجہ داہر اور محمد بن قاسمؒ کی لڑائی ہوئی تھی۔ میں نے اس کی وسعتوں کو دیکھ کر حیران ہو رہا تھا، اس وقت میری عجیب کیفیت تھی، میں نے کہا کہ یہ نوجوان کہاں سے چلا۔اس کے ساتھ کوئی تربیت یافتہ فوج نہیں تھی۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے بلکہ حجاج بن یوسف نے اسے بلا کر کہہ دیا کہ میری فوج مختلف محاذوں پر مصروف کار ہے۔مگر مجھے یہ بات پہنچائی گئی ہے کہ ہماری کچھ عورتیں آ رہی تھیں۔راجہ داہر کے ڈاکوؤں نے قافلے کو لوٹ لیا ایک لڑکی نے کہا، مجھے بچاؤ...... مجھے بچاؤ...... چنانچہ محمد بن قاسمؒ نے Corner Meetings کیں

نوجوانوں کو اکٹھا کیا۔ یہ پروفیشنل فوجی نہیں تھے، یہ ایمان وجذبہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ وہ نوجوان اکٹھے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ چلتے ہیں۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ محمد بن قاسمؒ کے ذہن میں یہ بات اتنی سمائی ہوئی تھی کہ وہ بیٹھے بیٹھے چونک اٹھتا تھا اور کہتا تھا لبیک یا اختی ،لبیک یا اختی میری بہن میں حاضر ہوں۔ میری بہن میں حاضر ہوں۔ یہ چند نوجوانوں کی جماعت وہاں پہنچی اور راجہ داہر کی لوہے میں ڈوبی ہوئی فوج کے چھکے چھڑا دیئے۔ پھر یہی نہیں کہ اس کو کنٹرول کرلیا بلکہ اس کو فتح کر کے اپنی سیکنڈ لائن کے ہاتھ میں اس کی کمانڈ دے دی۔ خود آگے مارچ کیا۔ خود کنٹرول کرنا کچھ اور چیز ہوتی ہے۔ مگر اتنا Confidence (خود اعتمادی) ہونا کہ اس کو اپنی سیکنڈ لائن کے حوالے کر دیا اور پھر آگے چلتے چلتے سندھ سے لے کر ملتان تک اسلام کا پھریرا لہراتا رہا۔

کامیاب زندگی

آج ہمارے نوجوانوں کے اندر اگر یہ شوق ترقی کر جائے تو میرے دوستو! دنیا کی کوئی طاقت ہماری طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتی۔ آج اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم محنت کو اپنائیں۔ تن آسانی کی زندگی کامیاب زندگی نہیں ہے۔ کامیاب زندگی ہمیشہ محنت، لگن اور مجاہدے کی زندگی ہوا کرتی ہے۔

حضرت عبداللہؒ بن مبارک کا واقعہ

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کے پاس حدیث کا علم سیکھنے کے لئے اتنا بڑا مجمع ہوتا تھا کہ ایک دفعہ دواتوں کی تعداد کو گنا گیا تو وہ چالیس ہزار نکلیں۔ اس دور میں

لاؤڈ سپیکر تو ہوتے نہیں تھے وہ حدیث سناتے تو بعض لوگ نماز کے مکبر کی مانند ان کے الفاظ کو اونچی آواز سے دہرا دیتے تا کہ پورے مجمع تک آواز پہنچ جائے ان مکبر حضرات کی تعداد ۱۲۰۰ ہوا کرتی تھی۔ پورا مجمع کتنا بڑا ہوگا؟ اتنے بڑے بڑے مجمع کے اندر بیٹھ کر حدیث کا علم پڑھایا۔

ایک محدث کا واقعہ

ایک محدث کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ انہوں نے اتنی کتابیں لکھیں کہ اگر ان کے پیدا ہونے کے دن سے لے کر ان کے مرنے کے دن تک اگر سارے دنوں کو گن لیا جائے اور جتنی کتابیں لکھیں ہیں ان کے صفحوں کو گن لیا جائے تو ہر دن کے اندر دس صفحات بنتے ہیں یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک کے پورے دن گن لئے جائیں کہ اتنے ہزار دن زندہ رہے اور اتنے انہوں نے صفحات لکھے اور آپس میں انہیں تقسیم کیا جائے تو ہر دن کے اندر اوسطاً دس صفحات بنتے ہیں۔ اب بارہ تیرہ سال تو علم حاصل کرنے میں ہی گزرے ہوں گے اگر وہ نکال دیں تو یہ دس کی بجائے بھی بیس ہو جائیں گے۔ بیس صفحات کا ایک دن میں ہمارے لئے سمجھ کر پڑھنا مشکل ہوتا ہے چہ جائیکہ اسے نئے سرے سے ترتیب کر لیا جائے جو لوگ تصنیف و تالیف کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ایک دن میں ایک صفحہ لکھنا بھی آسان کام نہیں ہوتا انہوں نے کتنی محنت کی ہوگی۔

متفرق واقعات

- دور اسلام کا مشہور سیاح ابن موقلؒ اٹھائیس سال تک سیاحت کرتا رہا۔ آج اس کو ''صاحب المسالک والممالک والمغادر والمہالک'' کہتے ہیں۔

- حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانیؒ صاحب معاجم ثلاثہ طلب حدیث میں ۳۳ سال گھومے اور ایک ہزار مشائخ سے علم حاصل کیا۔
- ابو حاتم رازیؒ نے خود بیان کیا کہ تحصیل علم حدیث کیلئے نو ہزار میل پیادہ چلے۔
- ابن مقریؒ نے ایک کتاب کا نسخہ حاصل کرنے کے لئے، ۸۴۰ میل کا سفر پیادہ طے کیا۔
- حافظ ابو عبداللہ اصفہانی نے طلب حدیث کے لئے ۱۲۰ مقامات کا سفر کیا۔
- امام ادب سیبویہؒ ابتداء میں حماد بن سلمہؒ کے شاگرد تھے۔ استاد نے کہا لیس ابا الدردا شاگرد نے لکھا لیس ابو الدردا استاد نے غلطی پر گرفت کی۔ سیبویہؒ نے علم النحو پڑھنے کے لئے اتنی محنت کی کہ آج ہر طالب علم ان کا نام لے کر نحوی بنتا ہے۔
- علامہ ابن جوزیؒ نے ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہو کر کہا کہ میں نے اپنی انگلیوں سے دو ہزار جلدیں لکھی ہیں۔ ان کی وصیت کے مطابق قلموں کے تراشے سے غسل آخرت کا پانی گرم کیا گیا۔
- ابراہیم حربیؒ پچاس سال تک امام ادب ثعلبؒ کی ہر محفل نعت و ادب میں حاضر رہے۔
- امام رازیؒ نے ایک مرتبہ کہا

و اللہ انی اتاسف فی الفوات عن الاشتغال بالعلمہ فی وقت الاکل فان الوقت و الزمان عزیز

(اللہ کی قسم! مجھے کھانے پینے کے وقت میں مشاغل علمی کے چھوٹ جانے پر افسوس ہوتا ہے کیونکہ وقت بہت قیمتی اور عزیز ہے)

◉ امام غزالیؒ کی تعلیقات جوانہوں نے ابونصر اسمٰعیل سے لکھی تھیں لٹ گئیں۔ آپ نے ڈاکوؤں کے سردار سے واپس مانگیں۔ وہ ہنس پڑا کہ لڑکے تم نے خاک پڑھا کہ ایک کاغذ نہ رہا تو تم کورے ہو گئے۔ تعلیقات تو مل گئیں مگر امام غزالیؒ نے مسائل کو زبانی یاد کرنا شروع کر دیا حتی کہ تین سال میں حافظ بن گئے۔

◉ قرطبیؒ سے منقول ہے کہ امام شاطبیؒ نے جب قصیدہ شاطبیہ لکھا تو اسے ساتھ لے کر بیت اللہ شریف کے بارہ ہزار طواف کئے جبکہ ہر طواف کے سات چکر تھے اور دو رکعت واجب طواف پڑھیں۔ جب دعا کے مقامات پر پہنچتے تو کہتے

اللھم فاطر السموت و الارض عالم الغیب و الشھادۃ رب ھذا البیت العظیم انفع بھا کل من قراء ھا

سائنس دانوں کی محنت کے واقعات

نیوٹن کا واقعہ

دنیا میں جس کسی نے شہرت و ناموری حاصل کی اس نے محنت کی۔ چاہے دین میں کوئی اوپر پہنچا یا علوم دنیا میں کوئی اوپر پہنچا۔ محنت ان کو کرنی پڑی۔ نیوٹن کے حالات میں لکھا ہے کہ اس نے ایک مسودہ تحقیقی مضمون لکھا اور وہ رکھ کر لیٹرین میں چلا گیا۔ پیچھے چراغ جل رہا تھا تو اس کا کتا جس کا نام اس نے ٹونی رکھا ہوا تھا۔ اندر آیا اور اس نے چھلانگ لگائی تو چراغ کاغذوں کے اوپر گرا اور پورے کے پورے کاغذ جل گئے۔ جب یہ واپس آیا اور اس نے دیکھا کہ پورے کا پورا مضمون جل کر راکھ بن گیا تو اس نے صرف اتنا کہا کہ ''ٹونی تو نے میرا کام بہت بڑھا دیا'' اس کے بعد دوبارہ اسے لکھا۔ واقعی دھن اور دھیان بڑی نعمت ہے جس کو نصیب ہو جائے۔

آئن سٹائن کا واقعہ

دنیا کے مشہور سائنس دان آئن سٹائن کے بارے میں لکھا ہے کہ بچپن میں جب سکول پڑھنے جاتا تھا تو اس کو پیسوں کا حساب نہیں آتا تھا۔ وہ اکثر اوقات کنڈیکٹر سے لڑتا تھا کہ تو نے اتنے پیسے لینے تھے اور اتنے واپس کرنے تھے، جب حساب کیا جاتا تو کنڈیکٹر ٹھیک ہوتا۔ جب دو چار مرتبہ ایسا ہوا تو ایک مرتبہ کنڈیکٹر نے کہہ دیا تو بھی کیا زندگی گزارے گا تجھے تو جمع تفریق نہیں آتی۔ وہ بات اس کے دل میں بیٹھ گئی تو کہنے لگا اچھا میں حساب پڑھوں گا اب اس نے Mathematics پر محنت کرنا شروع کر دی۔ محنت کرتے کرتے ایک وقت وہ بھی آیا کہ اس نے Theory of Relativity کا نظریہ پیش کر کے دنیا کی سائنس میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ سچ ہے کہ محنت کا پھل ضرور ملتا ہے۔

بورڈ میں سیکنڈ آنے والے لڑکے کا واقعہ

ایک نوجوان نے میٹرک کا امتحان دیا اور وہ اچھے نمبروں میں کامیاب ہوا۔ اس کے والد اور والدہ دونوں بوڑھے ہو چکے تھے۔ اس کا والد بیمار بھی تھا کمزور بھی تھا اور کام بھی نہیں کر سکتا تھا، بچے نے کہا کالج میں داخلہ دلوا دیں باپ نے کہا کہ ہم تو نان شبینہ کو ترستے ہیں۔ بیٹا تو دکان بنا تا کہ کچھ ہمارے لئے کچھ کھانے پینے کا بندوبست ہو۔ باپ نے تین ہزار روپے سے اس کے لئے اپنے گھر کی بیٹھک میں ایک کریانے کی دکان بنائی وہ بیچارہ سکول میں فرسٹ آنے والا بچہ کریانے کی دوکان چلانے لگا۔ ساتھ ہی ساتھ اسے پڑھنے کا شوق تھا اس نے F.Sc (ایف ،ایس ،سی) کی کتابیں لے لیں اور چوری چھپے پڑھنی شروع کر دیں والد کو پتہ نہیں

ہے، والدہ کو پتہ نہیں ہے، لڑکا فارغ وقت میں دکان پر کتاب پڑھتا جب کوئی گاہک آتا تو اسے سودا دے دیتا۔ خیر اس نے F.Sc کی فزکس، کیمسٹری اور میتھ کی ساری کتابیں پرائیویٹ خود پڑھ لیں کہیں کہیں اٹکنے لگا تو اس نے ایک پروفیسر صاحب سے کہا کہ میں پڑھنا چاہتا ہوں مجھے پریکٹیکل بھی کرنے ہیں آپ میری مدد کریں۔ پروفیسر صاحب نے کہا کہ میں پریکٹیکل کرواتا ہوں مجھے کیا اعتراض ہوسکتا ہے، مجھے تو خوشی ہوگی۔ اب دیکھو اس بچے نے کتنی عقلمندی کا مظاہرہ کیا کہ جس دن پریکٹیکل ہوتا اپنے سودا لانے کا دن وہی مقرر کرتا اور چار دن پہلے والد کو کہتا کہ میں نے فلاں دن سودا لانا ہے، والد کہتا بہت اچھا۔ اس دن یہ لڑکا پیسے لیتا اور بازار میں جاتا اور ایک بہت ہی دیندار، پرہیزگار آدمی کو لسٹ دیتا کہ یہ سودا نکال کر رکھو میں ابھی آتا ہوں۔ جتنی دیر میں دکاندار سودا نکالتا یہ لڑکا اس وقت کالج میں جا کر پریکٹیکل کر کے واپس آتا اور سودا اٹھا کر گھر آتا۔ باپ کو پتہ نہ چلتا کہ بیٹا صرف سودا لے کر آیا ہے یا سودے کے ساتھ ساتھ پریکٹیکل بھی کر کے آیا ہے۔ حتیٰ کہ امتحان شروع ہوگیا امتحان بھی اس نے سودے کی آڑ میں دے دیا۔ F.Sc کا پرائیویٹ امتحان دیا۔ آپ یقین کریں کہ یہ لڑکا امتحان دینے کے بعد لاہور بورڈ میں سیکنڈ آیا۔ جب اخبار میں خبر آئی تو محلے والے اس کے والد کو مبارکباد دینے لگے، باپ کہتا ہے کہ میرا بیٹا تو پڑھتا ہی نہیں وہ تو دکانداری کرتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں تیرا بیٹا بورڈ میں سیکنڈ آیا ہے اور والد صاحب کہتے ہیں کہ میرا بیٹا تو پڑھتا ہی نہیں۔ حتیٰ کہ لوگوں نے تسلی دلائی کہ معاملہ یوں تھا۔ پھر کچھ لوگوں نے مل ملا کر چند ایک صاحب حیثیت لوگوں کو صورت حال بتائی اور ان کو کہا کہ اگر آپ اپنی طرف سے کوئی سکالرشپ دے دیں تو لڑکا بھی پڑھ جائے گا اور والدین کو بھی کچھ مل جائے گا۔ چنانچہ اس کے لئے دو

تین ہزار روپے کا بندوبست کیا، اس سکالرشپ میں سے کچھ تو اس کے ماں باپ کو دیا کہ آپ یہ لیں اور مزے سے بیٹھ کر کھائیں لڑکے کو یونیورسٹی میں داخل کرائیں۔ تاکہ یہ وہاں سے انجینئرنگ میں کورس کر سکے۔ اس نے انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں داخلہ لے لیا، سول انجینئرنگ میں کورس کیا، آج وہ لڑکا ایکسیئن لگا ہوا ہے۔ گاڑی اس کو ملی ہوئی ہے، کوٹھی اس کو ملی ہوئی ہے، اس کے ماں باپ اس کوٹھی میں رہتے ہیں یہ سچا واقعہ ہے۔ اس سے کیا نتیجہ نکلا کہ جب انسان دل میں مصمم ارادہ کر لیتا ہے تو وہ کام کر گزرتا ہے۔ سچ ہے کہ خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔

لیڈی ڈاکٹر کا واقعہ

ہمارے کالج میں اسلامیات کے ایک پروفیسر تھے ان کی بیٹی نے میٹرک کا امتحان اچھے نمبروں سے پاس کر لیا۔ بیٹی کے دل میں شوق تھا کہ لیڈی ڈاکٹر بنوں۔ والد نے کہا کہ کالج میں مخلوط تعلیم ہے میں پسند نہیں کرتا کہ میری بیٹی بھی وہیں پڑھے۔ جھنگ میں اس وقت لڑکیوں کا سائنس کالج نہیں تھا فقط آرٹس کا تھا، سائنس کی کلاسز نہیں تھیں۔ اس لڑکی نے کہا کہ ابو میں پڑھنا چاہتی ہوں۔ باپ نے کہا کہ اگر پرائیویٹ پڑھ سکتی ہو تو پڑھ لو۔ چنانچہ باپ نے میڈیکل کی ساری کتابیں بیٹی کو لے کر دے دیں اور اس کی بیٹی نے پرائیویٹ امتحان کی تیاری شروع کر دی۔ درمیان میں اسے کہیں کہیں مشکلات پیش آئیں۔ تو اس نے کہا کہ ابو مجھے فلاں چیز نہیں آتی کسی پروفیسر سے کہیں کہ مجھے سمجھا دیں۔ ابو نے کہا کہ میں تو اچھا نہیں سمجھتا کہ کوئی پروفیسر آپ کو پڑھائے، اس لڑکی نے کہا کہ ابو آپ مجھے سمجھا دیں۔ آپ اندازہ کیجئے کہ وہ اسلامیات کے پروفیسر اپنی بیٹی سے میڈیکل کے پرابلم سمجھتے اور

کالج میں جا کر کالج کے پروفیسرز سے پوچھتے کہ ان کا جواب کیا ہے؟ اب اسلامیات کے پروفیسر سمجھتے کیا ہوں گے؟ سوال کو کیا سمجھتے ہوں گے جواب کو کیا سمجھتے ہوں گے؟ لیکن جو تھوڑا بہت وہ Hints (اشارات) وہاں سے لے کر آتے وہ آ کر بیٹی کو دیتے۔ بیٹی اس سے پک اپ کر لیتی کہ حتی کہ بیٹی نے تیاری کی، میڈیکل کا پرائیویٹ امتحان دیا۔ حتی کہ اس کے اتنے نمبر آ گئے کہ اس نے لاہور میں فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں داخلہ لے لیا جو کہ لڑکیوں کا کالج ہے، بعد میں وہ لڑکی لیڈی ڈاکٹر بن گئی۔

نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام کا واقعہ

میں آپ کو اور ایسی بات سنا دوں مجھے یقین ہے کہ آپ نے پہلے نہیں سنی ہوگی مجھے ایک مرتبہ کالج کے پرنسپل کی طرف سے خط ملا کہ فلاں تاریخ کو ہم نے ایک فنکشن کرنا ہے اور آپ کو اس میں رول آف آنر پیش کرنا ہے۔ اس رول آف آنر کو پیش کرنے کے لئے ہم نے ملک کے ایک نامور سائنس دان عبدالسلام خورشید کو بلایا ہے۔ (جو اگر چہ غیر مسلم ہے لیکن پاکستانی ہے اس کو کینیڈا سے بلوایا گیا) میں اس وقت یونیورسٹی سے چھٹی لے کر کالج پہنچا۔ بہت بڑا فنکشن تھا پرنسپل نے کہا کہ اس بچے نے میرے کالج کا بہت اچھا ریکارڈ بنایا ہے، میں اس کے لئے فنکشن بھی شایان شان کروں گا۔ چنانچہ اس نے عبدالسلام خورشید (نوبل پرائز ونر) کو کالج میں بلایا۔ وہ بھی اسی کالج سے پڑھے جس سے میں پڑھا۔ خیر عبدالسلام خورشید نے مجھے رول آف آنر پیش کیا اس کے بعد چائے کی پارٹی میں اکٹھے ہوئے آپس میں بات چیت ہوئی۔ ہمارے ایک پروفیسر نے عبدالسلام خورشید سے پوچھ لیا کہ آپ

نوبل پرائز ونر کیسے بنے؟ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میں بہت محنتی ہوں۔ اس پروفیسر نے کہا کہ سائنس سٹوڈنٹس تو سارے ہوتے ہی محنتی ہیں، سارے ہی پڑھاکو ہوتے ہیں، سارے ہی کتابی کیڑے ہوتے ہیں۔ اس نے کہا نہیں میں زیادہ محنتی ہوں۔ اس پروفیسر نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب وہ کونسی محنت ہے جو دوسرے لڑکے نہیں کرتے، سب سائنس پڑھنے والے لڑکے بڑے ذہین ہوتے ہیں بڑی محنت کرتے ہیں لیکن نوبل پرائز ونر تو نہیں بنتے۔ ڈاکٹر نے کہا کہ نہیں میں بڑا محنتی ہوں پھر کہا میں ذہین اتنا نہیں ہوں محنتی زیادہ ہوں۔

پروفیسر نے کہا کہ نہیں نہیں آپ ذہین زیادہ ہوں گے۔ اس نے کہا کہ میں کہہ رہا ہوں میں محنتی زیادہ ہوں۔ اس نے بڑی عجیب مثال دی۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید نے کہا کہ میں نے کیمسٹری کی ایک کتاب پڑھی وہ مجھے سمجھ نہیں آئی میں نے پھر پڑھی مجھے سمجھ نہیں آئی میں نے تیسری مرتبہ پڑھی مجھے سمجھ نہیں آئی حتی کہ میں نے اس کتاب کو تریسٹھ (63) مرتبہ پڑھا وہ کتاب مجھے تقریباً حفظ ہوگئی۔ اس کی بات سن کر ہم حیران ہوئے کہ ایسا بھی کوئی بندہ ہوسکتا ہے کہ جسے ایک کتاب سمجھ میں نہ آئی تو وہ اس کتاب کو شروع سے لے کر آخر تک تریسٹھ مرتبہ پڑھتا ہے۔ واقعی جس کے اندر اتنی محنت کا شوق ہو تو وہ مستحق ہے کہ اسے دنیا میں نوبل پرائز دیا جائے۔

محترم سامعین! میں نے یہ آیت پڑھی تھا کہ "وَ اِنَّ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَ اَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی" انسان کے لئے وہ کچھ ہے جو وہ محنت کرتا ہے۔ سب طلباء اپنی زندگی بنانے کے ابتدائی دور میں ہیں۔ اس وقت جو محنت آپ کریں گے۔ معاشرے میں وہی Status (مرتبہ) آپ پائیں گے۔ اگر اس موقعہ کو سنہری موقعہ کو آپ گنوا بیٹھے تو میرے دوستو! ساری عمر کلرکی کے دھکے کھائیں گے

اس لئے اس موقعہ پر محنت کے عنوان پر میں نے چند باتیں حقیقی مثالوں کے ساتھ آپ کے سامنے عرض کر دی ہیں تا کہ آپ کے ذہن میں یہ بات جاگزیں ہو جائے کہ آپ اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی کو بنائیں گے یا اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی کو بگاڑیں گے۔

؎ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

جو محنت آپ کریں گے وہی بدلہ آپ کو ملے گا اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایک متحرک زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم اپنے لئے اپنے معاشرے کے لئے امت مسلمہ کے لئے پوری دنیا کے لئے کام کر جائیں۔

سوچنے کی بات

ہماری ذات سے لوگوں کو کوئی فائدہ پہنچ جائے تا کہ یہ ہماری نجات آخرت کا ذریعہ بن جائے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ کوڑا کرکٹ، گندگی، پاخانہ اور فضلہ جب خشک ہو جائے تو دیہاتی لوگ اسے کھیت میں ڈالتے ہیں، کہتے ہیں کہ جس کھیت میں یہ ڈال دیا جائے تو یہ زرخیزی کا کام کرتا ہے۔ میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ اے انسان! سوچ تو سہی، ہم جسے نجاست گندگی اور فضلہ کہتے ہیں اس کو کسی کھیت میں ڈالا جائے تو وہ کھیتی کو فائدہ پہنچا دیتی ہے ہم اگر اپنے ساتھی کو فائدہ نہ پہنچا سکے تو پھر ہم تو اس سے بھی گئے گزرے ہوئے۔ ہم نے زندگی گزارنی ہے، اپنی ذات کا فائدہ دیکھیں، اپنے دوست احباب، امت مسلمہ کا، انسانیت کا فائدہ دیکھیں اور انسانیت کو ہم کچھ نہ کچھ دے کر جائیں۔

•

لانگ فیلو نے ایک عجیب بات کہی۔

Lives of Great men all remind us ,

We can make our life sublime,

And departing leave behind us ,

Foot prints on the sands of time.

بڑے لوگوں کی زندگیاں ہمیں یہ بات یاد دلاتی ہیں،

کہ ہم بھی اپنی زندگی کو روشن بنا سکتے ہیں،

اور دنیا سے جاتے وقت ہم بھی اپنے پیچھے،

وقت کی ریت پر اپنے قدموں کے نشان چھوڑ سکتے ہیں۔

و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين

تقویٰ کی برکات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ کَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا. اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ.

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

زمین کی زینت

آسمان کی زینت ستاروں سے ہے زمین کی زینت پرہیزگاروں سے ہے۔ مقصد زندگی اللہ رب العزت کی بندگی اور مقصد حیات اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔

زیادہ عزت والا کون

فرمایا گیا یٰٓاَیُّهَا النَّاس اے انسانوں! اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی ہم نے تمہیں ایک نر اور مادہ سے پیدا کیا یعنی ایک ماں اور باپ سے پیدا کیا وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اور پھر تمہارے قبیلے اور خاندان اسلئے بنائے کہ آپس میں

پہچان ہو سکے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔ لہٰذا نہ گورے کو کالے پر فضیلت، نہ عربی کو عجمی پر فضیلت، نہ ہی امیر کو غریب پر کوئی فضیلت ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (بے شک تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے)

اللہ کے قرب کا پیمانہ

اللہ تعالیٰ کا قرب بندوں کے ساتھ ان کے تقویٰ کے مطابق ہے، جو جتنا پرہیزگار ہوگا وہ اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا، اس کو ایک پیمانہ بنا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کو ماپنا ہو تو انسان کے تقویٰ سے ماپنا چاہئے اسی لئے فرمایا،

ان اولیائہ الا المتقون " (اس کے ولی وہی ہوتے ہیں جو متقی ہوتے ہیں)

اولیاء کو کوئی غم نہ خوف ہوگا

اَلاَ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لاَ خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلاَ ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

(جان لو کہ جو اللہ کے ولی ہوتے ہیں ان پر کوئی خوف نہیں ہوتا ہے نہ کوئی حزن ہوتا ہے)

خوف کہتے ہیں باہر کے ڈر کو اور حزن کہتے ہیں اندر کے غم کو، نہ کوئی باہر کا ڈر نہ کوئی اندر کا حزن یہ شان کس کی ہے؟ اولیاء اللہ کی۔ ولی کون ہوتے ہیں؟ اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ وہ لوگ جو ایمان لائے اور تقویٰ کو اختیار کیا لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ان کے لئے بشارتیں ہیں دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ اللہ کے فیصلے بدلتے

نہیں ہیں۔ ذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

انسان کو چاہئے کہ تقویٰ اور پرہیز گاری کو اختیار کر کے اللہ کے دوستوں میں شامل ہو جائے۔

ولی کون ہوتا ہے

ولایت کے درجات ہیں۔ ولایت کا ایک حصہ ہر کلمہ پڑھنے والے کو نصیب ہے۔ ولی کون ہوتا ہے؟ اللہ کا دوست ہوتا ہے، اب آپ سے پوچھیں کہ آپ لوگوں میں سے جو اللہ کا دشمن ہو وہ کھڑا ہو جائے تو کوئی بھی نہیں کھڑا ہوگا۔ ہم سب اللہ کے دوست ہیں۔ الحمدللہ

ولایت عامہ اور ولایت خاصہ

ولایت کا ایک ادنی درجہ انسان کو ایمان لانے پر نصیب ہو جاتا ہے مگر یہ ولایت عامہ ہے، ولایت خاصہ حاصل کرنے کے لئے تقویٰ اختیار کرنا پڑتا ہے اس کے بغیر اللہ کے ہاں عمل بھی قبول نہیں ہوتے۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ (بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کے اعمال کو قبول کرتا ہے)۔

قرآن تقویٰ سے سجا ہوا ہے

قرآن حکیم میں دیکھیں تو ہر چند آیتوں کے بعد تقویٰ کا تذکرہ ہے۔ جیسے کوئی آدمی تھال سجاتا ہے تو میوے اوپر اوپر رکھتا ہے اسی طرح اللہ نے تقویٰ کے لفظ سے اپنی کتاب کو سجایا ہے۔ قرآن پڑھتے چلے جائیں تو متقیوں کا تذکرہ یوں آئے گا کہ یہ لفظ جگمگاتا ہوا نظر آئے گا بلکہ ایک آیت کے اندر دو دو دفعہ تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ میں ایک فقرے میں ایک بات کو دو دفعہ دہراؤں

ایسا کرنے سے اس بات کی بڑی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ ایک سانس میں دو دفعہ یہ بات کہہ گیا اللہ تعالیٰ نے ایک فقرے میں دو دفعہ تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا۔ اللہ نے تعالیٰ کا حکم دینا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یَآ اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ دیکھا اِتَّقُوْا رَبَّکُمْ امر کا صیغہ ہے حکم دیا جا رہا ہے کہ اِتَّقُوْا رَبَّکُمْ اپنے رب سے ڈرو تقویٰ کو اختیار کرو۔

یَآ اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ

دیکھا شروع میں بھی تقویٰ، آیت کے آخر میں بھی تقویٰ۔ ایک دوسری جگہ فرمایا۔

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا تَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُو اللّٰهَ

یہاں بھی ایک آیت میں دو دفعہ تقویٰ کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کی اہمیت کتنی واضح ہو جاتی ہے۔

تقویٰ کی کوئی حد نہیں

شریعت نے ہر چیز کی حد متعین کر دی لیکن جہاں تقویٰ کا تذکرہ آیا تو میدان کھلا چھوڑ دیا فرمایا۔ فَاا تَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ تم تقویٰ اختیار کرو جتنی تمہارے اندر استطاعت ہے۔ یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا تَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ (اے ایمان والو تم تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے) اللہ اکبر۔ تقویٰ کی کتنی اہمیت واضح ہو جاتی ہے

تقویٰ کے فوائد

تقویٰ عجیب نعمت ہے اور اسکے اختیار کرنے سے نعمتوں کے دروازے کھل

جاتے ہیں گناہ معاف ہوتے ہیں ۔بصیرت عطا ہوتی ہے ۔قرآن پاک میں ہے وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ (اور جوکوئی تقویٰ کو اختیار کرتا ہے) يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَ يُعْظِمْ لَهٗ اَجْـرًا " (اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس کے اجر کو بڑا کر دیتا ہے)۔یعنی اس کو اجر بہت زیادہ عطا فرماتا ہے۔ يَآ اَيُّهَا الَّـذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ (اے ایمان والو اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے) تو يَـجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا (وہ تمہیں قوت فارقہ عطا فرمائے گا)۔فرقان کیا ہوتا ہے؟ ایسا نور جو فرق بین الحق والباطل کر دیا کرتا ہے ۔ایسی بصیرت عطا کر دی جاتی ہے ۔فرقان عطا کر دیا جاتا ہے ۔اِنْ تَتَّقُوا اللّٰـهَ يَـجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا (اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہیں فرقان عطا کر دے گا)۔ جب انسان تقویٰ کو اختیار کرتا ہے تو برکتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں ۔اللہ اکبر کبیرا

برکت کیا ہے

برکت کیا چیز ہے؟ یہ لفظ انگریزی کی ڈکشنری میں تو نہیں ملے گا۔البتہ اس کی حقیقت اللہ والوں کی زندگی میں نظر آئے گی ۔آج کی دنیا برکت کو مانے یا نہ مانے ہم مانتے ہیں ماشاءاللہ۔

جسم کی غذا

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے ہیں اور تقویٰ کو اختیار کرتے لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ (ہم آسمان سے اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے)۔دوسری جگہ فرمایا کہ اگر یہ کتاب پر ایمان لاتے اور عمل کرتے لَاَ كَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ (ہم ان کو

وہ نعمتیں کھلاتے، جو اوپر سے اتارتے ہیں اور وہ نعمتیں کھلاتے جو پاؤں کے نیچے سے نکالتے ہیں) مفسرین اس کی عجیب تفسیر بیان فرماتے ہیں، انسان دو چیزوں کا نام ہے۔ ایک جسم اور ایک روح، جسم مٹی سے بنا من طین لا زب جسم مٹی سے بنا اور اس کی ضروریات بھی مٹی سے نکلتی ہیں۔ مثلاً زمین سے پانی نکلتا ہے، گندم زمین سے نکلتی ہے، لباس کی فصل زمین سے نکلتی ہے، مکان زمین سے نکلی ہوئی چیزوں سے بنتا ہے، انسان کی دوسری ضروریات زمین سے نکلنے والی چیزیں ہیں، پھل زمین سے نکلنے والی چیزیں ہیں، یہ جتنی بھی چیزیں ہیں وہ سب زمین سے نکلنے والی ہیں۔ اللہ اکبر۔ جی ہاں جسم مٹی سے بنا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی ضروریات کو بھی مٹی میں رکھ دیا کہ ادھر سے پوری ہوتی رہیں۔

روح کی غذا

انسان کی روح عالم امر سے آئی ہوئی چیز ہے۔ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی آپ کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کا امر ہے۔ روح عالم امر سے آئی ہوئی چیز ہے اور اس کی ضرورت بھی اوپر سے آنے والے انوار و برکات ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ روح کی غذا اوپر سے آنے والے انوار و برکات ہیں اور جسم کی غذا نیچے زمین سے نکلنے والے ثمرات ہیں۔ فرمایا لَاَ کَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ تو ہم ان کو وہ نعمتیں کھلاتے جو ان کی روحانی غذا بنتی وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ اور ان کو وہ نعمتیں کھلاتے جو ان کی جسمانی غذا بنتی۔ تقویٰ ایسی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ رزق کے دروازے کھول دیتا ہے لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ قوم سبا کے مساکن میں نشانیاں ہیں کیوں؟ جَنَّتَانِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَ شِمَالٍ (دائیں بائیں دونوں طرف باغات) كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ (کھاؤ اپنے رب کا دیا ہوا رزق اور اس کا شکر ادا

کرو) بَلۡدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوۡرٌ (پاکیزہ شہر ہے اور اس کا رب ان کی کوتاہیوں کو معاف کرنے والا ہے) اللہ تعالیٰ تو کہتے ہیں کہ کھاؤ اور شکر ادا کرو۔ جس کا کھایئے اس کے گیت گایئے۔ تقویٰ کو اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ روٹی بھی دے گا اور بوٹی بھی دے گا۔ کاریں بھی دے گا اور بہاریں بھی دے گا۔ سب نعمتیں اللہ تعالیٰ اس تقویٰ کے سبب عطا کر دیتا ہے۔ لیکن جب انسان ناشکری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو روک لیتا ہے۔ لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ وَلَئِنۡ كَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِىۡ لَشَدِيۡدٌ (اگر تم میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو میں ضرور بالضرور اپنی نعمتیں زیادہ کروں گا اور اگر کفران نعمت کرو گے تو بے شک میرا عذاب شدید ہے)

ایک قوم نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تذکرہ فرمایا وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرۡيَةً (اور اللہ تعالیٰ مثال بیان کرتا ہے ایک ایسی بستی کی) كَانَتۡ اٰمِنَةً مُّطۡمَئِنَّةً (جس میں امن بھی تھا اطمینان بھی تھا) دو لفظ کیوں کہے؟ امن کہتے ہیں، باہر کے دشمن کا ڈر کوئی نہ ہو۔ اطمینان کہتے ہیں، کہ اندر کا غم کوئی نہ ہو۔ تو فرمایا امن بھی تھا، اطمینان بھی تھا۔ يَاۡتِيۡهَا رِزۡقُهَا رَغَدًا مِّنۡ كُلِّ مَكَانٍ (چاروں طرف سے ان پر رزق کی بہتات ہوتی تھی) پھر کیا ہوا فَكَفَرَتۡ بِاَنۡعُمِ اللّٰهِ (انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی) فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الۡجُوۡعِ وَالۡخَوۡفِ بِمَا كَانُوۡا يَصۡنَعُوۡنَ (اللہ تعالیٰ نے ان کو بھوک ننگ اور خوف کا لباس پہنا دیا کہ عمل ایسے کرتے تھے) اگر انسان ناشکری کرے تو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو چھین لیتے ہیں۔ اور اگر انسان تقویٰ کو اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ رزق کے دروازے کو کھول دیتے ہیں۔ وَمَنۡ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا اللہ تعالیٰ اس کے لئے سبیل پیدا کر دیتے ہیں يَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَحۡتَسِبُ (ایسی طرف سے رزق دیتے

ہیں جس کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا)۔

حضرت تھانویؒ نے برکت کا ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ایک نوجوان تھا۔ اس نے اپنے والدین کی بڑی خدمت کی، بھائیوں سے کہا کہ جائیداد کا حصہ میں آپ کے سپرد کر دیتا ہوں۔ والدین کی خدمت آپ میرے سپرد کر دیں سودا کر لیا۔ چنانچہ اس نے ماں باپ کی خوب خدمت کی۔ ماں باپ فوت ہو گئے۔ اس خواب میں دیکھا کہ کوئی اس سے کہتا ہے کہ فلاں پتھر کے نیچے تمہیں سو دینار ملیں گے کیونکہ تو نے ماں باپ کی بڑی خدمت کی ہے۔ پوچھا، اس میں برکت ہو گی؟ کہا برکت تو نہیں ہو گی۔ نوجوان نے کہا میں نہیں لوں گا۔ صبح اٹھا، بیوی کو بتایا، بیوی نے کہا بیشک نہ لینا لیکن جا کر دیکھو تو سہی پڑے بھی ہوئے ہیں کہ نہیں پڑے ہوئے۔ اس نے کہا جب لینے نہیں تو میں جا کر دیکھتا بھی نہیں۔ دوسری رات پھر خواب آیا کہ دس دینار فلاں پتھر کے نیچے پڑے ہیں ابھی موقعہ ہے لے لو، تمھاری خدمت کے بدلے مل رہے ہیں۔ پوچھا برکت ہو گی؟ کہا برکت تو نہیں ہو گی۔ نوجوان کہنے لگا مجھے نہیں چاہئیں۔ تیسری رات پھر خواب آیا کہ فلاں پتھر کے نیچے ایک دینار پڑا ہے اب جا کر لے لو اب موقعہ ہے۔ پوچھا برکت ہو گی؟ کہا ہاں برکت ہو گی۔ وہ صبح اٹھا اس پتھر کے نیچے سے جا کر دینار اٹھا لایا۔ گھر آتے ہوئے دل میں خیال آیا کیوں نہ آج گھر میں پکانے کے لئے اچھی چیز لے جاؤں۔ اس نے مچھلی خریدی۔ جب گھر آیا اور اس کی بیوی نے مچھلی کو کاٹا تو اس مچھلی کے پیٹ سے ایک ایسا موتی نکلا جس کو بیچا تو ان کی زندگی کا پورا خرچ نکل آیا۔ یہ برکت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ انسان کو وہم و گمان ہی نہیں ہوتا۔

اللہ والے کہاں سے کھاتے ہیں

اللہ والے کہاں سے لیتے ہیں؟ کہاں سے کھاتے ہیں؟ جہاں سے انبیاء کھاتے ہیں۔اللہ والوں کے ہاتھ اللہ کی جیب میں ہوتے ہیں۔استعارہ کے لئے بتارہا ہوں، اللہ کی جیب نہیں ہے۔مگر استعارے کے طور پر سمجھانے کے لئے عرض کر رہا ہوں۔ اللہ والوں کے ہاتھ اللہ تعالیٰ کی جیب میں ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے خزانے ان کے لئے کھول دیا کرتے ہیں۔ **وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ** (اللہ تعالیٰ ایسی طرف سے رزق دیتا ہے جس طرف سے گمان ہی نہیں ہوتا)۔

برکت کیا ہے؟

رزق کے اندر انسان کی عزت شامل، کھانا پینا شامل، بیوی بچے شامل، ماشاء اللہ دنیا کا سکھ سکون شامل ہے اور آج انہیں کی وجہ سے ہم پریشان پھرتے ہیں۔ہم کیوں دردر کے دھکے کھاتے پھرتے ہیں؟ اس لئے کہ رزق کی پریشانی ہے۔دو دو نوکریاں کرتے ہیں۔گھر کے خرچ پورے نہیں ہوتے۔گھر کے سارے افراد نوکریاں کرتے ہیں لیکن گھر کے خرچ پورے نہیں ہوتے۔کہتے ہیں کہ جی کیا کریں؟ بوتل ڈاکٹر کی طرف چلتی ہی رہتی ہے۔برکت اٹھ گئی، برکت نہیں رہی۔

عجیب چیلنج

آج لوگ انجینئر ڈاکٹر کیوں بنتے ہیں؟ اس لئے کہ عالم بنیں گے تو پھر کہاں سے کھائیں گے۔ضروریات ہوتی ہیں اس لئے انجینئر ڈاکٹر بنتے ہیں۔اچھا میں آپ لوگوں سے ایک سوال پوچھتا ہوں۔کیا آپ نے اپنی زندگی میں کبھی کسی عالم باعمل کو یا

حافظ باعمل کو بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑتے ہوئے مرتے دیکھا ہے؟

کوئی مثال ہے؟ نہیں۔ عالم باعمل ہو یا حافظ باعمل ہو، بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑتے رگڑتے مر گیا ہو، کوئی مثال ایسی آپ نہیں دے سکتے۔ میں منبر پر بیٹھا ہوں۔ میں مثال دے سکتا ہوں کہ ایک شخص نے Ph.D انجینئر نگ کی ہوئی ہے لیکن موت اس حال میں آئی کہ بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑتے رگڑتے مر گیا۔ تو پھر رزق علم دین کے راستے سے ملا یا علم دنیا کے راستے سے ملا؟

حضرت امام ابو یوسفؒ کا واقعہ

امام ابو یوسفؒ زمانہ طالب علمی میں امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں آئے۔ ماں نے تو بھیجا تھا کہ دھوبی کے پاس جاؤ اور کپڑے دھونا سیکھو راستے میں کہیں حضرت امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت نے کچھ ایسا معاملہ کیا کہ حضرت کے شاگرد بن گئے، حتی کہ علم میں بہت بڑا مقام حاصل کر لیا۔ ماں نے کہا میں نے تجھے دھوبی کی طرف بھیجا تھا تیرا باپ فوت ہو گیا ہے تو کچھ کام کرتا ہم کھاتے پکاتے۔ انہوں نے آ کر امام اعظم ابو حنیفہؒ کو یہی بات سنائی۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ اپنی والدہ کو کہنا کہ میں ایک کام سیکھ رہا ہوں جس پر مجھے بہت زیادہ آمدنی کی امید ہے۔ انہوں نے جا کر کہہ دیا ان کی والدہ کی تشفی نہ ہوئی تو وہ خود امام اعظم ابو حنیفہؒ کے پاس آئیں اور کہا میں نے بیٹے کو دھوبی کے پاس بھیجا تھا کہ کوئی ہنر سیکھتا یہ آپ کے پاس کتابیں پڑھتا ہے۔ حضرتؒ نے کہا کہ میں اس کو ایسا ہنر سکھا رہا ہوں کہ یہ پستے کا بنا ہوا فالودہ کھایا کرے گا۔ انکی والدہ نے سوچا کہ حضرت ایسے ہی میری تسلی کے لئے بات کر رہے ہیں، امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ بات آئی گئی ہو گئی والدہ صاحبہ مطمئن ہو گئیں۔ ایک وقت آیا کہ امام ابو یوسفؒ چیف جسٹس بنے، فرماتے ہیں کہ وقت کا

بادشاہ ہارون الرشید میرے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ کہنے لگا حضرت میں نے آپ کے لئے ایک چیز بنوائی ہے میں روز آپ کے لئے بھجوا دیا کروں گا میں نے چیز کھائی تو بڑی لذیذ تھی میں نے پوچھا کہ یہ تھی کیا؟ کہنے لگے حضرت یہ میرے لئے بھی کبھی کبھی بنتی ہے لیکن آپ کو علمی مقام ایسا ملا ہے کہ آپ کے لئے روزانہ آیا کرے گی۔ کہنے لگے میں نے پوچھا بتاؤ کہ ہے کیا؟ کہنے لگا کہ یہ پستے کا بنا ہوا فالودہ ہے، فرماتے ہیں کہ امام اعظمؒ کی بات مجھے یاد آئی کہ انہوں نے میری والدہ کو کہا تھا کہ میں ان کو ایسا ہنر سکھا رہا ہوں کہ یہ پستے کا بنا ہوا فالودہ کھایا کرے گا۔ دیکھا اللہ تعالیٰ رزق دیتے ہیں۔

حضرت سالمؒ کا واقعہ

حضرت سالمؒ ایک محدث گزرے ہیں۔ غلام تھے، تین سو درہم میں بکے تھے۔ پھر علم حاصل کیا۔ علم حاصل کر کے ایسے مقام پر پہنچے کہ بادشاہ اجازت لے کر ان کو ملنے آیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ بادشاہ ملاقات کے لئے آیا۔ آپ سے اجازت چاہی آپ نے علمی مشغولیت کی وجہ سے معذرت کر دی۔ چنانچہ بادشاہ کو بغیر ملاقات کے واپس جانا پڑا۔ حضرت سالمؒ بکے تھے تین سو درہم میں، لیکن علم نے ایسے مقام پر پہنچا دیا کہ وقت کا بادشاہ بھی ان کے دروازے پر دستک دے رہا ہوتا تھا۔ سبحان اللہ۔ وہ دنیا میں بکے تھے تین سو درہم میں لیکن یہاں اللہ سے سودا کیا تھا اس لئے قیمت بڑھ گئی۔

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تم نے خرید کر ہمیں انمول کر دیا

ماشاءاللہ۔ اللہ تعالیٰ سے سودا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انمول بنا دیا۔

ے یہ بازی عشق کی بازی ہے جو چاہو لگا دو ڈر کیسا
گر جیت گئے تو کیا کہنے گر ہار گئے تو مات نہیں

اگر جیت گئے اور علم کا وہ مقام حاصل ہو گیا تو کیا ہی نصیب ہیں، اور اگر وہ مقام نہ حاصل ہوا اور طلباء ہی میں رہے تو پھر بھی خوش نصیبی ہے۔ سبحان اللہ۔

رزق کس کے ذمے

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ تقویٰ کے ذریعے رزق کے دروازوں کو کھول دیتے ہیں۔ رزق کہاں سے ملتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے۔ وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ (اور جو کوئی چیز بھی ہے مگر ہمارے پاس اس کے خزانے ہیں)۔ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (اور ہم ایک اندازے کے مطابق اس کو اتارتے رہتے ہیں)۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا (جو کوئی بھی جاندار زمین میں ہے اس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے) کَاَیِّنْ مِنْ دَآبَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا (کتنے جاندار ہیں اپنا رزق جمع کر کے نہیں رکھتے) اَللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَ اِیَّاکُمْ (اللہ ان کو بھی رزق دیتا ہے، تمہیں بھی رزق دیتا ہے)۔ ایک شخص حضرت بایزید بسطامیؒ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ حضرت میری اولاد زیادہ ہے، رزق کی بہت تنگی ہے، بہت پریشان ہوں۔ فرمایا گھر واپس جاؤ اور جس کا رزق اللہ کے ذمے ہے اسے گھر میں رہنے دو اور جس کا رزق تمہارے ذمے ہے اسے گھر سے نکال دو۔

خاندانی منصوبہ بندی

1965ء میں سنا کرتے تھے کہ خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرو ورنہ 1970ء میں بھوکے مرجاؤ گے۔ 1970ء بھی آ گیا پھر سنتے تھے کہ اگر 1980ء تک خاندانی

منصوبہ بندی نہ کی تو انسان انسانوں کو کھایا کریں گے، 1980ء بھی آ گیا۔ پھر کہا کرتے تھے کہ 1990ء تک اگر منصوبہ بندی نہ کی تو پھر لوگ اپنے بچوں کو کاٹ کر کھایا کریں گے، 1990ء بھی آ گیا۔ اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ جو نعمتیں آج دے رہے ہیں وہ 1960ء والے انسان کو نصیب ہی نہ تھیں۔ دیکھا اللہ تعالیٰ رزق بھی بڑھا دیتا ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام تھے تو دنیا میں ایک آدمی کا رزق تھا اور آج اربوں کھربوں انسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اتنے انسانوں کا رزق عطا فرما دیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں کیا یہ معدنیات نکلتی تھیں، نہیں نکلتی تھیں۔ جب انسان تھوڑے تھے زمین کے خزانے بھی تھوڑے نکلتے تھے۔ جب پھیل گئے اللہ تعالیٰ نے خزانوں کے منہ کھول دیئے۔ سبحان اللہ۔

تقویٰ اور رزق کے دروازے

رزق کس کے ذمہ ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ذمہ۔ ہاں میں اس کا بھی قائل ہوں کہ ہمیں اپنی زندگی میں ایک ترتیب رکھنی چاہئے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ زندگی میں ترتیب ہی کوئی نہ ہو ترتیب ہونی چاہئے۔ تاہم محنت تو ہم کریں مگر نگاہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر لگی ہوئی ہوں۔ جب یہ حال ہوگا تو کوئی بندہ رشوت نہیں لے گا۔ جب اس کی نظریں اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہوں گی تو پھر ملاوٹ کا مال کوئی نہیں کھائے گا، اس لئے کہ پھر وہ اللہ سے مانگے گا۔ جب اللہ کو بھول کر اسباب پر نگاہیں لگ جاتی ہیں تو پھر یہ ساری مصیبتیں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا تقویٰ کو اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ رزق کے دروازوں کو کھول دیں گے۔

تقویٰ ہر جگہ کام آتا ہے

آپ فرمائیں گے تقویٰ، تقویٰ کچھ آگے بات بھی سمجھاؤ تقویٰ ہے کیا؟ یہ وہ

نعمت ہے جو دنیا میں بھی کام آتی ہے، برزخ میں بھی کام آتی ہے، قبر میں بھی کام آتی ہے، حشر میں بھی کام آتی ہے، جنت میں بھی کام آتی ہے، ہر جگہ پہ کام آتی ہے۔ یہ تقویٰ عجیب تریاق ہے۔ ہر ہر جگہ کام آتا ہے۔ سنیئے قرآن۔ وَقَالَ مُوسٰی لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا (اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو، اپنے اندر صبر وضبط پیدا کرو) اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ (بیشک یہ زمین اللہ کی ہے). يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے) وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (اور عاقبت تو متقین ہی کے لئے ہے)۔ دیکھا دنیا بھی سنوری اور رزق بھی ملا، آخرت میں عاقبت بھی سنوری۔ تو تقویٰ وہ نعمت ہے جو دنیا کو بھی سنوارتا ہے اور آخرت کو بھی۔

پل صراط اور تقویٰ

آخرت کا دن کیسا ہوگا کہ دوست ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے۔ سوائے متقی لوگوں کے۔ یہ تقویٰ وہاں بھی کام آئے گا، دنیا میں اس کا فائدہ اور آخرت میں بھی، روز محشر میں بھی اس کا فائدہ، دوست دوستوں کے دشمن بن جائیں گے سوائے متقی لوگوں کے۔ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ یہ تقویٰ وہاں بھی کام آئے گا۔ پل صراط سے گزرنا پڑے گا، پھر کیا ہوگا؟ وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (اور تم میں سے جو کوئی بھی ہے اسے اس پر سے گزرنا ہوگا)۔ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا (یہ تیرے رب کے نزدیک حتمی اور فیصلہ شدہ بات ہے) ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا (پھر ہم نجات دیں گے جو متقی ہوں گے) اور جو ظالم گناہ گار رہوں گے ان کو اوندھے منہ جہنم میں گرائیں گے۔ تو پل صراط سے کون گزریں گے؟ جو متقین ہوں گے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ ایسے لوگوں کو جنت بھی پیش کی جائے گی وَ

اُزْ لِفَتِ الْجَنَّةِ لِلْمُتَّقِیْنَ (اور جنت کو سجا کر پیش کیا جائے گا متقین کے لئے) ماشاء اللہ۔ جنت کی طرف کن کو لے جایا جائے گا؟ وَ سِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَی الْجَنَّةِ زُمَرًا متقی لوگوں کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔

جنت کن کے لئے ہے

جنت متقی لوگوں کے لئے ہے۔ وَ الْمَلٰئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ (ہر دروازے سے ملائکہ ان پر داخل ہوں گے) سَلَامٌ عَلَيْكُمْ سلامتی ہو، شاباش ہو، تسی جیندے رہو۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ یہ مفہوم بنے گا اس کا بِمَا صَبَرْتُمْ (تم نے اپنے اندر صبر وضبط پیدا کیا) سبحان اللہ۔ جنت کن لوگوں کو دی جائے گی؟ ایک جگہ جنت کا اتنا لمبا تذکرہ کیا کہ پورا رکوع جنت کے فضائل اور جنت کے تذکرے پر مشتمل ہے۔ آخر پر نتیجہ یہ نکالا تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا (یہ وہ جنت ہے اس کا ہم وارث اپنے بندوں میں سے ان کو بنائیں گے جو متقی ہوں گے)۔ سبحان اللہ، جنت کے جتنے مناظر ہیں، جتنی باتیں ہیں، سب متقی لوگوں کے لئے ہیں۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا حَدَائِقَ وَ اَعْنَابًا وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا وَّ كَاْسًا دِهَاقًا. لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ

یہ جزا متقی لوگوں کے لئے ہے

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ ظِلٰلٍ وَّ عُيُوْنٍ وَّ فَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ. اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ

دیکھا کیسا جنت کا ذکر ہے۔ سبحان اللہ۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ. فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ

مُقْتَدِرٍ

کتنی آیات پڑھوں متقی لوگوں کے لئے جنت کی نعمتوں کے بارے میں۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِىْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَا اَنْهَارٌ مِّنْ مَّاءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ

چار نہریں بتائی گئیں ہیں جو متقی لوگوں کی جنت میں ہوں گی۔ سبحان اللہ

آخرت کی منزلیں اور تقویٰ

میرے دوستو! آخرت کی منزلیں بھی تقویٰ کے سبب طے ہوں گی اور دنیا کی منزلیں بھی تقویٰ کے سبب طے ہوں گی۔ اگر دنیا میں عزت چاہتے ہیں تو تقویٰ اختیار کر لیجئے، دیکھئے اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی عزت دیتے ہیں، دنیا میں عزت تقویٰ کے ذریعے ملتی ہے۔ آخرت کی باتیں تو میں نے بہت سنا دیں۔

دنیا کی عزت اور تقویٰ

آپ کہیں گے کوئی یہاں کی بات بھی کرو۔ چلو میں دنیا کی بات کرتا ہوں دنیا میں بھی عزت تقویٰ کے ذریعے ملتی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ

سورۃ یوسف جس کو قرآن نے احسن القصص کہا۔ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ خاص طور پر بڑا سبق ہے اس سورۃ میں اس لئے اس کو اتنا اہم بتایا گیا کہ اس میں اللہ تعالیٰ دو جماعتوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ایک جماعت یوسف بھائیوں کی اور ایک جماعت یوسف علیہ السلام کی۔ جی ہاں کئی بندے اکیلے ہوتے ہیں لیکن اپنی ذات میں ادارہ ہوتے ہیں۔ ایک ہوتے ہیں لیکن جماعت سے زیادہ بھاری ہوتے ہیں۔ دلیل قرآن سے پیش کرتا ہوں۔ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً (بے

شک ابراھیم علیہ السلام امت تھے) دیکھا ! جی ہاں ایسا بھی ہوتا ہے ۔تو ایک جماعت یوسف علیہ السلام کی اور دوسری جماعت ان کے بھائیوں کی ۔ بھائیوں پر امتحان آیا وہ کہنے لگے ہم یوسف علیہ السلام کو قتل کر دیتے ہیں ۔اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا (ہم یہ گناہ کر گزرتے ہیں اور پھر اس کے بعد ہم توبہ کر کے نیک بن جائیں گے) چنانچہ گناہ کر گزرے ۔ یوسف علیہ السلام پر بھی امتحان آیا ۔ وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی کہ ایسے امتحان سے بھی بچ گئے ۔حتیٰ کہ گواہیاں دے دیں عورت نے اور کہنا پڑا مالک کو ۔ یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اے سچے یوسف سبحان اللہ ، اللہ اکبر ۔ پھر کیا ہوا ۔ اللہ تعالیٰ نے پھر ان کو جیل سے نکال کر تخت پر بٹھا دیا ۔ پھر یوسف علیہ السلام نے کہا مجھے (Finance Minister) بنا دو ، نبی تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں صلاحیت بھی عطا فرمائی تھی ۔وہ حکومت کی باگ دوڑ سنبھال سکتے تھے ۔حکومت چلا کر دکھائی ۔قحط پڑ جاتا ہے ، بھائیوں کی جماعت ساری کی ساری قحط کا شکار ہوگئی ، یوسف علیہ السلام اس قحط میں بھی تخت پر بیٹھے ہوئے تھے ۔اب اللہ تعالیٰ نچوڑ نکالتے ہیں ۔قرآن پاک میں منظر بیان کرتے ہیں اور عجیب ہے وہ منظر ۔یوسف علیہ السلام کے بھائی آ رہے ہیں ، غلہ مانگنے کے لئے ۔ پیسے پورے نہیں ہیں ، غلہ پورا مانگتے ہیں ۔ کہتے ہیں کہ پیسے تو پورے نہیں آپ کوئی صدقہ خیرات کر دیں ۔ یہ بھی نبی علیہ السلام کے بیٹے ، وہ بھی نبی علیہ السلام کے بیٹے ۔ یہ امتحان میں ناکام ، وہ امتحان میں کامیاب ۔ یہ تخت پر ہیں وہ فرش پر ہیں ۔قرآن نقشہ بیان کرتا ہے ۔سبحان اللہ ۔قربان جائیں کیا کتاب ہے ۔ فرمایا قَالُوْا (کہنے لگے) یٰٓاَیُّهَا الْعَزِیْزُ (اے عزیز مصر) مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَیْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَیْنَا اِنَّ اللّٰهَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ (ہمیں اور ہمارے اہل خانہ کو تنگ دستی نے بے حال کر دیا اور ہم پیسے

بھی اتنے لائے ہیں جو پورے نہیں ہمیں وزن پورا دے دو اور ہمارے اوپر صدقہ خیرات کر دیجئے بے شک اللہ تعالیٰ صدقہ دینے والوں کو جزا دیتا ہے)۔ جب یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ حالت ہوگئی ہے تو پوچھا **مَا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ** تم نے یوسف کے ساتھ کیا کیا تھا؟ کہنے لگے۔

أَ اِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ (کیا آپ یوسف ہیں؟) **قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَ هٰذَا اَخِىْ** (ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی (بنیامین) ہے)۔ تحقیق اللہ نے ہم پر احسان کیا **اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ** (جو متقی ہوتا ہے اور اپنے اندر صبر وضبط پیدا کرتا ہے) **اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ** (بے شک اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتا) لہٰذا ہر دور میں اور ہر زمانے میں جو یوسف صفت بنے گا اللہ تعالیٰ فرش سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دے گا۔ دیکھنا دنیا بھی بنے گی اور آخرت بھی بنے گی۔

تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کا قرب

پہلے علماء تقویٰ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب پا گئے آج تقویٰ نہ ہونے کی وجہ سے ہم اپنی عزت گنوا بیٹھے۔ کیا بات ہے کہ درس نظامی حضرت قاسم نانوتویؒ نے پڑھا یہی درس نظامی حضرت رشید احمد گنگوہیؒ نے پڑھا یہی درس نظامی شیخ الہند حضرت محمود الحسنؒ نے پڑھا یہی درس نظامی حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے پڑھا یہی درس نظامی حضرت اشرف علی تھانویؒ نے پڑھا۔ پھر آج ہر طالبعلم، ہر بچہ حضرت تھانویؒ کیوں نہیں بنتا، ہر بچہ حضرت نانوتویؒ کیوں نہیں بن جاتا۔ یہ تقویٰ کا فرق ہے، انہوں نے بھی یہی کتابیں پڑھی تھیں لیکن انہیں ان کتابوں سے تقویٰ کے سبب ہیرے اور موتی ملے تھے ہم بھی وہی کتابیں پڑھتے ہیں مگر پڑھ لیتے ہیں سوچتے ہیں کہ عمل بعد میں اکٹھا کریں گے۔ آج ہم بے احتیاطی کی زندگی گزارتے ہیں، وہ علماء جو حلال مال سے اپنا

پیٹ نہیں بھرتے تھے آج ان کی اولادیں حرام مال سے اپنے پیٹوں کو بھر رہی ہیں، وہ لوگ جو ساری رات جاگ کر مصلے پر گزار دیتے تھے آج ان کی اولادیں نرم بستروں پر شب باشی کی عادی بن چکی ہیں۔

علم بڑی نازک چیز ہے

یہ علم بڑی نازک چیز ہے۔ افسوس ہے اس پر جس کی زبان تو عالم ہو لیکن دل جاہل ہو۔ لقمان حکیم فرماتے تھے ”میں نے لوہے اور پتھر کو اٹھایا لیکن دین سے زیادہ وزنی چیز کو نہیں دیکھا۔ میں شب زفاف کی لذت کو پایا مگر اللہ کے ذکر سے بہتر کسی چیز کو نہیں پایا“۔ آج ہمارے لباس، صوف سے بھی زیادہ نرم ہوتے ہیں۔ ہماری زبانیں شہد سے بھی زیادہ میٹھی ہوتی ہیں، مگر ہمارے دل بھیڑیئے کے دل سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں۔

دل اور گندخانہ

ہم دلوں پر محنت نہیں کرتے۔ یہ تقویٰ کہاں ہوتا ہے؟ **التقویٰ ھھنا اشار الي الصدر** (نبی اکرم ﷺ نے سینے کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ تقویٰ تو یہاں ہوتا ہے)۔ لہٰذا اس دل کو بدلنا پڑے گا۔ پھر اس کے اندر تقویٰ پیدا ہوگا۔ آج ہم نے دل کو صنم خانہ بنالیا، بت خانہ بنالیا، بلکہ سچ کہوں کہ دل کو گندخانہ بنالیا ہے۔ **مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُوْن** دل میں مورتیاں رکھی ہوئی ہیں۔ کسی نے دل میں لڑکی کی مورتی رکھی ہوئی ہے، کسی نے مال پیسے کی مورتی رکھی ہوئی ہے، کسی نے عہدے کی رکھ لی۔ جس گھر میں تصویر ہو اس گھر میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ تو جس دل میں غیر کی تصویر ہوگی اس دل میں اللہ کی تجلیات کیسے آ سکتی ہیں؟ اس دل کو

سنوارنا پڑے گا، اسے بنانا پڑے گا، اس دل پر محنت کرنی پڑے گی۔ تب تقویٰ دل میں آئے گا اور آپ اس نیت سے پڑھیں کہ اے اللہ تعالیٰ ہم پڑھتے جائیں گے اور عمل کرتے جائیں۔ اپنی ذات کو مقدم رکھیں **اُوْصِیْ نَفْسِیْ اَوَّلاً وَ اِیَّاکَ بَعْدَہٗ** اپنے آپ کو مقدم رکھیں۔ یہی تو وجہ ہے کہ تقویٰ زندگیوں میں نہیں ہے۔ باتیں کرتے ہیں لوگوں پر اثر نہیں ہوتا۔ شکوہ کرتے ہیں کہ لوگ بات نہیں سنتے۔ میرے دوستو! اس زبان سے نکلی ہوئی بات جب اپنے کان نہیں سنتے جو اتنا قریب ہیں تو پھر وہ کان کہاں سنیں گے جو اتنا دور بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ ہم جو بولیں ہمارے اپنے کان بھی سنیں، ہمارا اپنا دماغ بھی سوچے، ہمارا اپنا دل بھی اس پر عمل کرے کہ ہم کیا بول رہے ہیں؟ ہم لوگوں کے لئے بولتے ہیں، ہم اپنی نیت بھی کریں کہ ہم یہ قرآن و حدیث اس لئے پڑھ رہے ہیں کہ ہم پڑھیں گے اور عمل کریں گے۔

حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کا عجیب واقعہ

میں نے حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے حالات زندگی میں پڑھا کہ مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے ذریعے کچھ ہندو مسلمان ہوئے تو کسی نے ہندوؤں سے پوچھا کہ تم کیوں مسلمان ہوئے؟ تو انہوں نے حضرت کشمیریؒ کی طرف اشارہ کر کے کہا ہمیں یہ چہرہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نظر نہیں آتا۔ یہ چہرہ کسی جھوٹے شخص کا نہیں ہو سکتا۔ سبحان اللہ۔ تقویٰ ان کے چہروں پر یوں چمکتا تھا' ان کی خلوتوں کی عبادت ان کے چہروں پر نور بنا کے سجا دی جاتی تھی۔

تقویٰ کیا ہے

اب آخری بات کہ یہ تقویٰ ہے کیا چیز؟ تقویٰ کے بارے میں مشہور بات ہے

کہ حضرت عمرؓ نے پوچھا حضرت ابی بن کعبؓ سے کہ تقویٰ کیا ہوتا ہے؟ فرمایا کبھی خاردار راستے سے گزرے ہیں؟ جی حضرت گزرا ہوں۔ کیسے گزرتے ہیں؟ اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر، بچ بچا کر گزرتا ہوں کہ میرا دامن کسی کانٹے میں الجھ نہ جائے۔ فرمایا یہ تقویٰ ہے کہ اے انسان! تو اپنے دامن کو یوں بچا کے زندگی گزار کہ تیرا دامن کسی گناہ میں آلودہ نہ ہو جائے۔ یہ تقویٰ ہے وَ ثِیَابَکَ فَطَھِّرْ (اپنے کپڑوں کو پاک رکھ) ماشاءاللہ، وَ لِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْر (اور تقویٰ کا لباس وہ سب سے بہتر ہے) وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی (اور اپنے لئے زادراہ بھی جمع کرلو اور بہتر زادراہ تقویٰ ہے)۔ سبحان اللہ۔ اس لئے جہاں میاں بیوی کا تذکرہ آیا وہاں تقویٰ ...... تقویٰ ...... تقویٰ ...... سورۃ نساء پڑھ کر دیکھ لیں۔ ہر چند آیات کے بعد تقویٰ، تقویٰ کیوں کہ جب تک تقویٰ نہ ہو ازدواجی زندگی صحیح نہیں گزر سکتی۔ اسی لئے فرمایا وَ اتَّقُوْ اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّکُمْ مُلٰقُوْهُ (اور اللہ سے ڈرنا اور جان لینا کہ تم نے اللہ سے ملاقات کرنی ہے) اللہ رب العزت ہمارے اندر تقویٰ پیدا فرمائے۔ آمین ...... ہمارے حضرت غلام حبیبؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہر اس چیز کو چھوڑ دینا جس کے اختیار کرنے سے تعلق باللہ میں فرق آئے۔ اسے تقویٰ کہتے ہیں۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ صوفی بن کر بازار کی بنی ہوئی چیز نہ کھائی جائے یہی کافی ہے۔ میاں یہ تقویٰ کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے، تقویٰ کسی ایک چیز کا نام نہیں۔ یہ تو سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک لاگو ہوتا ہے۔ اس کا تعلق پوری زندگی کے ساتھ ہے۔ قرآن پاک سے پوچھیں قرآن سمجھاتا ہے کہ تقویٰ کیا ہے؟ آیئے قرآن سے پوچھیں کہ ہمیں سمجھائے کہ تقویٰ کیا ہے؟ قرآن سمجھاتا ہے۔

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوا وُجُوْهَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ

الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّيْنَ وَآتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّه ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَآتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا وَالصَّابِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

ان ساری باتوں پر عمل کرنے والے "اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا" یہ ہیں سچے لوگ " وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ" اور یہ ہیں متقی لوگ اللہ رب العزت ہمیں ایسا بننے کی توفیق عطا فرمادیں۔

و اخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين

حفاظت زبان

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

زبان کی اہمیت

انسان مختلف اعضاء کا مجموعہ ہے یہ اعضاء سنور جائیں تو انسان سنور جاتا ہے۔ انسان کے جسم میں ایک چھوٹا سا عضو زبان ہے۔ آج کے دور میں جس کا استعمال بہت برے طریقے سے کیا جاتا ہے۔ عربی کا مقولہ ہے کہ اللسان جرمه صغيره و جرمه کبيره اس کی جسامت تو بڑی چھوٹی ہے مگر ہونے والے گناہ بہت موٹے ہیں۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اے ایمان والو) لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ (تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو)

اللہ کے نزدیک یہ بہت غصہ دلانے والی صورتحال ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم کرتے نہیں ہو۔ کہنا کچھ اور کرنا کچھ۔ یہ کام اللہ رب العزت کو بہت ناپسندیدہ

ہے۔ مؤمن کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی اللہ رب العزت کے ہاں بڑی قدر و قیمت ہے۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ (انسان کوئی بات نہیں کہتا مگر اس کے پاس نگہبان تیار ہوتا ہے)

زبان سے کلمہ پڑھنا

اللہ رب العزت کے ہاں اس کی اتنی اہمیت ہے کہ ایک کافر آدمی پوری زندگی گناہوں میں گزار بیٹھا۔ جسم کے بال سفید ہو گئے اگر وہ خلوص دل سے کلمہ پڑھ لیتا ہے تو اس کی بھی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

روایات میں آتا ہے کہ جب کوئی بندہ خلوص دل سے کلمہ پڑھتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے عمل کو لے کر آسمانوں کی طرف جاتا ہے ابھی راستے میں ہی ہوتا ہے کہ اوپر سے نیچے آنے والے فرشتے سے اس کی ملاقات ہو جاتی ہے، اب اوپر سے نیچے آنے والا فرشتہ پوچھتا ہے کہاں جا رہے ہو۔ نیچے سے جانے والا فرشتہ کہتا ہے کہ ایک آدمی نے کلمہ پڑھا۔ میں اس عمل کو اللہ کے حضور پیش کرنے کے لئے جا رہا ہوں پھر یہ اوپر سے آنے والے فرشتے سے پوچھتا ہے کہ آپ کہاں جا رہے ہو؟ وہ کہتا ہے کہ جس آدمی نے کلمہ پڑھا میں اسی آدمی کے لئے مغفرت کا پیغام لے کر جا رہا ہوں۔ اب سوچئے زبان سے چند الفاظ نکلے اس کی زندگی کے سب گناہوں کو معاف کر دیا گیا۔ دنیا کی عدالت کا معاملہ دیکھا، کسی آدمی پر ناجائز مقدمہ ہو جائے عدالت میں پتہ بھی چل جائے کہ یہ مقدمہ جھوٹا تھا اس آدمی کو باعزت بری تو کر دیا جاتا ہے مگر اپنے ریکارڈ میں اس مقدمے کا اندراج ضرور کر لیا جاتا ہے۔ دنیا کی عدالت باعزت بری بھی کر دے تو اپنے پاس اس مقدمے کا اندراج رکھتی ہے مگر اللہ رب العزت کا معاملہ عجیب دیکھا، جس بندے نے واقعی گناہ کئے تھے وہ گناہ جو

پہاڑوں سے بھی زیادہ وزنی تھے اگر وہ آدمی سچی توبہ کر لیتا ہے تو یہی نہیں کہ ان گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے بلکہ اللہ رب العزت ان گناہوں کا ریکارڈ بھی نامہ اعمال سے ختم کروا دیتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جن فرشتوں نے اس شخص کے گناہوں کو لکھا تھا اللہ رب العزت ان فرشتوں کی یاد داشت سے بھی گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں۔ تاکہ قیامت کے دن گواہی نہ دے سکیں۔ سبحان اللہ، زبان سے نکلے ہوئے چند الفاظ نے کیا کچھ بدلوا دیا۔

طنز کے نقصانات

آج تو لوگ ایک دوسرے کو خوش کرنے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں کسی پر طنز کرتے ہیں۔ کسی کا دل جلاتے ہیں یاد رکھیں تلوار کا وار جسم پر ہوا کرتا ہے مگر زبان کا وار ہمیشہ دل پر ہوا کرتا ہے اسی لئے فرمایا:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ

(اے ایمان والو! تم میں سے ایک جماعت دوسری جماعت سے مذاق نہ کرے۔ ہوسکتا ہے وہ تم سے بہتر ہوں)

طنز و مزاح کو اسی لئے منع کیا گیا ہے۔ کہ زبان سے الٹی سیدھی باتیں نکلتی ہیں۔ زبان بڑے آرام سے الفاظ ادا کر دیتی ہے لیکن ان الفاظ کو اللہ رب العزت کے سامنے سچ کرنا انسان کے لئے مشکل ہو جائے گا۔

کلمات کفر

علمائے کرام نے کتب میں ایسے کلمات نقل کئے ہیں جو کلمات کفر کہے جاتے

ہیں ۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ان میں سے کئی کلمات آج لوگوں کی زبانی سنے جاتے ہیں ۔ ایک دو مثالیں دے دیتا ہوں ''نقل کفر کفر نہ باشد'' کسی نے پوچھا ''اے میاں کہار رہتے ہوں'' جواب میں کہا ''جی میں تو فلاں جگہ رہتا ہوں''۔ پہلے نے سن کر کہا'' اچھا! اتنی دور خدا کے پچھواڑے''۔ یہ کلمہ کفر یہ ہے ہم تو ہنسی مذاق میں کہہ گئے خدا کے پچھواڑے ۔ مگر کفر کا کلمہ بولا دل سے ایمان نکل گیا اور بیوی کو طلاق ہو گئی ۔ دوسری مثال کسی نے کہا کہ فلاں کام تو شریعت کے مطابق ہے ۔ دوسرے نے کہہ دیا رکھ پرے اپنی شریعت کو ۔ یہ کلمات کفر میں سے ہے ۔

اب بتائیں اس قسم کے کتنے فقرے آپ آئے دن سنتے رہتے ہیں ۔ ایک دفعہ میں ایک فیکٹری مینجر کے پاس بیٹھا تھا ۔ اس نے کسی آدمی کو بلایا ۔ اچھا خاصا، سمجھ دار اور دانا آدمی، بلکہ چھوٹی چھوٹی داڑھی بھی رکھی ہوئی تھی ۔ مینجر نے پوچھا سناؤ بھائی کیا حال ہے ۔ کہنے لگا صاحب پہلے تو پانچ منٹ میں دعا سنتا تھا، اب پتہ نہیں کہاں چلا گیا سنتا ہی نہیں ۔ میں نے بھی نمازیں پڑھنی چھوڑ دی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی جلالت شان کو سامنے رکھیں اور اس بندے کے طرز کلام کو دیکھیں ۔

استغفر الله ربی من کل ذنب واتوب الیه

یقین کریں کہ میں نے یہ بات سنی، مجھے اپنے پاؤں کے نیچے زمین سرکتی نظر آئی ۔ وہ شخص بڑے مزے سے کہہ رہا ہے اور ہنس رہا ہے جیسے فقط ہنسانے کے لئے معمولی سی بات کی ہو اس قسم کی باتیں کلمات کفر میں سے ہیں ۔

اہمیت کلام

زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی اہمیت اتنی ہے کہ ایک عورت جو غیر محرم تھی جس کی طرف نظر اٹھانے کی اجازت نہیں تھی ۔ اس عورت کو شرعی گواہوں کی موجودگی

میں کہہ دیا کہ میں نے اپنے نکاح میں قبول کرلیا۔ تو وہ غیر محرم عورت اب اس شخص کے لئے شریک حیات بن گئی جس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ دو بول زبان سے بولے اور اب وہی عورت اسکے لئے زندگی کی ساتھی بن گئی۔ جب کہ وہی عورت جو زندگی کی ساتھی تھی اس کو تین مرتبہ طلاق کا لفظ کہہ دیا، وہی عورت اجنبیہ بن گئی۔ آپ سوچیں نکاح کرتے ہوئے یا طلاق دیتے ہوئے کوئی پتھر تو سر پر نہیں اٹھانا پڑتا یا کوئی آگ میں سے تو نہیں گزرنا پڑتا یا کوئی پہاڑ کے اوپر سے چھلانگ تو نہیں لگانی پڑتی۔ چند بول بولے اجنبیہ عورت بیوی بن گئی اور طلاق کے چند بول بولے تو زندگی کی ساتھی ہمیشہ کے لئے الوداع ہوگئی۔ انسان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت قدر و قیمت ہے۔

ایک نوجوان اپنی زبان سے اول فول بک رہا تھا کسی اللہ والے نے سنا۔ فرمانے لگے بیٹے ذرا سوچ سمجھ کر بات کر اور دیکھ کہ تو اللہ کا نام کیسا مکتوب بھیج رہا ہے۔

ہماری زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ ہمارے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور یہ اعمال نامہ روزانہ اللہ رب العزت کے حضور پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ والے جب کلام کرتے ہیں اس احساس کے ساتھ کرتے ہیں کہ ہمارا اعمال نامہ اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا۔ بعض سلف صالحین کا یہ معمول تھا جو باتیں کہتے تھے وہ کاغذ پر لکھ لیتے تھے اور رات کو بیٹھ کر اپنا محاسبہ کرتے تھے کہ میں نے جو کچھ کہا ٹھیک کہا یا نہیں۔ اگر کوئی بات زبان سے غلط نکل گئی ہوتی تو اسی رات اللہ کے حضور توبہ تائب ہو جایا کرتے تھے۔

خشیت الٰہی کا عجیب واقعہ

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں حج کے بعد واپس آ رہا تھا کہ ایک سواری کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ جب سواری قریب آئی تو مجھے پتہ چلا کہ اس پر کوئی عورت سوار ہے۔ میں نے اس کو سلام کیا۔ اس نے جواب میں کہا سَلَامٌ قَوْلاً مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْم اس نے آیت پڑھی تو میں سمجھ گیا کہ اس نے میرے سلام کا جواب دیا ہے میں نے پوچھا آپ کہاں سے آ رہی ہیں کہنے لگی۔ ''وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ'' (تم حج اور عمرہ اللہ کے لئے مکمل کرو) میں سمجھ گیا کہ یہ زیارت حرمین شریفین کے بعد واپس آ رہی ہے۔ میں نے پوچھا یہاں کہا؟ کہنے لگی ''مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ'' (جسے اللہ گمراہ کرے اسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں ہوتا) میں سمجھ گیا کہ یہ راستہ بھول گئی ہے۔ میرے اندازہ میں وہ بوڑھی عورت تھی میں نے پوچھا اماں کدھر جانا چاہتی ہو۔ کہنے لگی ''اُدْخُلُوا الْمِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ'' میں سمجھ گیا شہر جانا چاہتی ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ مجھے بھی شہر جانا ہے لہٰذا میں آپ کو راستے کی رہنمائی کر دیتا ہوں، کہنے لگی ''وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ'' (تم نیکی کرو اللہ تعالیٰ نیکو کاروں سے محبت کرتے ہیں) میں سواری کی نکیل پکڑ کر چل پڑا۔ کچھ دور چلنے کے بعد میں نے عربی کے چند اشعار پڑھنے شروع کر دیئے وہ کہنے لگی۔ ''فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ'' (پڑھو جو کچھ تمہارے لئے قرآن میں سے آسان کیا گیا) میں خاموش تو ہو گیا مگر سوچتا رہا کہ یہ عورت کون ہے؟ میں نے کچھ اس کی گھریلو تفصیل معلوم کرنا چاہی تو اس نے کہا ''لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ'' میں سمجھ گیا کہ گھریلو معاملات پر بات نہیں کرنا چاہتی،

میں چلتا رہا۔ شہر کے قریب آ کر میں نے اس سے پوچھا، شہر میں آپ نے کس سے ملنا ہے؟ کہنے لگی ''اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا'' میں سمجھ گیا اللہ نے اس کو مال اور بیٹے بھی عطا کئے۔ چنانچہ میں شہر میں داخل ہوا مجھے قافلے والے ملے جو حج کرنے کے بعد واپس آئے تھے اور انہوں نے پڑاڈالا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے بیٹوں کے نام کیا ہیں؟ کہنے لگی۔ ''اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْمَاعِیْلَ وَاِسْحَاقَ'' میں سمجھ گیا کہ اس کے بیٹوں کے یہ نام ہیں، میں نے بلند آواز سے پکارا تو تین بچے بڑے خوبصورت بڑے علم وفضل والے تروتازہ چہرے والے بھاگتے ہوئے آئے۔ وہ پریشان تھے کہ ہماری امی کدھر رہ گئی۔ وہ امی کو قافلے میں تلاش کرتے پھرتے تھے، خیر جب آپس میں ملے تو بہت خوش ہوئے۔ میں نے سوچا اب میں اپنے گھر جاتا ہوں اس وقت اس عورت نے پھر قرآن پاک کی آیت پڑھی ''وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ'' بچوں کو اشارہ کیا کہ کچھ کھلاؤ، بچے کچھ پھل لے کر آئے میں نے کھانے سے معذرت کی اس نے آیت پڑھی۔ اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ (ہم تو اللہ کی رضا کے لئے آپ کو کھلاتے ہیں) میں بڑا حیران ہوا کہ یا خدایا یہ کیا معاملہ ہے یہ عقدہ مجھ سے حل نہیں ہو رہا۔ میں نے کچھ پھل کھائے اور بچوں سے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ جب سے آپ کی والدہ مجھ سے کلام کر رہی ہے، میرے ہر بات کے جواب میں یہ قرآن پاک کی آیت پڑھ رہی ہے۔ وہ کہنے لگے ہاں یہ ہماری والدہ ماجدہ قرآن پاک کی حافظہ اور حدیث کی عالمہ ہے، اس کے دل میں خوف خدا بیٹھ چکا ہے کہ قیامت کے دن مجھے اپنی باتوں کا جواب دینا پڑے گا۔ لہٰذا بیس سال سے قرآن کی آیات کے سوا کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلا۔ سبحان اللہ خشیت الٰہی کا عجیب انداز دیکھئے کہ کلام الٰہی کے سوا کوئی ایک لفظ زبان سے نہیں نکلتا تھا۔

قیامت کے دن کی حاضری

قیامت کے دن ایسے لوگ اللہ کے حضور پیش ہوں گے جن کی زبان سے بیس بیس سال تک قرآن کے سوا کوئی لفظ نہیں نکلا تھا وہاں اگر ہم اپنی بے وقوفانہ اور جاہلانہ گفتگو کے ساتھ پیش ہوئے تو ہمیں کتنی ندامت ہوگی۔ اگر رب العزت نے ہم سے پوچھ لیا کہ بتاؤ تم نے فلاں کو ذلیل کیوں کہا تھا؟ فلاں کو کمینہ کیوں کہا تھا؟ فلاں کو بے ایمان کیوں کہا تھا؟ وہاں جواب دینا مشکل ہو جائے گا۔ وہاں تو انبیاء بھی تھراتے ہوں گے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ رب العزت اپنے جلال میں ہوں گے، نفسا نفسی کا عالم ہوگا، اللہ تعالیٰ عیسائیوں سے پوچھیں گے کہ تم نے مخلوق کو میرا شریک کیوں بنایا؟ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لیں گے کہ انہیں نے کہا تھا تو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھیں گے ء انت قلت؟ (کیا آپ نے کہا تھا) جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خطاب ہوگا ہیبت الٰہی کے مارے ان کے بدن کے ہر بال سے خون کا قطرہ نکلے گا۔ جب سچوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا وہاں ہم جیسے چھوٹوں کا کیا حال ہوگا؟ آج زبان سے الٹی سیدھی باتیں نکالنا آسان مگر قیامت کے دن جواب دینا مشکل کام۔

جہنم میں کون لوگ جائیں گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر انسان کس وجہ سے جہنم میں جائیں گے؟ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو اعضاء کی بدپرہیزی سے۔ یعنی مابین لحییہ وما بین رجلیہ (وہ چیز جو جبڑوں کے درمیان

ہے۔یعنی زبان اور وہ چیز جو رانوں کے درمیان ہے یعنی شرمگاہ) اکثر لوگ زبان اور شرمگاہ کے غلط استعمال کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔

جنت کی ضمانت

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کے صحیح استعمال کی ضمانت دے دے میں اس کے لئے جنت میں گھر دلانے کا ضامن ہوں۔اس سے زبان کے صحیح استعمال کی اہمیت کا اندازہ لگانا آسان ہے۔

پہلے تولو پھر بولو

انسان کو چاہیے کہ اپنی گفتگو خود اپنے کانوں سے سننے کی عادت ڈالے۔جس کی زبان سے نکلی ہوئی بات اس کے اپنے کان نہیں سنتے جو اتنے قریب ہیں بھلا اس کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ وہ کان کیا سنیں گے جو اتنے دور ہیں۔اس لئے فرمایا گیا، پہلے تولو پھر بولو۔

آج ہم پہلے بولتے ہیں پھر تولتے ہیں اور بعض اوقات تو ہم تولتے ہی نہیں صرف بولتے ہی رہتے ہیں کسی شاعر نے کیا عمدہ بات کہی ہے۔

؎ کہے ایک جب سن لے انسان دو
خدا نے زبان ایک دی کان دو

اللہ رب العزت نے زبان تو ایک دی اور کان دو دیئے۔اے انسان دو باتوں کے سننے کے بعد تجھے ایک بات کرنی چاہیے اور آج ہم سننا تو چاہتے ہی نہیں۔آپ نے دیکھا ہوگا کہ محفل میں ایک آدمی بات کر رہا ہے دوسرا آدمی اسے بات مکمل کرنے کا موقع نہیں دیتا۔ادھوری بات سنتے ہی جواب دینا شروع کر دیتا ہے۔

ایک وقت میں دونوں بول رہے ہوتے ہیں شاید دیواروں کو سنا رہے ہوتے ہیں یا اپنے فرشتوں کو۔ تحمل مزاجی اتنی نہیں ہوتی کہ غور سے دوسرے کی بات سن لیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خوف خدا

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ بعض اوقات اپنی زبان کو پکڑ کر کھینچتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ جسم کا وہ عضو ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ عظیم ہے وہ انسان جس کی خاموشی فکر کے ساتھ اور جس کی گفتگو ذکر کے ساتھ ہوگی۔

زبان کی لغزش

زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے زیادہ خطرناک ہوا کرتی ہے۔ پاؤں پھسل جائے تو انسان دوبارہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ لیکن زبان سے غلط بات نکل جائے تو پھر اختیار میں کچھ نہیں رہتا۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجالس میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک چھوٹی سی بچی نے نصیحت کر دی۔ کسی نے پوچھا حضرت کیا نصیحت کی۔ فرمایا ایک مرتبہ بارش ہوئی تھی کیچڑ تھا، لوگ بڑی احتیاط سے چل رہے تھے میں بھی جا رہا تھا، میں نے ایک بچی کو آتے ہوئے دیکھا، میں نے کہا بیٹی احتیاط سے چلنا کہیں پھسل نہ جانا۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا میں پھسل بھی گئی تو دوبارہ کھڑی ہو جاؤں گی، ذرا آپ اپنا خیال رکھنا اگر آپ پھسل گئے تو امت کا کیا بنے گا۔ آپ امت کے مقتدا ہیں کہیں آپ پھسل نہ جانا۔ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک چھوٹی سی بچی نے استقامت کا سبق دے دیا۔ یحیٰ بن معاذؒ ایک بزرگ گزرے ہیں، فرمایا کرتے تھے کہ دل کی مثال

ہنڈیا کی سی ہے اور زبان کی مثال چمچ کی سی ہے چمچ وہ کچھ نکالتا ہے جو ہنڈیا میں موجود ہوتا ہے، زبان وہی کچھ نکالتی ہے جو دل میں موجود ہوا کرتا ہے۔ اگر دل میں ظلمت ہوگی تو زبان سے بھی بری گفتگو نکلے گی اگر دل میں نور ہوگا تو زبان سے پاکیزہ گفتگو نکلے گی۔

زبان کو صحیح استعمال کیجئے

جس طرح طبیب حضرات زبان کی رنگت کو دیکھ کر بیماری کا اندازہ لگا لیتے ہیں اسی طرح علماء اور صلحاء زبان کی گفتگو سن کر روحانی بیماریوں کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے جب تک تم نہیں بولو گے عالم سمجھے جاؤ گے۔ بعض اوقات فرماتے تھے کہ تم بات کرو پہچانے جاؤ گے۔ بعض اوقات فرماتے تھے آدمی اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے یعنی ذرا بولا تو اس نے اپنی حقیقت کو کھولا۔ اس لئے انسان سوچ سمجھ کر گفتگو کرے۔

جو آدمی کہتا ہے کہ میں تو بہت صحیح گفتگو کرتا ہوں۔ اس بندے کی گفتگو ذرا غصے کی حالت میں سنا کریں۔ بھائی جب آپ آرام اور مزے سے بیٹھے ہیں تو آپ کو کتے نے کاٹا ہے کہ آپ زبان سے اول فول بکیں۔ پتہ جب چلے گا جب کوئی خلاف طبیعت بات پیش آئے گی۔ جب کوئی ایسی بات کر دے جو دل پر بجلی بن کر گرے۔ اب دیکھنا ہوگا کہ آپ ری ایکٹ (React) کیسے کرتے ہیں۔ صبر و استقامت سے سنتے ہیں، سوچ سمجھ کر جواب دیتے ہیں، یا اس کے جواب میں آپ جاہلانہ گفتگو شروع کر دیتے ہیں۔ لہٰذا آدمی کی گفتگو کا اندازہ غصے کی حالت میں کیا کریں۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ غصے میں مردوں کا ہاتھ بے قابو ہو جاتا ہے۔ اور عورتوں کی زبان بے قابو ہو جاتی ہے۔ عورت کی زبان وہ تلوار ہے جو کبھی زنگ آلود نہیں ہوا

کرتی ۔ ہمیشہ چلتی رہتی ہے ۔ حالانکہ زبان کی تلوار ان رشتوں کو توڑ دیتی ہے جن کو لوہے کی تلواریں نہیں توڑ سکتیں ۔

ذرا سنبھل کے رہنا

میرے دوستو محفل میں بیٹھ کر اپنے بارے میں برے کلمات نہ کہا کریں ۔ جب آپ چلے جائیں گے یہ حق آپ کے دوست ادا کریں گے ۔ بعض لوگ محفل میں بیٹھ کر اپنی عاجزی اور مسکینی کا مظاہرہ کرتے ہیں، درحقیقت وہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اعرفونی (مجھے پہچانو) داناؤں کا قول ہے کہ علماء کی محفل میں بیٹھو تو زبان سنبھال کر بیٹھو، حاکم کی محفل میں بیٹھو تو نگاہیں سنبھال کر بیٹھو اور اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھو تو اپنے دلوں کو سنبھال کر بیٹھو ۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لمبی زبان انسان کی عمر کو چھوٹا کر دیتی ہے کیونکہ جتنا زیادہ بولے گا اتنا اپنے سر پر زیادہ مصیبت لے گا ۔

عجیب نصیحت

حضرت خواجہ باقی باللہؒ بہت کم گو تھے ایک آدمی کہنے لگا کہ حضرت آپ نصیحت کریں ہمیں فائدہ ہوگا ۔ حضرت نے جواب دیا جس نے ہماری خاموشی سے کچھ نہیں پایا ۔ وہ ہماری باتوں سے بھی کچھ نہیں پائے گا ۔ سبحان اللہ کیا عجیب بات کہی ۔ شاعر نے کہا ۔

؎ کہہ رہا ہے شور دریا سے سمندر کا سکوت
جتنا جس کا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

اس لئے اللہ والے خاموش طبع ہوا کرتے ہیں، ہاں کوئی علمی بات ہو تو گفتگو کریں گے مسئلہ پوچھا جائے تو تفصیلات کھولیں گے ۔ مگر انہیں باتوں کا چسکا نہیں ہوا

کرتا۔

زبان کے غلط استعمال کی وجہ سے انسان پہاڑوں کے برابر گناہوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیتا ہے۔ کہتے ہیں کہ بے وقوف کے گلے میں گھنٹی باندھنے کی ضرورت پیش نہیں آتی اس کی گفتگو ہی بتا دیتی ہے کہ وہ بے وقوف انسان ہے۔ داناؤں کا قول ہے کہ عقل مند سوچ کر بولتا ہے اور بے وقوف انسان بول کر سوچتا ہے۔ گویا اتنا ہی فرق ہوتا ہے بے وقوف اور عقلمند میں۔ عقل مند انسان سوچ کر بولتا ہے جب کہ بے وقوف بول کر سوچتا ہے۔ بلکہ ایسے لوگوں سے کم گفتگو کیا کریں جو زبان کے برے ہوں اس لئے کہ اگر اس نے کوئی برا کلمہ کہہ دیا جس کے جواب میں آپ نے کچھ کہا تو اس کے پاس کہنے کے لئے اور بھی برے کلمات ہوں گے۔

بدزبانی سے بچو

نبی علیہ الاسلام نے فرمایا تم اپنے ماں باپ کو گالیاں نہ دیا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے اللہ کے نبی ﷺ اپنے ماں باپ کو کون گالیاں دیتا ہے۔ فرمایا تم کسی کے ماں باپ کو گالیاں دو گے وہ جواب میں تمہارے ماں باپ کو گالیاں دے گا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے تم نے اپنے ماں باپ کو گالی دی۔

سچ کا بول بالا

انڈیا کا واقعہ ہے ایک شہر میں زمین کا ٹکڑا تھا جس پر تنازعہ کھڑا ہو گیا مسلمانوں کا دعویٰ تھا یہ ہماری زمین ہے ہندوؤں کا دعویٰ تھا کہ ہماری زمین ہے۔ ہندو چاہتے تھے وہاں مندر بنایا جائے مسلمان چاہتے تھے کہ وہاں مسجد بنائی جائے۔ انگریز اس وقت حاکم تھا قریب تھا کہ آپس میں قتل وقتال تک نوبت پہنچ جاتی۔ مقدمہ بڑا نازک

تھا۔ حاکم بھی پریشان تھا کہ کوئی صلح صفائی کی صورت نکل آتی تو بہتر تھا۔ جب مقدمے کی سماعت ہونے لگی تو انگریز جج نے سوال پوچھا کہ تصفیہ کی کوئی صورت ہے؟ ہندوؤں نے کہا کہ ہم ایک تجویز پیش کرتے ہیں۔ بغیر مقدمے کے بات سلجھ جائے گی۔ جج نے کہا وہ کونسی۔ کہنے لگے ہم ایک مسلمان عالم کا نام بتا دیتے ہیں آپ ان کو اپنے پاس بلا لیجئے اور ان سے پوچھ لیجئے یہ جگہ کس کی ہے اگر وہ کہہ دیں۔ ہندوؤں کی ہے تو ہمارے حوالے کر دیجئے اگر وہ کہیں مسلمانوں کی تو ان کے حوالے کیجئے۔ مگر ہم ان کا نام صرف آپ کو بتائیں گے۔ لوگوں کے سامنے ظاہر نہیں کریں گے۔ جج نے فیصلہ موقوف کر دیا اور مقدمہ کی سماعت کیلئے نئی تاریخ دے دی۔ لوگ کمرہ عدالت سے باہر نکلے تو ہندو عوام نے اپنے نمائندوں سے ناراض ہونے لگے کہ بس تم نے تو بیڑا غرق کر دیا۔ جس کا نام دیا وہ مسلمان ہے تو مسلمانوں کے حق میں ہی بات کرے گا۔ دوسری طرف مسلمان خوشی سے اچھل رہے تھے، کہہ رہے تھے کہ ایک مسلمان کو چنا گیا ہے گواہی دینے کیلئے۔ جب وہ مسلمان ہے تو آخر مسجد بنانے کی ہی بات کرے گا۔ مسلمان خوشیاں منا رہے ہیں ہندوؤں کے دل مرجھا گئے ہیں۔ بہر حال اس دن کا انتظار تھا دوبارہ جب تاریخ آئی تو کثیر تعداد میں لوگ عدالت میں پہنچ گئے۔ مجمع لگا ہوا تھا وہاں ایک اللہ والے کو پیش کیا گیا جن کی گواہی ہندوؤں کو بھی تسلیم تھی۔ جج نے ان سے پوچھا کہ آپ بتائیں یہ زمین ہندوؤں کی ہے یا مسلمانوں کی ہے۔ اس عالم باعمل نے کہا ہندوؤں کی ہے۔ جج نے پوچھا کہ کیا اس زمین پر ہندو اپنا مندر بنا سکتے ہیں انہوں نے کہا جب ہندوؤں کی ملکیت ہے تو مندر بنائیں یا گھر بنائیں ان کی مرضی۔ ان کو بنانے کا اختیار

ہے۔ چنانچہ جج نے اسی وقت ایک تاریخی فیصلہ تاریخ الفاظ میں لکھا،

''آج کے اس مقدمے میں مسلمان ہار گئے مگر اسلام جیت گیا''

جب جج نے یہ فیصلہ سنایا تو ہندوؤں نے یہ کہا جج صاحب آپ نے فیصلہ ہمارے حق میں دیا ہے ہم کلمہ پڑھتے ہیں مسلمان ہوتے ہیں۔ اب ہم اپنے ہاتھوں سے اس جگہ مسجد بنائیں گے۔ سبحان اللہ۔

اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کی برکت سے ہندوؤں کو اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمادی اور اس جگہ مسجد بنانے کی بھی توفیق دی، سچ کا بول بالا ہوا۔ کسی نے کیا اچھی بات کہی۔

ہزار خوف ہو لیکن زبان ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

گناہوں کی معافی کا طریقہ

آج بعض احباب اکثر شکوے کرتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ پتہ نہیں لطائف تازہ نہیں ہو رہے، مقامات طے نہیں ہو رہے، پتہ نہیں آگے قدم نہیں بڑھ رہا۔ پتہ ہے اس کی وجہ کیا ہوتی ہے؟ وجہ یہ ہوتی ہے کہ انسان اپنے اعضاء کو غلط استعمال کر رہا ہوتا ہے، مریض گویا دوائی بھی استعمال کرتا ہے اور بد پرہیزی بھی کرتا رہتا ہے۔ بھلا اس کی بیماری سے جان کیسے چھوٹے گی کسی نے ہندی زبان میں اچھے اشعار کہے۔

رام رام جپدیاں میری جھبیا گھس گئی
رام نہ دل وچ وسیا ایہہ کی دھاڑ پئی

(ہم پنجابی میں زبان کو جبھ کہہ دیتے ہیں تو ہندی میں زبان کو جھبیا کہتے ہیں)

رام رام جپدیاں میری جبھیا گھس گئی
رام نہ دل وچ وسیا ایہہ کی دھاڑ پئی
گل وچ مالا کاٹھ دی تے منکے لے پرو
تے دل وچ گھنڈی پاپ دی رام جپیاں کی ہو

جب دل میں گناہ کی گھنڈی پڑی ہوئی ہوتو ہم ہاتھ سے تسبیح پھیرتے بھی رہیں تو کیا نتیجہ نکلے گا۔ میرے دوستو! ہمیں اپنی زبان کا صحیح استعمال کرنا چاہیے۔ اللہ رب العزت ہمیں اس کو صحیح استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمادے اور جو گناہ آج تک ہم اپنی زبان سے کر چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان گناہوں کو معاف فرمادے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اصلاح دل

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

یَوْمَ لاَ یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لاَ بَنُوْنَ اِلاَّ مَنْ اَتَی اللّٰهُ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے

’’بے شک بنی آدم کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ جب وہ خراب ہو جائے تو تمام جسم کے اعمال خراب ہو جاتے ہیں اور جب وہ ٹھیک ہو جائے تو تمام جسم کے اعمال ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ جان لو کہ وہ انسان کا دل ہے۔‘‘

دوسری جگہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ لاَ یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَ لٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ

(بے شک اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتے تمہاری شکل وصورت کو، نہیں دیکھتے تمہارے مال پیسے کو بلکہ وہ دیکھتے ہیں تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو)

معلوم ہوا کہ انسان کے دل کے بننے سے انسان کے اعمال بن جاتے ہیں اور دل کے بگڑنے سے انسان کے اعمال بگڑ جاتے ہیں۔ یہ دل انسان کے لئے صدر مقام کی حیثیت رکھتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ

(اللہ نے کسی آدمی کے سینے میں دو دل نہیں بنائے) (القرآن)

گویا ایک دل رحمان کے لئے ہو اور ایک شیطان کے لئے ہو۔ نہیں نہیں، دل ایک ہے اور ایک ہی کے لئے ہے۔ انسان کی یہ کوشش ہو کہ اللہ کی یاد سے دل معطر رہے۔ اس دل میں انابت الی اللہ اور رجوع الی اللہ ہو۔

جنت کن لوگوں کے لئے ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ

''قیامت کے بارے میں تذکرہ فرمایا کہ اس دن نہ مال کام آئے گا، نہ اولاد نرینہ کام آئے گی۔ ہاں جو بنا ہوا دل لائے گا وہ اسکے کام آئے گا۔''

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کی بیوپاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندوں سے دل کا سودا چاہتے ہیں کہ تو مجھے اپنا دل دے دے اس کے بدلے میں نے اپنی جنتوں کو تیرے حوالے کر دیا۔ ذرا سوچیں! ہم اپنے ایک روپے کے عوض داغی سیب قبول نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ اپنی جنتوں کے بدلے اس داغی دل کو کیسے قبول کریں گے۔ اسی لئے فرمایا:

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ

جو سالم دل لایا یعنی وہ دل جو غیر کی محبت سے پاک ہو، غیر کے اثرات سے

محفوظ ہو اس کو قلبِ سلیم کہتے ہیں۔ ایسا دل اسے کام آئے گا۔ اسی لئے ارشاد فرمایا:

وَ حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ

(محشر کے روز جو سینوں میں ہوگا ہم کھول کر باہر کردیں گے)

اللہ تعالیٰ انسان کی کیفیت کو دیکھیں گے۔ دل میں محبت الٰہی موجود ہے کہ نہیں۔ دل میں مال کی محبت زیادہ ہے یا مالک و خالق کی محبت زیادہ ہے۔

دل سخت کیسے ہوتا ہے؟

انسان کا دل زمین کی مانند ہے۔ انسان اگر زمین پر بہت عرصہ کاشت نہ کرے، محنت نہ کرے تو وہ بنجر ہو جاتی ہے اور وہ زمین پیداوار چھوڑ دیتی ہے۔ اس لئے کہ اس پر محنت نہیں ہوئی، وہ زمین سخت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح فرمایا:

''انسان جب اس دل پر محنت کرنا چھوڑ دیتا ہے تو رفتہ رفتہ یہ دل سخت ہو جاتا ہے۔ اور جب دل سخت ہوتا ہے تو ایسا کہ یہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔''

فرمایا، ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے۔ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً پھر یہ پتھروں کی مانند ہو گئے بلکہ یہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔ بے شک پتھروں سے نہریں جاری ہو جایا کرتی ہیں اور جب پتھر پھٹتا ہے تو بسا اوقات اس میں سے پانی نکل آتا ہے اور بعض پتھر تو ایسے ہوتے ہیں جو اللہ کے خوف سے کانپ اٹھتے ہیں۔

لیکن اے انسان! جب تیرا دل سخت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپتا نہیں ہے۔ پتھر بھی دل کی اس سختی پر شرماتے ہیں۔ انسان کی پاس یہی سرمایہ ہے اسے بنالے تو اللہ کے ہاں کامیاب ہو گیا اور اسے بگاڑ لے تو پھر یہ انسان بالکل ناکام ہو گیا۔

دل اندھا کیسے ہوتا ہے؟

غفلت بھری زندگی گزارنے سے انسان کا دل اندھا ہو جاتا ہے، بالکل اندھا۔ ایسا اندھا کہ یہ نیکی اور بدی میں تمیز نہیں کر سکتا۔ جیسے ایک آدمی کی بینائی نہ ہو، وہ آدمی دوست اور دشمن میں فرق نہیں کر سکتا، اندھیرے اور اجالے میں تمیز نہیں کر سکتا۔ پہچان نہیں سکتا کہ کون سی چیز نفع دینے والی ہے اور کون سی چیز نقصان دینے والی ہے۔ اسی طرح جب دل اندھا ہوتا ہے تو وہ انسان بڑے سے بڑا گناہ کر لیتا ہے مگر اس کے سر پر جوں بھی نہیں رینگتی کہ میں نے کوئی اللہ کی نافرمانی کی بھی ہے یا نہیں۔ اس کو نیک آدمی کی صحبت اچھی نہیں لگتی، برے آدمیوں کی صحبت اسے اچھی لگتی ہے۔ اب اسے دوست اور دشمن کی تمیز نہ رہی، اب اسے نیکی اور بدی میں تمیز نہ رہی، اب اسے اندھیرے اور اجالے کا فرق معلوم نہ ہوا، کیونکہ دل اندھا ہو چکا ہے۔

ایک قوم ایسی گزری کہ اس پوری قوم کو اللہ تعالیٰ نے کہا:

اِنَّھُمْ کَانُوْ قَوْمًا عَمِیْنَ (وہ اندھی قوم تھی)

اس کا کیا مطلب ہے، کیا ظاہر سے نابینا تھے؟ جی نہیں! روایت میں کسی قوم کے بارے میں ایسا نہیں آتا کہ وہ سارے کے سارے اندھے ہوں۔ ہاں ایک قوم ایسی گزری جس نے اپنے نبی کا فرمان کو نہ مانا، نہ اس پر ایمان لائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّھُمْ کَانُوْ قَوْمًا عَمِیْنَ وہ اندھی قوم تھی، اسنے اپنے نبی کو نہ پہچانا، اپنے خالق و مالک کو نہ پہچانا اور ایمان کو نہ اپنایا۔ انہیں اندھی قوم کہا گیا۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَمَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖ اَعْمٰی. فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی. وَاَضَلُّ سَبِیْلاً. (اور جو اس دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا)

کیا مطلب اس کا؟ جو دنیا میں نابینا ہے اس کو آخرت میں بھی بینائی نہیں ملے گی؟ ناں ناں! اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے چشم پوشی کرتا رہا۔ اللہ کے حکموں کو نظر انداز کرتا رہا، اس کے حکموں سے اندھا بنا رہا، اللہ تعالیٰ آخرت میں اسکی بینائی کو سلب فرمالیں گے ۔ چنانچہ دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا، جب اس کو نابینا کھڑا کیا جائے گا تو وہ یوں کہے گا،

قَالَ رَبِّ لِمَا حَشَرْتَنِیْ اَعْمٰی وَقَدْ كُنْتَ بَصِيْرًا . قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰی

(اے اللہ! مجھے اندھا کیوں کھڑا کیا۔ اور دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا۔ کہا جائے گا ایسا ہی ہے جیسے تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں، تو نے ان کو بھلا دیا اور آج کے روز تمہیں بھی بھلا دیا جائے گا)

معلوم یہ ہوا کہ جو انسان اپنے پروردگار کے فرمان کو نظر انداز کرے گا اور اس سے چشم پوشی کرے گا، یہ انسان آخرت میں بینائی سے محروم کر دیا جائے گا۔ اندھا اٹھایا جائے گا۔

ان لوگوں کے بارے میں جو اللہ کے راستے پر نہ چلے، نفس اور شیطان کا لقمہ بن گئے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَا اَوْ آذَانٌ بِهَا فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ

(اے کاش! ان کے دل ہوتے جو انہیں عقل سکھاتے۔ ان کے کان ہوتے جن سے وہ ہدایت کی بات کو سنتے اور آنکھیں تو اندھی نہیں ہوا کرتیں۔ یہ تو سینوں کے اندر دل اندھے ہوا کرتے ہیں)

دل پر مہر کیسے لگتی ہے؟

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک داغ لگا دیا جاتا ہے۔ پھر گناہ کرتا ہے تو پھر ایک داغ لگا دیا جاتا ہے۔ پھر گناہ کرتا ہے پھر داغ لگاہ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح داغ لگتے رہتے ہیں تو ایک وقت ایسا آتا ہے کہ دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس پر مہر جباریت لگا دیتے ہیں۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (اللہ نے مہر لگادی ان کے دلوں پر)

اس کو کہتے ہیں کہ دل پر مہر جباریت لگ گئی۔ دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے پھر یہ انسان نیکی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔

دل صاف کیسے ہوتا ہے؟

انسان جب توبہ تائب ہوتا ہے تو دل کی سیاہی دور ہو جاتی ہے، دل کی ظلمت دور ہو جاتی ہے، دل کی سختی دور ہوتی ہے اور جب انسان اللہ پاک کے سامنے سربسجود ہو کر اپنے گناہوں سے سچی پکی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دل کو دھو دیتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وحی کی گئی کہ اپنے دل کو دھو لیا کرو۔ آپ کہنے لگے، ’’اے اللہ! پانی تو وہاں پہنچتا نہیں میں اس کو کیسے دھوؤں؟‘‘ تو فرمایا، ’’یہ دل پانی سے نہیں، یہ تو میرے سامنے رونے سے دھلا کرتا ہے۔‘‘ یعنی اگر تو میرے حضور گناہوں کی معافی مانگے گا، عاجزی اور زاری کرے گا تو ان آنسوؤں کے گرنے سے تیرے دل کو صاف کر دیا جائے گا۔ دل اس سے دھلتا ہے۔

دل کی غذا کیا ہے؟

انسان کے جسم کے لئے اللہ تعالیٰ نے غذا بنائی ہے۔ اگر انسان وہ غذا نہ کھائے تو بدن کمزور ہو جاتا ہے۔ بدن اعمال کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ اسی طرح دل کی بھی غذا ہے اور وہ ہے نیکی کے کام کرنا، اللہ والوں کی مجلس، اللہ کا ذکر یہ سب دل کی غذا ہے۔

دل کی پالش کیا ہے؟

حدیث پاک میں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لکل شیء صقالة (ہر چیز کے لئے ایک صیقل ہوتا ہے)

جسے پالش کہتے ہیں۔ جیسے جوتوں کی پالش کر دی جائے تو جوتا بالکل چمک جاتا ہے۔ اسی طرح لوہے کے لئے پالش ہوتی ہے، ریگمال لگا دیا جائے تو لوہا چمک اٹھتا ہے۔ اسی طرح کپڑے کی پالش صابن ہے، اگر کپڑا اس سے دھو دیا جائے تو صاف اور اجلا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح فرمایا،

لکل شیء صقالة وصقالة القلوب ذکر الله

(ہر چیز کے لئے پالش ہوتی ہے اور دل کی پالش اللہ کی یاد ہے)

پس جو انسان اللہ اللہ کرتا ہے، اللہ کی یاد میں لگا رہتا ہے، اس کا سیاہ دل صاف ہو جاتا ہے۔ گناہوں کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں۔

اللہ والوں کی مجلس کی برکات

اللہ والوں کی مجالس ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی محفلوں میں لحہ بہ لحہ انسان کے گناہ جھڑتے ہیں۔ ایسے گناہ جھڑتے ہیں جیسے پت جھڑ کے موسم میں درختوں کے پتے جھڑا کرتے ہیں۔ اللہ کے ذکر سے دلوں کی سختی دور ہوتی ہے۔ مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں۔

عجیب واقعہ

ایک آدمی حضرت حسن بصریؒ کی محفل میں آیا۔ کہنے لگا، حضرت ہمیں کیا ہو گیا؟ لگتا ہے کہ ہمارے دل سو گئے، آپ نصیحت کرتے ہیں ہم پر اثر ہی نہیں ہوتا۔ فرمایا جو سویا ہوا ہو وہ تو جھنجھوڑنے سے جاگ اٹھتا ہے، اگر تم پھر بھی نہیں جاگتے تو تم سوئے ہوئے نہیں، موئے ہوئے ہو۔ کہ انسان اللہ والوں کی مجلس میں آ کر بھی نصیحت قبول نہ کرے، گناہوں سے پکی سچی توبہ نہ کرے، نیک اعمال کی آئندہ سے نیت نہ کرے، یقیناً اسکا دل سویا ہوا نہیں بلکہ مویا ہوا ہوتا ہے۔ اور کتنے لوگ ایسے ہیں کہ زندہ ہوں گے، کھاتے پیتے ہوں گے، چلتے پھرتے ہوں گے مگر ان کے اندر کا انسان مویا ہوا ہوگا۔ بالکل...... اندر سے انسانوں والی صورت نہیں ہوگی۔ من میں جھانکیں تو ان کی صورت حیوان کی سی نظر آئے گی۔ کوئی کسی صورت میں ہے، کوئی کسی صورت میں۔ اندر انسان کی شکل ہو۔ یہ کسی قسمت والے کو نصیب ہوتی ہے۔

؎ اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

اے انسان! تو اپنے من میں ذرا جھانک کر اس دریچے کو کھول، اپنی اصلی تصویر کو ذرا دیکھ۔ انسان جب اپنے من میں جھانکتا ہے تو اسے اپنی اصلی تصویر نظر آتی ہے۔ یہی فرمایا گیا کہ تو اپنی اصل تصویر کو دیکھ، تجھے کیا ہونا چاہیے تھا اور تو کیا بنا پھرتا ہے؟

دلوں کی خوراک کیا ہے؟

دل اپنی خوراک کے لئے ایسے ہی محتاج ہوتے ہیں جیسے ہم اپنی خوراک کھانے کے محتاج ہوتے ہیں۔ دلوں کی خوراک وعظ و نصیحت، اللہ کا ذکر اور اللہ والوں کی

مجلسیں ہیں۔اس سے دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔

حکیم انصاری کا واقعہ

آنکھ کا نور اور چیز ہے، دل کا نور اور چیز ہے۔حکیم انصاری دہلی کے بڑے مشہور حکیم تھے۔اللہ نے کیا فہم و فراست عطا فرمائی تھی۔اندھے تھے لیکن حکمت کا کام کیا کرتے تھے۔ہاتھ دیکھتے تھے اور مریض کے مرض کو پہچان لیا کرتے تھے۔آنکھ سے دیکھ نہیں سکتے تھے، نہ چہرہ دیکھ سکتے تھے، نہ رنگ دیکھ سکتے تھے، نہ زبان دیکھ سکتے تھے۔مگر اللہ نے وہ فراست عطا کر دی تھی کہ صرف ہاتھ سے نبض دیکھتے اور پوری مرض کو پہچان لیا کرتے تھے۔بڑے مشہور حکیم تھے۔اگر دوسرے حکیموں سے مرض قابو میں نہ آتا تو مریض ان کے پاس جایا کرتے تھے، ہمارے سلسلے کے ایک بزرگ خواجہ محمد عبدالمالک صدیقیؒ فرماتے ہیں، مجھے شوق ہوا کہ میں بھی ذرا ان حکیم صاحب کو دیکھوں۔چنانچہ میں ان کی دوکان پر گیا، ان سے کوئی بات نہیں کی تاکہ ان کو میرے آنے کا پتہ نہ چلے اور وہاں بیٹھ کر میں نے ان کے دل پر توجہ ڈالنی شروع کر دی۔کچھ دیر گزری تو میں نے کہا، اچھا اب دل کی بجائے روح پر توجہ ڈالتا ہوں۔جب میں نے اس پر توجہ ڈالنا چاہی تو وہ فوراً بول اٹھے۔ناں ناں حضرت آپ میرے دل پر ہی توجہ کرتے رہیں، اگر یہی بن گیا تو سب کچھ بن گیا۔فرماتے ہیں میں حیران ہو گیا کہ اس شخص کو نابینا کون کہے، جسے بتایا بھی نہیں گیا مگر اس کا دل ایسا صاف ہے کہ وہ آنے والے انوارات کو محسوس کر رہا ہے۔اللہ اکبر

؎ دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

دل کا موتیا بند اور اس کا علاج

موتیا بند ایک پردہ ہے جو آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ آنکھیں ٹھیک ہوتی ہیں مگر پردہ کی وجہ سے انسان کو نظر آنا بند ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دل پر بھی موتیا بند آجاتا ہے۔ جب گناہوں کی ظلمت چھا جائے یعنی موتیا بند آجائے تو پھر انسان سارا دن نمازیں قضا کرتا رہتا ہے اس کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ زبان سے جھوٹ بولتا ہے کوئی پرواہ نہیں ہوتی حالانکہ بعض احادیث میں فرمایا گیا ''جو انسان جھوٹ بولتا ہے اس کے منہ سے اتنی بدبو نکلتی ہے کہ فرشتے اس سے دو میل دور چلے جاتے ہیں '' اتنی بدبو نکلتی ہے مگر انسان محسوس نہیں کرتا۔ جس زمین کے اوپر انسان گناہ کر رہا ہوتا ہے، کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ زمین چیخ رہی ہوتی ہے اور پکار رہی ہوتی ہے، اے اللہ! مجھے اجازت دے میں تیرے اس نافرمان بندے کو اپنے اندر دھنسا لوں لیکن انسان گناہوں میں مصروف ہوتا ہے، وہ پرواہ ہی نہیں کرتا۔

جیسے آنکھ پر موتیا بند آجائے تو انسان ڈاکٹروں کے پاس جاتا ہے اور ان کے پاس جاکر موتیا بند کا علاج کروالیا جاتا ہے اسی طرح جب دل سخت ہو جائے تو انسان اللہ والوں کی مجالس میں جائے، انکے پاس جانے سے دل کا موتیا بند دور ہو جایا کرتا ہے، دل کی بینائی لوٹ آتی ہے، دل پھر سے دیکھنا شروع کر دیتا ہے۔ ایک ٹھوکر لگتی ہے اور پھر انسان کی زندگی میں انقلاب آجاتا ہے۔ ہم نے کتنے لوگوں کی دیکھا کہ اہل اللہ کی صحبت سے ان کی زندگی میں انقلاب آگیا۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

بعض اوقات اہل اللہ کی صحبت میں بگڑے ہوئے لوگ آتے ہیں اور ایک نظر پڑتی ہے تو ان کے دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی نظر

صحابہ کرامؓ شروع میں کفر و شرک کے گناہوں میں لتھڑے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے تو حضور ﷺ کی نظر میں ایسی تاثیر تھی کہ ان کے دلوں کو دھو کر رکھ دیتی تھی۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
وہ کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

اللہ کی محبت کا رنگ

کچھ لوگ رنگ فروش ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ رنگ ساز ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ رنگ ریز ہوتے ہیں۔ ایک رنگ کا بیچنے والا اور ایک اس رنگ کو کپڑے کے اوپر چڑھانے والا، جو بیچنے والا ہو اس کو رنگ فروش کہتے ہیں، جو رنگ اوپر چڑھانے والا ہو اس کو رنگ ریز کہتے ہیں۔ کتاب وسنت ایک رنگ ہے۔ علماء کرام رنگ فروش ہیں اور مشائخ وصوفیاء رنگ ریز ہیں۔ جو ان کے پاس جاتا ہے اس کے دل پر کتاب اللہ کا رنگ چڑھا دیتے ہیں۔ اللہ اکبر!

اللہ کا رنگ اور دل

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً

(اللہ کا رنگ اور اللہ کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہے)

انسان ایسے لوگوں کی مجالس کو حاصل کرے اور اللہ کے ذکر کے لئے اپنی ہمت لگائے۔ اگر مرتے مرتے بھی دل بن گیا تو اس کا کام ہو گیا۔

انسان کی زندگی کتنی ہے

انسان گناہ اس نیت سے کرتا ہے کہ توبہ کرلوں گا اور توبہ اس لئے نہیں کرتا کہ زندگی ابھی بہت باقی ہے۔ امام غزالیؒ ایک کتاب میں فرماتے ہیں۔ ''اے دوست! تجھے کیا معلوم بازار میں وہ کپڑا پہنچ چکا ہو جس سے تیرا کفن بننا ہے'' انسان گناہ کرتا ہے کہ میں توبہ کرلوں گا اور توبہ نہیں کرتا کہ ابھی زندگی لمبی ہے اور یہ نہیں جانتا کہ میری زندگی بہت تھوڑی ہے۔

؎ آشیانہ شاخ گل پہ کب تیری میراث ہے
بس غنیمت جان لے جتنا بسیرا ہو گیا

؎ غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

؎ غنیمت سمجھ زندگی کی بہار
آنا نہ ہوگا یہاں بار بار

جناب رسول اکرم ﷺ نے اپنے ایک صحابیؓ سے پوچھا کہ زندگی کے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟ عرض کیا صبح اٹھتا ہوں، یہ یقین نہیں ہوتا کہ رات آئے گی بھی یا نہیں۔ دوسرے سے پوچھا، آپ کیا سوچتے ہیں؟ فرمایا، حضرت! میں چار رکعت کی نیت باندھتا ہوں اور مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ اس کو مکمل بھی کر سکوں گا یا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، میرا تو یہ معاملہ ہے کہ نماز پڑھ رہا ہوں اور ایک طرف سلام پھیر دیا ہے۔ اب یہ بھی یقین نہیں کہ میں دوسری طرف بھی سلام پھیر سکوں گا یا نہیں۔ زندگی کا تو یہ معاملہ ہے۔

مجھے تعجب ہے اس شخص پر، جو گناہ اس لئے کرتا ہے کہ میں توبہ کرلوں گا اور توبہ

اس لئے نہیں کرتا کہ ابھی زندگی لمبی ہے۔ یقیناً یہ انسان دھوکے میں پڑا ہوا ہے۔

اللہ کو کیا پسند ہے

حدیث پاک میں آتا ہے ان اللہ لا ینظر الی صورکم واموالکم ولٰکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم (بے شک اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتے تمہاری شکل وصورت کو اور نہیں دیکھتے تمہارے مال پیسے کو بلکہ وہ دیکھتے ہیں تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو)

اللہ اکبر! حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا رنگ کالا، ہونٹ موٹے، دانت لمبے مگر اللہ کے ہاں اتنے مقبول تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش پر جاتے ہیں تو جنت میں کسی کے قدموں کی آواز سنتے ہیں۔ پوچھا، ''جبرائیل علیہ السلام! یہ کس کے قدموں کی چاپ سن رہا ہوں؟ جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں کہ آپ کے غلام بلال رضی اللہ عنہ کے قدموں کے چلنے کی آواز ہے۔ قدم زمین پر پڑتے تھے اور جنت میں اس کی آواز جایا کرتی تھی۔

انسان دل کو بنالے کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کے بیوپاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اے انسان! تو مجھے اپنے دل میں بسالے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو انسان دنیا میں بھی نقصان اٹھائے گا اور آخرت میں بھی نقصان اٹھائے گا۔ دل کا بگڑنا بہت آسان مگر دل کا بننا بڑا مشکل کام، جو بنتا ہے یا بناتا ہے وہ پتہ پاتا ہے۔ دوسروں کو معلوم نہیں ہوتا۔ انسان جس راستے پر چلتا ہے اس راستے کے اسے ذرات بھی نظر آتے ہیں اور جس راستے پر نہیں چلتا اس راستے کے اس کو پہاڑ بھی نہیں نظر آیا کرتے۔ جو بننے والے راستے پر چلے ہی نہیں اس کو کیا معلوم کہ اس راستے پر کتنی محنت کرنی پڑتی ہے۔

صحیح مسلمان کون ہے؟

ہم نے تو زبان سے کلمہ پڑھ لیا اور ہم سمجھتے ہیں اسلام بہت آسان ہے

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

بات یہ ہے کہ ہم نے کلمہ تو پڑھ لیا۔لیکن مالک اپنی مرضی کے بنے پھرتے ہیں۔سوچیے،زندگی کے چالیس سال گزر چکے ہیں۔ان چالیس سالوں میں ہماری آنکھ مسلمان بن گئی؟ ہماری زبان مسلمان بن گئی؟ کان مسلمان بن گئے؟اللہ ہمیں صحیح مسلمان بنادے۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

دل کی بستی

دل کا بگڑنا آسان کام ہے مگر دل کا بننا مشکل کام ہے۔کسی شاعر نے کیا مزے کی بات کہی ہے،

ویرانے بھی دیکھے ہیں آبادی بھی دیکھی ہے
جو اجڑے تو پھر نہ بسے دل وہ نرالی بستی ہے
دل کا اجڑنا سہل سہی بسنا کھیل نہیں بھائی
بستی بسنا کھیل نہیں ، یہ تو بستے بستے بستی ہے

بستیوں کا بسنا آسان کام نہیں ہوتا،شہروں کا آباد ہونا آسان کام نہیں ہوتا۔شہر آباد ہوتے ہوتے زندگیاں گزر جاتی ہیں،پھر شہر آباد ہوا کرتے ہیں۔شاعر نے یہی کہا کہ دلوں کا آباد ہو جانا کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔جیسے شہر مشکل سے آباد ہوتے ہیں ایسے ہی دل بھی مشکلوں سے آباد ہوا کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دلوں کو بنانے کی توفیق عطا فرمادے۔آمین

”و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین“

سائنس اور انسان

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

سائنس کی بنیاد

یہ آیت مبارکہ ساری سائنس کی بنیاد نظر آتی ہے۔ ایک تو مرد اور عورت جوڑا ہے۔ اسی طرح حیوانوں میں، پرندوں میں اور درندوں میں جوڑے ہیں۔ مگر اس آیت کی تفصیل اس سے بہت زیادہ ہے۔

کائنات کی ہر چیز جوڑا جوڑا ہے

آپ کائنات کی ہر چیز میں غور و فکر کریں آپکو جوڑا جوڑا نظر آئیگا مثلاً زمین اور آسمان جوڑا جوڑا ہے۔ آسمان پانی برساتا ہے زمین مادہ کی مانند اس کو جذب کرتی ہے۔ پھر کھیتیاں زمین کی اولاد ہوتی ہیں۔ Botany کا مضمون پڑھنے والے آج اس بات کو سمجھتے ہیں کہ پودوں میں بھی جوڑا جوڑا ہوتا ہے۔

ایک پودے سے بیج ہوا میں اڑتا ہے دوسرے پودے میں پہنچتا ہے اور دوسرے پودے میں پہنچ کر پھر ایک نیا پھول برآمد ہوتا ہے لہذا نباتات میں جوڑا جوڑا ہے بلکہ آج سائنس کی دنیا یہ کہتی ہے کہ اگر مادہ ہمیں معلوم ہے تو Anti Matter بھی موجود ہے۔ Matter اور Anti Matter یہ بھی جوڑا جوڑا ہے۔ اگر ذرا اور گہرائی میں چلے جائیں تو مادے کی بناوٹ ایٹم سے ہوتی ہے۔ ایٹم کے اندر الیکٹران اور پروٹان کا جوڑا ہے پھر یہ دونوں مل کر چارج والے ذرات بنتے ہیں۔ اب کوئی نہ کوئی بغیر چارج کے ذرہ ہونا چاہیے تھا جو انکا جوڑا بنتا۔ الیکٹران اور پروٹان Chargerge partical ہیں۔ نیوٹران بغیر Charge کے ہیں۔ یہ جوڑا بن گیا۔ کیمسٹری کی دنیا میں جتنے (Reactions) ہوتے ہیں۔ انکی بنیاد Ions پر ہوتی ہے۔ ہر مرکب پہلے مثبت اور منفی آئن میں تقسیم ہوتا ہے۔ تب ردعمل مکمل ہوتا ہے۔ یہ جوڑا جوڑا ہوا۔ پھر کچھ چیزیں تیزابی (Acidic) ہوتی ہیں کچھ اساسی (Basic) ہوتی ہیں یہ بھی جوڑا جوڑا ہوا۔

مسلمان طلباء سے اپیل

وَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ہم نے ہر چیز میں جوڑا جوڑا بنایا تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ میں مسلمان طالب علموں سے اپیل کرتا ہوں۔ وہ اس آیت کو اصول بنا کر ریسرچ کریں انہیں سائنس کی نئی دریافتیں سامنے آئیں گی۔

آج دیکھئے کمپیوٹر نے زمین کے فاصلوں کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے۔ جو تبدیلیاں سالوں کے بعد آتی تھی وہ آج دنوں میں آرہی ہیں۔ کمپیوٹر کی بنیاد Bits پر ہے ایک زیرو اور ایک One ہے۔ مشین لیگویج Zero اور One سے مل کر بنتی

ہے۔ ہر کمپیوٹر زیرو اور one کے اوپر کام کرتی ہے، زیرہ اور one بھی ایک جوڑا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ہر چیز میں جوڑا جوڑا ہوتا ہے۔

اصلی انسان اور نقلی انسان

ساری بات کرنے کا یہ مقصد ہے کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ ہم نے ہر چیز میں جوڑا جوڑا بنا دیا۔ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اس اصول کو ذرا سامنے رکھ کر انسان کے بارے میں سوچئے ۔ یہ انسان بھی دو چیزوں کا مجموعہ ہے۔ ایک جسم جو مکان ہے دوسرا روح جو اس میں مکین ہے۔ یہ جسم نقلی انسان ہے اسکے اندر بسنے والی روح اصلی انسان ہے۔ یعنی یہ بھی دو چیزوں کا مجموعہ ہے نقلی انسان اور اصلی انسان۔ نقلی انسان کی ضروریات اور ہیں اصلی انسان کی ضروریات اور ہیں، وہ کیسے؟ انسان مٹی سے بنا اور اسکے جسم کی ضروریات زمین سے برآمد ہوتی ہیں مثلاً پانی، کپڑا، پھل وغیرہ ہر چیز مٹی سے نکلتی ہے کیونکہ بنیاد ہی مٹی ہے۔ انسان کی روح اوپر سے آئی ہے پس اس روح کی غذا اوپر سے آنیوالے انوارات و تجلیات ہیں۔ پس نقلی انسان کی ضروریات اور ہیں، اصلی انسان کی ضروریات کچھ اور۔

دو چہرے

انسان کے دو چہرے ہیں ایک وہ چہرہ جس کو دنیا والے دیکھتے ہیں ایک وہ چہرہ ہے جس کو پیدا کرنے والا دیکھتا ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ شرفاء کی شکل میں بھیڑیے کا دل رکھنے والے ہوتے ہیں۔ دو چہروں کیساتھ زندگی گزارتے ہیں ایک چہرہ آنکھ کھولنے سے نظر آتا ہے ایک چہرہ آنکھ بند کر کے دیکھنے سے نظر آتا ہے۔ ایک چہرہ نگاہ اٹھانے سے نظر آتا ہے ایک چہرہ نگاہ جھکانے سے نظر آتا ہے۔

جسم اور روح کی ضروریات

ایک جسم اور ایک اس کی روح ہے۔ دونوں کی ضروریات علیحدہ ہیں۔ اگر چند دن روٹی نہ کھائیں تو جسم کی قوت ضعف میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر چند دن نیک اعمال نہ کریں تو انسان کی روح کمزور ہو جاتی ہے۔ روحانی طور پر انسان بالکل کمزور ہو جاتا ہے۔ ظاہر کے کھانے کی لذت اور ہے باطن کی غذا کی لذت اور ہے۔ جیسے ہم دستر خواں پر بیٹھتے ہیں ہمیں ہر ہر کھانے کا مزا جدا محسوس ہوتا ہے۔ روسٹ کا مزہ جدا، سبزی کا مزہ جدا، پھل کا مزہ جدا، میوے کا مزا جدا، مشروبات کا مزا جدا، ہر ہر چیز کا ہمیں علیحدہ علیحدہ لطف محسوس ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر ہر نیک عمل کے ساتھ ایک علیحدہ لذت ہے جس کا باطن جاگتا ہو وہ ان اعمال کی لذت اٹھایا کرتا ہے۔

جدا جدا مزے

میرے دوستو جس طرح ہر کھانے کا مزا جدا ہے اللہ کی قسم ہر نیک عمل کی لذت جدا ہے۔ غیر محرم سے آنکھ بند کرنے کا مزا کچھ اور ہے، سچ بولنے کا مزا کچھ اور ہے، دوسرے کی خاطر قربانی دینے کا مزا کچھ اور ہے، عبادات کا مزا کچھ اور ہے۔ جیسے ہم آئس کریم کھاتے ہیں ہر ہر چمچ کھانے پر لطف آتا ہے ایسے ہی اللہ والے جب اس قرآن کو پڑھتے ہیں تو ہر ہر آیت کے پڑھنے پر ان کو مزا آتا ہے اور انکا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

وَ اِذَا تُلِیَتۡ عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتُهٗ زَادَتۡھُمۡ اِیۡمَانًا

جب اسکی آیات پڑھی جاتی ہیں ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے۔

ہمیں تلاوت قرآن کا لطف کیوں نہیں آتا؟

جب اللہ کا قرآن پڑھا جاتا ہے اللہ والوں کو لطف آتا ہے ہمیں لطف کیوں نہیں آتا؟ اس لئے کہ ہم نے اندر کے انسان پر محنت نہیں کی ہے۔ آج نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں اور خیالوں میں بازار پھر رہے ہوتے ہیں، تلاوت کر رہے ہوتے ہیں دل ودماغ کسی اور کے خیالات میں لگا ہوا ہوتا ہے، ایسے وقت میں عبادات کی لذت کیسے نصیب ہوسکتی ہے۔

عجیب عبادتیں

آج ہماری عبادات کی حالت عجیب ہے۔ ایسے بھی مواقع آئے کہ امام کو نماز کی رکعتوں میں سہو ہوا، بعد میں مقتدیوں سے پوچھا کتنی رکعات پڑھیں بھری مسجد میں کوئی بتانے والا نہیں کتنی رکعات پڑھیں ...... سب غیر حاضر۔ اللہ اکبر۔ یہ نمازوں کی حالت ہے۔ یہ عبادات کی کیفیت ہے۔ کسی عارف نے کیا پیاری بات کہی فرماتے ہیں۔

ے به زمین چوں سجده کردم ز زمین ندا برآمد
که مرا خراب کر دی تو بسجده ریائی

جب میں نے زمین پر سجدہ کیا تو زمین سے ندا آئی۔ اور ریا کے سجدہ کرنے والے تو نے مجھے بھی خراب کر دیا۔

ے میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمین سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

جب دل صنم خانہ بن چکا ہو بت خانہ بن چکا ہو تو پھر سجدے کی لذت نہیں آیا

کرتی۔

؎ وہ سجدہ روح زمین جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر ومحراب

جن پہ سجدے مچلتے تھے وہ پیشانیاں کہاں گئیں۔ جو اللہ کے ڈر سے کانپتے تھے وہ دل کہاں گئے؟ آج زندگی مختلف ہوگئی۔

؎ تیری محفل بھی گئی چاہنے والے بھی گئے
شب کی آہیں بھی گئیں صبح کے نالے بھی گئے

؎ آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

مسلمانوں کی ذلت کی وجہ اور اس کا علاج

نہ تلقین غزالی نظر آتی ہے نہ پیچ وتاب رازی نظر آتا ہے کیا وجہ ہے؟ محنت کا رخ جدا ہوگیا۔ اصلی انسان پر محنت کرنے کی بجائے آج ہم نے نقلی انسان پر محنت کرنا شروع کردی ہے اصلی انسان کو بھلا بیٹھے۔ جب ہم نے اصلی انسان کو بھلا دیا ہم دنیا کے اندر ذلت کی زندگی گزار رہے ہیں۔

جس دور پہ نازاں تھی دنیا ہم اب وہ زمانہ بھول گئے
غیروں کی کہانی یاد رہی ہم اپنا فسانہ بھول گئے
منہ دیکھ لیا آئینے میں پر داغ نہ دیکھے سینے میں
جی ایسا لگایا جینے میں مرنے کو مسلماں بھول گئے
تکبیر تو اب بھی ہوتی ہے مسجد کی فضا میں اے انور
جس ضرب سے دل ہل جاتے ہیں وہ ضرب لگانا بھول گئے

کہاں گئے وہ نوجوان جو رات کے آخری پہر میں اٹھ کر لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگایا کرتے تھے۔ ان کے سینوں میں دل کانپتے تھے، جن کے معصوم ہاتھ اٹھتے تھے تو دنیا میں ایسے انقلاب آجاتے تھے جو ایٹم بموں سے بھی نہیں برپا ہوتے۔ رات کو اٹھ کر رونے کی لذت سے آج ہم ناآشنا ہیں۔ تہجد کا وقت تو قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے۔

تہجد یا سو روپیہ

تہجد کے وقت شہنشاہ عالم کی طرف سے ایک فرشتہ یہ منادی کرتا ہے، کوئی ہے سوال کرنے والا میں اس کا سوال پورا کروں...... مانگنے والے میٹھی نیند سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ ہمیں اگر کوئی کہہ دے کہ رات کے تین بجے جاگو گے تو تمہیں ایک سو روپیہ ملے گا۔ ہمیں ساری رات نیند نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تہجد کے وقت میں اٹھ کر جو مانگتا ہے میں مانگنے والے کو عطا کر دیتا ہوں، اس اللہ کے تعلق، اللہ کی معرفت، آخرت کی کامیابی کا آج وہ مقام ہمارے دل میں نہیں جو سو روپے کا ہوتا ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسی کرنی چاہیے تھی)

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے راہرو منزل ہی نہیں

دعا کی طاقت

صلاح الدین ایوبی کا واقعہ یاد آ گیا۔ عیسائیوں کے ساتھ صلیبی جنگیں ہو رہی ہیں۔ عیسائیوں نے اپنی پوری فون میدان میں جھونک دی تا کہ ایک ہی حملے میں

مسلمانوں کو شکست دے دیں۔ مزید برآں کمک کے طور پر ایک بحری بیڑا بھی روانہ کر دیا۔ صلاح الدین کو پتہ چلا تو اس کو پریشانی لاحق ہوئی مسلمان تعداد میں تھوڑے ہیں ساز و سامان میں کم ہیں، کفار کا مقابلہ ہم کیسے کریں گے؟ صلاح الدین ایوبی بیت المقدس میں جاتا ہے ساری رات رکوع اور سجدہ میں گزار دیتا ہے، اللہ کے سامنے مناجات کرتا رہتا ہے۔ فجر کی نماز پڑھ کر باہر نکلا، ایک نیک اور بزرگ آدمی جاتے ہوئے نظر آئے۔ صلاح الدین ایوبی قریب آتا ہے اس بزرگ کو سلام کر کے کہتا ہے، حضرت معلوم ہوا ہے کہ کفار کا ایک بحری بیڑا چل پڑا ہے جو مسلمانوں پر حملہ کرے گا ہمارے پاس ان سے نمٹنے کے لئے فوج نہیں ہے آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح عطا فرمائے۔ وہ صاحب نظر تھے آنکھ اٹھا کر صلاح الدین ایوبی کے چہرے کو دیکھا اس کی رات کی کیفیات کو بھانپ لیا۔ فرمانے لگے صلاح الدین ایوبی تیرے رات کے آنسوؤں نے دشمن کے بحری بیڑے کو ڈبو دیا ہے۔ واقعی اگلے دل خبر پہنچی کہ دشمن کا بحری بیڑا ڈوب چکا تھا۔ ایک وقت تھا رات کے آخری پہر میں مسلمانوں کے ہاتھ اٹھتے تھے اللہ تعالیٰ دنیا کے جغرافیہ کو بدل دیا کرتے تھے۔ آج اس وقت ہماری آنکھ نہیں کھلتی۔ اس دال ساگ کے مزے نے ہمیں عبادات کے مزے سے محروم کر ڈالا۔

حضرت قطب الدینؒ کے جنازہ پڑھانے کا واقعہ

آپ کہیں گے مصروفیات بہت ہیں سنئے۔ مصروفیت کی بات آ گئی تو فقیر آپ کو ایک بادشاہ کا واقعہ سنا دیتا ہے۔ فقیر کو دہلی میں قطب مینار کے قریب حضرت خواجہ قطب الدینؒ بختیار کاکی کے مزار پر جانے کا موقعہ ملا۔ ایک عجیب واقعہ ان کی زندگی

کا سنئے ۔ جب حضرت قطب الدینؒ بختیار کاکی کی وفات ہوئی تو کہرام مچ گیا۔ جنازہ تیار ہوا۔ ایک بڑے میدان میں جنازہ پڑھنے کے لئے لایا گیا مخلوق مور و ملخ کی طرح جنازہ پڑھنے کے لئے نکل پڑی تھی، انسانوں کا ایک سمندر تھا جو حد نگاہ تک نظر آتا تھا، یوں معلوم ہوتا تھا کہ ایک بپھرے ہوئے دریا کی مانند یہ مجمع ہے۔ جب جنازہ پڑھنے کا وقت آیا ایک آدمی بڑھا۔ کہتا ہے کہ میں وصی ہوں مجھے حضرتؒ نے وصیت کی تھی۔ میں اس مجمع تک وہ وصیت پہنچانا چاہتا ہوں مجمع خاموش ہو گیا۔ وصیت کیا تھی خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے یہ وصیت کی کہ میرا جنازہ وہ شخص پڑھائے جس کے اندر چار خوبیاں ہوں۔ پہلی خوبی یہ کہ زندگی میں اس کی تکبیر اولیٰ کبھی قضا نہ ہوئی ہو۔ دوسری شرط اس کی تہجد کی نماز کبھی قضا نہ ہوئی ہو۔ تیسری بات یہ کہ اس نے غیر محرم پر کبھی بھی بری نظر نہ ڈالی ہو۔ چوتھی بات یہ کہ اتنا عبادت گزار ہو کہ اس نے عصر کی سنتیں بھی کبھی نہ چھوڑی ہوں۔ جس شخص میں یہ چار خوبیاں ہوں وہ میرا جنازہ پڑھائے۔ جب یہ بات کی گئی تو مجمع کو سانپ سونگھ گیا، سناٹا چھا گیا۔ لوگوں کے سر جھک گئے کون ہے جو قدم آگے بڑھائے۔ کافی دیر گزر گئی حتیٰ کہ ایک شخص روتا ہوا آگے بڑھا۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کے جنازے کے قریب آیا۔ جنازے سے چادر ہٹائی اور یہ کہا حضرت قطب الدین! آپ خود تو فوت ہو گئے۔ مجھے رسوا کر دیا، اس کے بعد بھرے مجمع کے سامنے اللہ کو حاضر و ناظر جان کر قسم اٹھائی میرے اندر یہ چاروں خوبیاں موجود ہیں۔ لوگوں نے دیکھا یہ وقت کا بادشاہ شمس الدین التمش تھا۔ اگر بادشاہی کرنے والے دینی زندگی گزار سکتے ہیں کیا ہم دکان کرنے والے یا دفتر میں جانے والے ایسی زندگی نہیں گزار سکتے۔ اللہ رب

العزت ہمیں نیکی کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

صحبت اولیاء

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

ایمان والوں کی پریشانیاں

”وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ“ ایمان والوں کو اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے۔”وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ “اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا۔ ’وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ‘اور اپنے نفس کو خواہشات میں پڑنے سے روک لیا۔”فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى “پس بے شک اس کے لئے ٹھکانا جنت ہے۔

گناہوں سے بچنے کے دو طریقے

گناہوں سے بچنا دو طرح سے ہے۔

(۱) محبت الٰہی اتنی ہو کہ محبت الٰہی کے غلبہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی خشیت اتنی ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کا ڈر رہو۔

یہ دو باتیں ہیں جس کی وجہ سے انسان خواہشات نفسانی سے بچ جاتا ہے۔

جنت دو قدم ہے

ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ جنت دو قدم ہے۔ کسی نے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا اے دوست تو اپنا پہلا قدم اپنے نفس پر رکھ لے تیرا دوسرا قدم جنت میں پہنچ جائے گا۔

نفس مارنا

نفس کو قابو کرنا کامیابی کی کنجی ہے۔ اکثر کتابوں میں لکھا ہوتا ہے نفس مارنا، مارنا سے مراد کسی جاندار کو مارنا نہیں ہوتا، بلکہ انسان کے اندر جو ''میں'' ہوتی ہے وہ مارنی ہوتی ہے۔ انسان کے اندر خواہشات ختم ہو جائیں حتی کہ انسان کی پسندیدہ چیزیں وہی بن جائیں جن کو شریعت نے پسند کیا ہے۔ یہ چیز کثرت ذکر سے حاصل ہوتی ہے۔ صحبت اولیاء اللہ سے نصیب ہوتی ہے۔

انتہائی خوش نصیب انسان کون ہے؟

صحبت صلحا ایسا تریاق ہے جو دل کی دنیا کو بدل کے رکھ دیتا ہے۔ اللہ والوں کی نگاہوں میں وہ تاثیر ہوتی ہے وہ فیضان ملتا ہے۔ جس سے دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔ اس لئے اللہ والوں کی صحبت جس شخص کو نصیب ہوگئی۔ وہ انتہائی خوش نصیب انسان ہے۔

اللہ کہاں ملتا ہے؟

میرے پیرو مرشد فرمایا کرتے تھے۔ ''سبزی ملتی ہے سبزی والوں کی پاس، کپڑا ملتا ہے کپڑے والوں کے پاس، لوہا ملتا ہے لوہے والوں کے پاس اسی طرح اللہ ملتا

ہے اللہ والوں کے پاس''۔

صحبت اولیاء کی برکات

اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر اللہ رب العزت کی محبت نصیب ہوتی ہے۔ پھر انسان کا رخ بدلتا ہے، کانٹا بدلتا ہے اس کا رخ دنیا سے ہٹ کر ہمہ تن اللہ کی طرف ہو جاتا ہے۔ اللہ والوں کی صحبت میں برکت ہے۔

صحبت اولیاء کی تاثیر

صحبت اولیاء میں ایسی مقناطیسیت ہوتی ہے کہ بس انسان کے دل کی دنیا لمحوں میں بدل جاتی ہے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی
اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

محبت الٰہی کا آسان راستہ

محبت الٰہی کا راستہ طے کرنا آسان ہو جاتا ہے اگر کسی عارف کامل اور باخدا کی صحبت میسر آ جائے۔ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر اللہ رب العزت کی محبت ملتی ہے۔

اولیاء اللہ کی پہچان

اولیاء اللہ کی پہچان بتائی گئی الذین اذا رء وا ذکر اللہ وہ لوگ جنہیں دیکھو تو اللہ یاد آئے۔ اس لئے کہ ان کا جینا مرنا، ان کی زندگی، ان کی موت سب کا سب اللہ کے لئے ہوتا ہے۔ وہ اس آیت کریمہ کا مصداق ہوتے ہیں قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ

وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ان کی منزل اللہ کی رضا ہوتی ہے۔

من کی آنکھیں کہاں کھلتی ہیں؟

اولیاء اللہ کی صحبت میں بیٹھ کر من کی آنکھیں کھلتی ہیں کسی نے کہا ہے۔

بابا من کی آنکھیں کھول
بابا من کی آنکھیں کھول
مطلب کی ہے دنیا ساری
مطلب کے ہیں سب سنساری
جگ میں تیرا کوہت کاری
تن من کا سب زور لگا کر
نام اللہ کا بول
بابا من کی آنکھیں کھول
بابا من کی آنکھیں کھول
دنیا ہے یہ ایک تماشا
چار دنوں کی جھوٹی آشا
پل میں تولہ پل میں ماشہ
گیان ترازو ہاتھ میں لے کر
تول سکے تو تول
بابا من کی آنکھیں کھول
بابا من کی آنکھیں کھول

قبر اور عبرت

انسان دنیا کی فانی چیزوں کی محبت چھوڑ دے اس لئے کہ مٹی اوپر جو کچھ ہے سب مٹی ہے بڑے نازنین بڑے پری چہرہ لوگ قبر میں جاتے ہیں تو کیڑے ان کے بدن کو کھاتے ہیں ۔ قبر کو دیکھ کر عبرت حاصل کرو سوچو کہ کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے۔

صحبت اولیاء کے فوائد

صحبت اولیاء سے دنیا کی محبت دل سے نکل جاتی ہے اور اللہ رب العزت کی محبت دل میں بس جاتی ہے۔ محبت الٰہی کا دل میں بس جانا یہ کامیابی کی کنجی ہے پھر یہ محبت انسان سے فرمانبرداریاں کرواتی ہے ۔ محبت الٰہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حکموں کی تابعداری کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

عقل اور عشق کا موازنہ

ایک ہے عقلی طور پر انسان اللہ رب العزت کے حکموں کی تابعداری کرے اور ایک ہے کہ قلب میں محبت ایسی ہو کہ اس محبت کی بنیاد پر تابعداری کرے دونوں میں بڑا فرق ہے۔ عقل کے پاؤں اس میدان میں لنگ ہیں ۔ یہ راستہ عشق و محبت کے پروں سے طے ہوتا ہے۔

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بیچارہ نہ ملا ہے نہ زاہد نہ حکیم

نالہ ہے بلبل شوریدہ تیرا خام ابھی
اپنے سینے میں ذرا اور اسے تھام ابھی

پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
عشق فرمودہ قاصد سے سبک گام عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنی پیغام ابھی
بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

عقل کی پرواز وہاں تک نہیں پہنچتی جہاں عشق کے پروں سے انسان پہنچتا ہے۔

جس کو محبت الٰہی نصیب ہو وہ خوش نصیب ہے۔

محبت الٰہی کیسے نصیب ہوتی ہے؟

محبت الٰہی اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر نصیب ہوتی ہے۔ اگر ان کی صحبت نصیب نہ ہو تو ذکر اللہ کی کثرت سے محبت الٰہی نصیب ہوتی ہے اور یہ نعمت ایسی ہے کہ اگر نصیب ہو جائے تو دل کی کایا پلٹ جاتی ہے۔

ایک صحابیؓ کی محبت کا واقعہ

ایک صحابی رضی اللہ عنہ بکریاں چرانے والے تھے جب کبھی مدینہ طیبہ واپس آتے تو پوچھتے کہ قرآن پاک کی کونسی نئی آیات اتری ہیں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی خاص بات ارشاد فرمائی ہو؟ ان کو بتا دیا جاتا۔ ایک دفعہ واپس آ کر پوچھا تو انہیں بتا دیا گیا یہ آیات اتری ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا کہ میرے بندو! میں تمہیں رزق دینے والا ہوں جب انہوں نے یہ بات سنی تو وہ ناراض ہونے لگے اور کہنے لگے کہ وہ کون ہے جس کو یقین کے لئے میرے اللہ کو قسم کھانی پڑی **سبحان اللہ** یہ محبت کی بات ہے۔

رات کا اٹھنا کس طرح آسان ہو جاتا ہے

جب دل میں محبت ہو تو پھر انسان فرمانبرداری کرتے ہوئے لطف محسوس کرتا ہے پھر رات کا اٹھنا آسان ہو جاتا ہے۔

؎ اٹھ فریدا ستیا تے جھاڑو دے مسیت
تو ستا تیرا رب جاگدا تیری کیویں نبھے پریت

محبت الٰہی سے رات کے آخری پہر کا اٹھنا آسان ہو جاتا ہے خود بخود آنکھ کھلتی ہے گھڑی کے الارم نہیں لگانے پڑتے۔ وہ دل کی گھڑی خود بتا دیتی ہے۔ محبت کی وجہ سے انسان راتوں کو جاگتا ہے۔ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ان کے پہلوان کے بستروں سے جدا رہتے ہیں، اللہ رب العزت کی یاد میں مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپتے رہتے ہیں۔

زندہ اور مردہ شہر

صحابہ کرامؓ کے زمانے میں اگر کوئی شخص رات کے آخری پہر میں گلیوں میں چلتا تو پورا شہر اس کو زندوں کا شہر نظر آتا۔ آج ہمارے شہروں میں اس وقت کوئی چلے تو قبرستان نظر آئیں گے۔ اس وقت کے لوگ شب زندہ دار تھے ہر گھر سے تلاوت قرآن پاک کی آواز ایسے آتی تھی۔ جیسے شہد کی مکھیوں کے بھنبھنانے کی آوازیں ہوتی ہیں پورا شہر زندہ ہوتا تھا۔ کوئی اونچا قرآن پڑھ رہا ہوتا تھا کوئی آہستہ قرآن پڑھ رہا ہوتا تھا۔

حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ

ایک دفعہ اللہ کے پیارے محبوب ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ قرآن تہجد میں آہستہ پڑھ رہے ہیں اور ساتھ ہی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونچی آواز سے قرآن پاک پڑھ رہے ہیں۔ دونوں کی حالت اور کیفیت جدا جدا تھی، جب دونوں نے تہجد کے نوافل پڑھ لئے تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے نبی اکرم ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپؓ قرآن پاک آہستہ کیوں پڑھ رہے تھے؟ عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ میں اس ذات کو سنا رہا تھا جو علیم بذات الصدور ہے جو سینوں کے بھید جاننے والا ہے میں اسے قرآن سنا رہا تھا مجھے اونچا پڑھنے کی کیا ضرورت تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے پوچھا کہ آپ اونچا کیوں پڑھ رہے تھے؟ عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ میں سوئے ہوؤں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا۔ راتوں کو اس طرح قرآن پڑھا جاتا تھا۔

محبت سے قرآن پڑھنے کا واقعہ

ایک صحابی رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں تہجد کی نماز میں قرآن پاک پڑھ رہے ہیں۔ طبیعت پر کیف ہے ذرا اونچی آواز سے قرآن پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ گھر کا صحن چھوٹا ہے گھوڑا بھی بندھا ہے اور ایک چارپائی پر بچہ بھی سویا ہوا ہے۔ جب اونچا پڑھتے تو گھوڑا بدکنے لگتا ہے دل میں ڈر سا محسوس ہوتا ہے کہ کہیں بچے کو تکلیف نہ پہنچا دے۔ لات نہ مار دے پھر آہستہ قرآن پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر طبیعت مچلتی ہے تو اونچا پڑھتے ہیں گھوڑا بدکتا ہے پھر آہستہ پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ بس یہی کچھ تقریباً ساری رات ہوتا رہا۔ جب انہوں نے صبح کے وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو ان کی نگاہ آسمان پر پڑی، کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ روشنیاں نہایت تیزی کے ساتھ ان کے سر سے دور آسمان کی طرف جا رہی ہیں۔ حیران ہوئے کہ کیا ہے؟ چنانچہ صبح نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے

نبی ﷺ رات میرے ساتھ یہ معاملہ ہوتا رہا۔ اونچا پڑھتا تھا تو ڈر محسوس ہوتا تھا کہ بچے کو تکلیف نہ پہنچ جائے اور آہستہ پڑھتا تھا تو پھر طبیعت مچلتی تھی کہ اونچا پڑھوں۔ جب میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو نگاہ آسمان کی طرف اٹھی۔ میں نے کچھ روشنیاں دور جاتی ہوئی دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے تھے جو تیرا قرآن سننے کے لئے آسمان سے نیچے اتر آئے تھے۔ اگر تم اونچی آواز سے پڑھتے رہتے تو آج مدینہ کے لوگ ان فرشتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے۔ وہ فرش پر قرآن پڑھتے تھے تو عرش کے فرشتے اتر آتے تھے۔

اخلاص ومحبت سے رونے کا واقعہ

ایک صحابی رضی اللہ عنہ تہجد کی نماز میں دعا مانگتے ہوئے روتے ہیں۔ صبح جب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''تیرے رات کے رونے نے اللہ کے فرشتوں کو بھی رلا دیا''۔ اللہ اکبر۔ کیا اخلاص کا رونا تھا!

خلوص ومحبت کے دو آنسو

خلوص ومحبت کے دو آنسو ہی بڑے قیمتی ہوتے ہیں کاش کہ ہمیں بھی نصیب ہو جاتے:

ادھر نکلے ادھر ان کو خبر ہو
کوئی آنسو تو ایسا معتبر ہو

کاش کہ ان آنکھوں سے دو ایسے آنسو گر جائیں!

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا محبت سے قرآن سنانے کا واقعہ

ایک صحابی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قرآن پاک بہت اچھا پڑھتے تھے نبی اکرم

ﷺ ایک دفعہ مسجد میں تشریف لائے۔ان کو بلایا اور فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی سے یہ حکم ہوا ہے کہ تو قرآن پڑھتا ہے میں سنوں۔ یہ صحابیؓ حیران ہوئے اور کہنے لگے۔ اے اللہ کے نبی ﷺ کیا اللہ نے میرا نام لے کر یہ کہا ہے فرمایا کہ ہاں اللہ نے تیرا نام لے کر کہا ہے کہ تو قرآن پڑھے تو اللہ کا محبوب ﷺ تیرا قرآن سنے گا۔

محبت کیسے نصیب ہوتی ہے

یہ محبت وخلوص ایسی نعمت ہے کہ نصیب ہو جائے تو زندگی کا مزا آ جائے۔لیکن یہ نصیب ہوتی ہے اللہ والوں کی صحبت میں۔

قال را بگذار مرد حال شو
پیش مرد کامل پامال شو
صد کتاب و صد ورق در نار کن
جان و دل را جانب دلدار کن

محبت الٰہی کی تمنا

اگر محبت الٰہی نصیب ہو جائے تو کیا کہنے دل میں اللہ بس جائے دل میں اللہ آ جائے۔ دل میں اللہ سما جائے کاش کہ اللہ رب العزت دل میں چھا جائے یہ کیفیت نصیب ہو تو زندگی کا لطف آ جائے۔

ہماری زندگیاں کیسی ہیں؟

ہماری زندگیاں قدرے مختلف ہیں ہمارے دل میں محبت الٰہی بھی ہے اور غیر اللہ کی محبتیں بھی ہیں۔ دنیا کی محبت کی وجہ سے آج ہمارا مزاج خراب ہو گیا ہے۔ اگر ایک آدمی کو نزلہ ہو جائے آپ اسکے سامنے گلاب کا عطر لائیں۔ عنبر کا عطر لائیں،

کستوری کا عطر لائیں، وہ بیچارہ شناخت سے محروم ہو چکا، نزلہ جو لگا ہوا ہے۔ اس طرح ہمیں دوسری اشیاء سے محبت ایسی ہو چکی، ایسی دل میں سما چکی کہ آج محبت الٰہی کی چاشنی ہمیں دل میں محسوس نہیں ہوتی۔

کئی ہزار دفعہ قرآن کا ختم کیا

ہم نماز پڑھتے ہیں مگر حضوری نہیں ہوتی فقط حاضری ہوتی ہے، تلاوت بھی کر رہے ہوتے ہیں، اونگھ بھی رہے ہوتے ہیں، ایک پارہ تلاوت کرنا ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ جن کو محبت نصیب ہوتی ہے ان کا کیا کہنا! میں نے اپنی زندگی میں ایک ایسے شخص کو دیکھا جس نے تقریباً دو ہزار مرتبہ اللہ کا قرآن مکمل کیا تھا۔

ایک بزرگ کی محبت قرآن کا واقعہ

منگورہ میں ایک بزرگ سے میری ملاقات ہوئی، دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہیں۔ فرمانے لگے، جب اپنے پیرومرشد سے بیعت ہوا تھا آج اس کو ۴۵ سال گزر چکے، انہوں نے حکم دیا تھا کہ قرآن پاک کا ایک پارہ روزانہ پڑھنا۔ ۴۵ سال میں ایک دن بھی پارہ قضا نہیں ہوا۔ یہ لوگ ابھی زندہ ہیں یہ استقامت محبت الٰہی سے نصیب ہوتی ہے۔

نیکیاں کس طرح آسان ہوتی ہیں؟

محبت کے پروں سے جب انسان وصول الی اللہ کے راستے پر چلتا ہے پھر تلاوت کرنا بھی آسان، اللہ کے ذکر میں بیٹھنا بھی آسان، پھر تہجد میں اٹھنا بھی آسان، پھر سچ بولنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ یہ نعمت اللہ رب العزت ہمیں نصیب فرمادے۔ صحبت اولیاء اللہ سے اور ذکر اللہ سے دل میں محبت الٰہی آجاتی ہے۔

عشق الٰہی کی دعا

انسان کے دل میں عشق الٰہی پیدا ہو جائے۔انسان دل میں یہی دعا مانگے کہ۔
اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت چاہتا ہوں۔

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
میری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں
ذرا سا تو دل ہوں مگر شوخ اتنا
وہی لن ترانی سنا چاہتا ہوں

محبت الٰہی کے فائدے

دل میں محبت الٰہی آتی ہے تو انسان کا رخ بدل جاتا ہے۔آنکھ کا دیکھنا بدلتا ہے پاؤں کا چلنا بدلتا ہے دل ودماغ کی سوچ بدلتی ہے۔وہ دیکھنے میں عام انسانوں کی طرح ہوتا ہے لیکن حقیقت میں عام انسانوں سے بہت مختلف ہوتا ہے۔

حضرت شبلیؒ کی محبت الٰہی کا واقعہ

حضرت شبلیؒ ایک بزرگ گزرے ہیں ان کے بڑے عجیب وغریب احوال تھے نہاوند کے علاقے کے گورنر تھے ایک دفعہ بادشاہ نے اپنے گورنروں کو دربار میں بلایا اور سب کو کسی خوشی کی وجہ سے خلعت پیش کی۔پھر کہا کل سب لوگ یہ خلعت پہن کر آئیں تا کہ میری محفل میں بیٹھ کر گفتگو کر سکیں۔سب لوگ خلعت پہن کر پہنچے۔اللہ کی شان کہ عین، جب گفتگو کی محفل اپنے عروج پر تھی۔محفل گرم تھی ایک گورنر ایسا تھا کہ جسے چھینک آرہی تھی، وہ جتنا اسے روکتا چھینک اور زیادہ زور سے آتی وہ جتنا ہی اسے روکتا چھینک اور آتی، بالآخر اسے تین چار مرتبہ اکھٹی چھینک آئی لوگ بھی اسکی

طرف متوجہ ہوئے۔ حالانکہ یہ چیز انسان کے بس سے باہر ہے تاہم محفل میں ذرا معیوب سی محسوس ہوتی ہے۔لوگوں نے اس کی طرف دیکھا پھر فوراً بادشاہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب بادشاہ کی نظریں اس پر پڑیں تو اس گورنر کے ناک سے کچھ پانی نکل آیا تھا اور اس کو صاف کرنے کے لئے کپڑا نہیں تھا، اس گورنر نے پوشاک کے کونے سے اسے صاف کرلیا۔ جب بادشاہ نے دیکھا تو اس کی آنکھوں میں تو خون اترا آیا۔گرجا کہ میری دی ہوئی پوشاک سے ناک صاف کرتا ہے، اس نے پوشاک کی قدر نہیں کی، اس کی پوشاک اتار لی جائے اور اسے دربار سے دھکا دے دیا جائے۔ چنانچہ ایسے ہی کیا گیا۔اب محفل کا رنگ بدل گیا، سب لوگ پریشان ہو گئے کہ ایک گورنر کے ساتھ یہ معاملہ پیش آ گیا، معمولی بات نہیں تھی۔ بادشاہ نے سوچا چلو محفل برخاست کر دوں۔سب لوگ چلے گئے تھوڑی دیر گزری تو دربان آیا اور اس نے کہا کہ نہاوند کے علاقے کا گورنر شرف باریابی چاہتا ہے۔ کہا اسے پیش کرو۔ گورنر نے آتے ہی پوچھا کہ بادشاہ سلامت میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جب گورنر کو چھینک آئی تھی تو یہ اپنے اختیار سے آئی یا کہ بے اختیاری سے آئی تھی۔ بادشاہ نے کہا تیرے سوال میں محاسبے کی بو محسوس ہوتی ہے، خبردار آگے سوال نہ کرنا کہا کہ بادشاہ سلامت اگر اس سے یہ غلطی ہوگئی تھی تو کیا سزا ضروری تھی یا کوئی اور کم درجے کی سزا بھی ہوسکتی تھی۔ بادشاہ نے کہا خاموش رہو ورنہ تمہیں بھی سزا ملے گی۔ گورنر نے کہا، بادشاہ سلامت مجھے آج ایک بات سمجھ آئی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو پوشاک پیش کی اور وہ اس کی قدر نہ کر سکا تو آپ نے اسے بھرے دربار سے دھکا دے دیا، اس کو ذلیل ورسوا کر دیا۔ مجھے یہ بات سمجھ آئی کہ یا اللہ تو نے مجھے انسانیت کی پوشاک پہنا کر دنیا میں بھیجا ہے اگر میں اس پوشاک کی قدر نہ کر سکا تو روز محشر تو بھی مجھے اپنے دربار سے دھکا دے دے گا۔ گورنر نے یہ کہا اور پوشاک اتار کر

بادشاہ کے منہ پر ماری اور باہر نکل گیا۔ حضرت جنیدؒ بغدادی کی خدمت میں پہنچا اور یہ شخص کیا بنا؟ وقت کا بہت بڑا بزرگ بنا جس کا نام حضرت شبلیؒ تھا۔ کیونکہ ان کی قربانی بہت بڑی تھی گورنری کو لات مار کر محبت الٰہی کے راستے کو اپنایا تھا۔ اس لئے ان کے احوال بھی عجیب تھے ان پر اللہ تعالیٰ کی محبت کی ایسی کیفیت ہوتی تھی جو عام لوگوں کو نصیب نہیں ہوتی۔

حضرت شبلیؒ کی محبت الٰہی

حضرت شبلیؒ کے سامنے اگر کوئی اللہ کا نام لیتا تو اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتے تھے۔ ان کے ہاتھ میں شیرینی آتی اور یہ شیرینی اس کے منہ میں دے دیتے تھے۔ بہت عجیب کیفیت تھی۔ جو آدمی بھی ان کے سامنے اللہ کا نام لیتا یہ جیب سے شیرینی نکالتے اور اس کے منہ میں ڈال دیتے کسی نے کہا حضرت یہ کیا معاملہ ہے؟ فرمانے لگے جس منہ سے میرے محبوب کا نام نکلے تو میں اس کو شیرینی سے نہ بھر دوں تو اور کیا کروں۔

اللہ کی رحمت کا واقعہ

مقربین کے ساتھ اللہ کا خاص معاملہ ہوتا ہے۔ حضرت شبلیؒ کو اللہ رب العزت نے الہام فرمایا اے شبلی! کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیرے عیب لوگوں کے سامنے ظاہر کر دوں تو دنیا میں تجھے کوئی منہ لگانے والا نہ رہے۔ انہوں نے جب یہ الہام سنا تو جواب میں کہا کہ یا اللہ کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیری رحمت کھول کر لوگوں پر ظاہر کر دوں تجھے دنیا میں کوئی سجدہ کرنے والا نہ رہے۔ پھر الہام ہوا کہ اے شبلی نہ تو میری بات کہنا نہ میں تیری بات کہوں گا۔

اللہ کے مزدور......اعتکاف میں بیٹھنے والے

محترم جماعت آپ حضرات اعتکاف میں بیٹھے، دس دن آپ نے اللہ اللہ

کرنے میں گزارے۔ایک مثال پر غور کریں کہ اگر کسی مزدور کو میں اپنے گھر لے کر آؤں مزدوری کے لئے اور وہ بے چارہ سارا دن مزدوری کرے تو شام کو رخصت کرتے ہوئے میرے اندر کی شرافت نفس اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ اسے اجرت دیئے بغیر گھر سے بھیج دوں۔ میرا جی چاہے گا کہ اس نے سارا دن کام کیا ہے جتن کاٹے، کوشش کی ہے اب اس کو اجرت دیئے بغیر کیسے رخصت کروں حالانکہ میرے اندر تمام عیوب ہیں مگر ان عیوب کے باوجود میرے اندر جو تھوڑی سی شرافت نفس ہے وہ اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ کوئی محنت کرے اور میں اس کو محنت کی اجرت دیئے بغیر روانہ کروں۔میرے دوستو کیا پوچھتے ہیں اس ذات کے بارے میں جو کہ **لہ مقالید السمٰوٰت والارض** جس کے ہاتھ میں آسمان اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں ایک بندہ دس دن اس کی خاطر اس کی چوکھٹ پکڑ کر بیٹھا رہے تو اٹھتے ہوئے کیا ان کو اجرت دیئے بغیر واپس بھیج دے گا؟ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔میرے دوستو! آج کا دن آپ لوگوں کی وصولی کا دن ہے جواب تک عبادت کی۔اس فصل کو کاٹنے کا دن ہے یہ پھل لینے کا دن ہے۔

دو باتیں

میں اس محفل میں دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں ایک تو ہم اللہ کا ذکر کثرت سے کریں۔ جہاں رہتے ہیں وہاں اگر ہمیں صلحاء کی صحبت نصیب ہو جائے تو اس کو غنیمت سمجھیں۔تا کہ ہمارے دلوں میں اللہ رب العزت کی محبت پیدا ہو جائے۔ دوسری بات یہ کہ آج کی اس محفل میں جو پہلے گناہ ہو چکے ہیں جو خطائیں سرزد ہو چکیں ان سب سے سچے دل کے ساتھ معافی مانگیں تا کہ پہلا حساب بے باق ہو۔ اور آئندہ نئی زندگی کا آغاز ہو۔

دنیا اور آخرت میں اعمال کا اجر ملتا ہے

اللہ رب العزت انسان کے اعمال پر دنیا میں بھی اجر دیتا ہے آخرت میں بھی اجر دیتا ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھیے گا کہ ہمارا پروردگار اس سے برتر اور بالاتر ہے۔ کہ بندہ تو اطاعت کے ذریعے نقد کا معاملہ کرے اور وہ اس کا اجر اور بدلہ آخرت کے ادھار پر چھوڑ دے۔ ناں ناں ایسا نہیں وہ دنیا میں بھی بدلہ دیتا ہے، قیامت کے دن بھی بدلہ عطا فرمائے گا۔

اجر آخرت کی ایک وجہ

قیامت کے دن بدلہ دینے کی بھی کئی وجوہات ہیں، ایک وجہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جتنا اجر اور بدلہ دینا چاہتے ہیں وہ اجر اور بدلہ دنیا میں سما ہی نہیں سکتا۔ آخرت میں سب سے آخری جنتی کو جو جنت ملے گی وہ اس دنیا سے دس گنا بڑی ہوگی۔ پس آخرت کا اجر دنیا میں سما ہی نہیں سکتا۔ تو دیں کیسے!

اجر آخرت کی دوسری وجہ

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر دنیا میں آخرت کا اجر ملتا تو جس طرح دنیا فانی ہے وہ اجر بھی فانی ہوتا مگر اللہ رحیم ہے وہ انسان کے مختصر اعمال پر ایسا اجر دینا چاہتا ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہو اور یہ دار آخرت میں ممکن ہے۔ اس لئے فرمایا کچھ بدلہ دنیا میں دے دوں گا نقد کے معاملے کے ساتھ اور کچھ آخرت میں دے دوں گا کہ دنیا میں وہ بدلہ سما نہیں سکتا۔

کوالٹی اور کوانٹٹی

اللہ رب العزت ہمیں اس دنیا میں بھی بدلہ دیں گے اور آخرت میں بھی عطا

فرمائیں گے اور دنیا اس اجر کی متحمل نہیں ہوسکتی ۔ Quality کے اعتبار سے اور Quantity کے اعتبار سے یعنی معیار کے حساب سے بھی اور مقدار کے حساب سے بھی وہ اجراس دنیا میں نہیں سما سکتا۔

حوریں کیسی ہیں؟

جنتی حور اپنا ایک تھوک کسی کھاری پانی میں ڈال دے تو کھاری پانی میٹھا ہو جائے ،اگر وہ اپنے دوپٹے کا پلو آسمانوں سے نیچے کردے،تو سورج کی روشنی ماند پڑ جائے ،اگر وہ کسی مردے سے ہمکلام ہو جائے تو مردہ زندہ ہو جائے ۔دنیا اس اجرو ثواب کی متحمل نہیں ہوسکتی اس لئے آخرت کا وعدہ کیا گیا ورنہ اللہ تعالیٰ دنیا میں وہ اجر دے دیتا۔ بندہ اگر نقد معاملہ کرتا ہے تو وہ بھی نقد دے دیتا ہے۔ یہ نہیں کہ کوئی کرنسی کی کمی ہے کہ وہ ادھار کرتا ہے معاذ اللہ ایسا ہرگز نہیں ہے اللہ رب العزت ہمیں دنیا میں بھی نیکی کا اجر عطا فرمائے گا آخرت میں بھی اجر عطا فرمائے گا۔

اللہ سے اللہ ہی کو مانگیں

دنیا میں ہم کیا مانگیں؟ اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کی محبت مانگیں ۔اللہ تعالیٰ سے کاروبار مانگنے والے بہت ہیں ۔گھر بار مانگنے والے بہت ہیں عہدے مانگنے والے بہت ہیں لیکن اللہ سے اللہ کو مانگنے والے بہت تھوڑے ہیں جو مانگیں کہ تیری محبت چاہتا ہوں تیرا تعلق چاہتا ہوں اے اللہ میں آپ سے آپ کو ہی چاہتا ہوں ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں ۔

عجیب نعمت

اس وقت کی دعاؤں میں اللہ رب العزت کی محبت مانگیں اور آخرت کی کامیابی

مانگیں۔ دنیا میں اللہ رب العزت کی محبت نصیب ہو جائے تو قسمت جاگ جاتی ہے۔ بخت جاگ اٹھیں بھاگ جاگ اٹھیں۔ محبت الٰہی عجیب نعمت ہے۔

مجھ کو سراپا ذکر بنا دے ذکر تیرا اے میرے خدا
نکلے میرے ہر بن مو سے ذکر تیرا اے میرے خدا
اب تو کبھی چھوڑے نہ چھوٹے ذکر تیرا اے میرے خدا
حلق سے نکلے سانس کے بدلے ذکر تیرا اے میرے خدا
اب تو رہے بس تادم آخر ورد زبان اے میرے الٰہی
لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ

کاش کہ ہمیں یہ کیفیت نصیب ہو جائے۔

یاد میں تیری سب کو بھلا دو کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانہ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے تیرے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے
اب تو رہے بس تادم آخر ورد زباں اے میرے الٰہ
لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ

کاش کہ یہ کیفیت نصیب ہو جائے کہ دل سے غیر کی محبت نکل جائے۔

لاکھ روپے کا شعر

حضرت تھانویؒ کے خلیفہ اجل حضرت مجذوبؒ نے ایک مرتبہ ایک شعر کہا اور اپنے پیر و مرشد حضرت حکیم الامت کو سنایا۔ حضرت نے جب سنا تو اتنے خوش ہوئے کہ فرمایا اگر میں صاحب استطاعت ہوتا تو اس شعر پر ایک لاکھ روپیہ تمہیں انعام

دیتا۔ جب ایک روپے کی اتنی قدر و قیمت تھی تو اس وقت میں ایک لاکھ روپیہ بہت قیمت والا ہوتا تھا حضرت تھانویؒ نے فرمایا اگر میں صاحب استطاعت ہوتا تو اس شعر پر ایک لاکھ روپیہ انعام دیتا وہ شعر کیا ہے مختصر سا ہے فرمایا۔

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی
ایک ان سے کیا محبت ہو گئی
ساری دنیا ہی سے وحشت ہو گئی
لاکھ جھڑکو اب کہاں پھرتا ہے دل
ہو گئی اب تو محبت ہو گئی

یہ محبت والوں کی باتیں ہیں ایسی محبت نصیب ہو جائے تو زندگی کا مزا آ جائے

محبت الٰہی میں سرشار بزرگ کا واقعہ

مولانا محمد علی جوہرؒ قریب زمانے میں ایک بزرگ گذرے ہیں ہمارے نقشبندی بزرگوں کے زیر سایہ رہے ان سے تربیت پائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اپنی محبت بھر دی۔ دل میں یہ عہد کر لیا کہ مسلمانوں کو جب تک آزادی نہیں ملے گی میں اس وقت تک قلم کے ذریعے سے جہاد کرتا رہوں گا چنانچہ انگلینڈ تشریف لے گئے۔ وہاں کے اخبارات میں اپنے مضامین لکھتے تھے کہ انگریزوں کو چاہیے کہ وہ مسلمانوں کو آزادی دے دیں۔ قلمی جہاد کرتے رہے اور یہ نیت کر لی کہ جب تک آزادی نہیں مل جاتی واپس گھر نہیں جاؤں گا۔ اسی حال میں کئی مرتبہ ان کو تکالیف بھی آئیں۔ جیل بھی ڈالے گئے۔ انہوں نے جیل میں چند اشعار لکھے فرماتے ہیں۔

تم یونہی سمجھنا کہ فنا میرے لئے ہے
پر غیب میں سامان بقا میرے لئے ہے

یوں ابر سیاہ پر تو فدا ہیں سبھی میکش
مگر آج کی گھنگھور گھٹا میرے لئے ہے
اللہ کے رستے کی جو موت آئے مسیحا
اکسیر یہی ایک دوا میرے لئے ہے
توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

اولاد سے زیادہ اللہ کی رضا کو ترجیح دینے کا واقعہ

حضرت مولانا محمد علیؒ جوہر کی بیٹی بیمار ہوئی ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ جوان العمر بیٹی تھی ماں نے پوچھا کوئی آخری تمنا کوئی آخری خواہش۔ کہا ابا جان کی زیارت کو جی چاہتا ہے ماں نے خط لکھوا دیا۔ جوان العمر بیٹی کا خط پردیس میں ملا کہ میں اپنی عمر کی آخری گھڑیاں گن رہی ہوں دل کی آخری تمنا ہے کہ ابا حضور تشریف لائیں تو میں آپ کا دیدار کرلوں۔ کتنی بڑی بات تھی حضرت کو وہ خط ملا حضرت مولانا محمد علی جوہرؒ نے اس خط کی پشت پر دو شعر لکھ کر وہ خط واپس بھیج دیا بیٹی کو اس حال میں کیا جواب لکھا، فرماتے ہیں۔

میں تو مجبور سہی اللہ تو مجبور نہیں
تجھ سے میں دور سہی وہ تو مگر دور نہیں
تیری صحت ہمیں منظور ہے لیکن اس کو
نہیں منظور تو پھر ہم کو بھی منظور نہیں

یہ کیفیت نصیب ہو جائے تو زندگی کا مزا آجائے۔ اللہ رب العزت ہمارے لئے اپنی یہ نعمت آسان فرمادے۔

”وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین“

رمضان المبارک کی برکات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ کَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

کامیاب انسان

اللہ جل شانہ نے انسان کو اس دنیا میں اپنی بندگی کے لئے بھیجا ہے۔ یہ انسان یہاں چند روز کا مہمان ہے، اپنی مہلت اور مدت مکمل ہونے کے بعد اگلے سفر پر روانہ ہوگا۔ خوش نصیب ہے وہ انسان جو یادالٰہی میں اپنا وقت گزارے، جو اللہ رب العزت کی رضا جوئی کے لئے ہر لحہ بے قرار رہے، جس کا ہر عمل سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہو، جس کا ہر کام شریعت مطہرہ کے مطابق ہو، ایسا انسان دنیا میں بھی کامیاب اور آخرت میں بھی کامیاب فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا اس پر صادق آتا ہے۔

فضیلت شعبان

شعبان کا مہینہ بڑا بابرکت مہینہ ہے اس لئے کہ یہ رمضان کا مقدمہ ہے۔ اس

کی پندرہ تاریخ کی رات کو شب برأت کہتے ہیں وہ اللہ رب العزت کے ہاں نہایت فضیلت رکھنے والی رات ہے جس میں انسانوں کے اعمال اللہ رب العزت کے سامنے پیش ہوتی ہیں۔ آئندہ سال جتنے لوگوں نے فوت ہونا ہوان کی فہرستیں ملک الموت کے حوالے کی جاتی ہیں۔ جن لوگوں نے زندہ رہنا ہوان کے لئے رزق کے فیصلے کئے جاتے ہیں یہ رات احادیث شریفہ کے مطابق بہت مبارک رات ہے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ جیسے سورج طلوع ہونے سے پہلے صبح کی سفیدی نمودار ہونا شروع ہو جاتی ہے اور آہستہ آہستہ بڑھتی رہتی ہے حتی کہ پورا سورج نکلنے سے تھوڑی دیر پہلے ایسی ہی ہوتی ہے جیسے سورج نکل آیا ہو۔ اسی طرح رمضان المبارک کی برکات پندرہ شعبان کی رات سے شروع ہو جاتی ہیں ان میں روز بروز اضافہ ہوتا رہتا ہے حتی کہ رمضان المبارک سے دو چار دن پہلے یہ انوارات ایسے ہی ہوتے ہیں۔ گویا کہ رمضان المبارک ہی کے انوارات ہوں پھر جب رمضان المبارک کی پہلی تاریخ آتی تو انوارات کا یہ سورج اپنے رخ تاباں کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے اور ایمان والوں کے دلوں کو منور کرتا ہے اسی لئے شعبان میں رسول اللہ ﷺ بہت کثرت کے ساتھ روزے رکھا کرتے تھے۔ یعنی کئی دن تک روزے رکھتے جنہیں فقہائے کرام نے ''صوم وصال'' کا نام دیا ہے۔

رمضان المبارک میں معمولات نبوی ﷺ

صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ جب بھی رمضان المبارک کا مہینہ آتا تو ہم رسول اللہ ﷺ کے اعمال میں تین باتوں کا اضافہ محسوس کرتے۔

پہلی بات......آپ ﷺ عبادت میں بہت زیادہ کوشش اور جستجو فرمایا کرتے تھے، حالانکہ آپ کے عام دنوں کی عبادت بھی ایسی تھی کہ ''حتی یتورمت قدماہ'' یعنی آپ ﷺ کے قدم مبارک متورم ہو جایا کرتے تھے تاہم رمضان المبارک میں آپ کی یہ عبادت پہلے سے بھی زیادہ ہو جایا کرتی تھی۔

دوسری بات......آپ اللہ رب العزت کے راستے میں خوب خرچ فرماتے تھے۔ اپنے ہاتھوں کو بہت کھول دیتے تھے۔ یعنی بہت کھلے دل کے ساتھ صدقہ وخیرات فرمایا کرتے تھے۔

تیسری بات......آپ ﷺ مناجات میں بہت ہی زیادہ گریہ وزاری فرمایا کرتے تھے۔

ان تین باتوں میں رمضان المبارک کے اندر تبدیلی معلوم ہوا کرتی تھی۔ عبادت کے اندر جستجو زیادہ کرنا، اللہ رب العزت کے راستے میں زیادہ خرچ کرنا اور دعاؤں کے اندر گریہ وزاری زیادہ کرنا۔

ہم رمضان المبارک میں ان اعمال کا خصوصی اہتمام کریں، عبادت کے ذریعے اپنے جسم کو تھکائیں۔ ہمارے جسم دنیا کے کام کاج کے لئے روز تھکتے ہیں زندگی میں کوئی ایسا وقت بھی آئے کہ یہ اللہ کی عبادت کے لئے تھک جایا کریں، کوئی ایسا وقت آئے کہ ہماری آنکھیں نیند کو ترس جائیں اور ہم اپنے آپ سمجھائیں کہ اگر تم اللہ کی رضا کے لئے جاگو گے تو قیامت کے دن اللہ رب العزت کا دیدار نصیب ہوگا۔ یہ آنکھیں آج جاگیں گی تو کل قبر کے اندر میٹھی نیند سوئیں گی۔

~ موت کے بعد ہے بیدار دلوں کو آرام
نیند بھر کر وہی سویا جو کہ جاگا ہوگا

تو یہ جاگنے کا مہینہ آرہا ہے۔ ہم اپنے آرام میں کمی پیدا کرلیں۔ یوں سمجھیں کہ یہ مشقت اٹھانے کا مہینہ ہے۔

نیکیوں کا سیزن

دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ تجارت کرتے ہیں انکے کاروباری سیزن آیا کرتے ہیں۔ جس شخص کا سیزن آجائے وہ اپنی محنت بہت زیادہ کردیتا ہے۔ وہ اپنی دیگر مصروفیات ترک کردیتا ہے، وہ دوسروں سے معذرت کرلیتا ہے کہ میرا سیزن ہے اسلئے میں زیادہ وقت فارغ نہیں کرسکتا۔ بلکہ وہ انسان اپنے کھانے پینے کی پرواہ نہیں کرتا، رات کو اسے سونے کی فکر نہیں ہوتی۔ اسکو ہر وقت یہ غم ہوتا ہے کہ میں کس طرح اس سیزن کو کمالوں، سیزن سے جتنا نفع اٹھا سکتا ہوں میں اٹھالوں تاکہ مجھے زیادہ فائدہ ہو۔ وہ سوچتا ہے کہ یہ تھوڑے دن کی مشقت ہے اسکے بعد پھر آرام کرلیں گے۔ اسی طرح رمضان المبارک نیکیاں کمانے کا سیزن ہے جو لوگ اپنے گناہوں کو معاف کروانا چاہتے ہیں، اللہ رب العزت کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں، اللہ جل شانہ کی معیت کے حصول کے لئے بیقرار رہنے والے ہیں، ان کے لئے یہ مہینہ ایک سیزن کی مانند ہے۔ انہیں چاہیے کہ جب وہ روزہ رکھیں تو انکا روزہ محض کھانے پینے سے رکنے تک محدود نہ ہو بلکہ روزہ دار کی آنکھیں بھی روزہ دار ہوں، زبان بھی روزہ دار ہو، کان بھی روزہ دار ہوں، شرمگاہ بھی روزہ دار ہو، دل ودماغ بھی روزہ دار ہوں۔ جب اس طرح ہم سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک روزہ دار بن جائیں گے تو افطار کے وقت جب دامن پھیلائیں گے اللہ رب العزت ہماری دعاؤں کو قبول فرمائیں گے۔

جنت کی آرائش

رمضان المبارک کا مہینہ عجیب برکات کے نزول کا مہینہ ہے۔ یوں لگتا ہے کہ برکات کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ رمضان المبارک کے آنے سے پہلے جنت کو خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے۔ جنت کو ایمان والوں کے لئے سجایا جاتا ہے اور جب پہلی رمضان کا وقت ہوتا ہے تو اللہ رب العزت جنت کے دروازوں کو کھول دیتے ہیں، فرشتوں کو فرماتے ہیں کہ آج کے دن جنت کے دروازے ایمان والوں کے لئے کھول دیئے جائیں۔ گویا ایمان والوں کے لئے جنت اس طرح سجائی جاتی ہے جیسے دولہا کی خاطر دولہن سجاتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا انتظار رمضان

حدیث مبارک میں آتا ہے کہ حضور ﷺ دعائیں مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! شعبان میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔ یعنی رمضان تک پہنچنے کے لئے اللہ جل شانہ کے پیارے حبیب ﷺ دعائیں مانگا کرتے تھے۔ اللہ اکبر۔

روزہ دار کی فضیلت

اس مہینے کی برکات اتنی زیادہ ہیں کہ جب کوئی آدمی روزہ رکھتا ہے تو اس روزہ دار کی بخشش کے لئے ہواؤں میں پرندے، بلوں میں چیونٹیاں اور پانی میں مچھلیاں دعائیں کیا کرتی ہیں اور جب روزہ دار آدمی دعائیں کرتا ہے تو اللہ کے فرشتے اس کی دعاؤں پر لبیک اور آمین کہا کرتے ہیں۔ اتنا بابرکت مہینہ ہے کہ اس کے ایک

ایک لمحہ کی برکت پانے والے ولی بنتے ہیں اور ابدال بنا کرتے ہیں۔ اگر ہم ان برکات سے فائدہ اٹھا سکیں تو ہمیں بھی اللہ جل شانہ کی معرفت نصیب ہو جائے۔

سنہری موقع (Golden Chance)

رمضان المبارک ایمان والوں کے لئے بہار کا مہینہ ہوتا ہے...... جس طرح بہار کے مہینے میں ہر طرف خوشبو ہوا کرتی ہے، درخت ہرے بھرے ہوتے ہیں، پھول کھلے ہوئے ہوتے ہیں، باغوں میں جائیں تو فضا مہکی مہکی ہوتی ہے کیوں؟...... ہر بندہ کہے گا جی بہار کا مہینہ ہے۔ ہر طرف سبزہ دکھائی دے گا، ہر طرف خوشبوئیں ہوں گی، فضا خوشبوؤں سے بھری ہوئی اور لدی ہوئی ہوگی اسلئے کہ وہ بہار کا مہینہ ہوتا ہے۔ اسی طرح رمضان المبارک اللہ جل شانہ کی رحمت کا مہینہ ہے۔ اس کی صبح میں رحمت، اس کی شام میں رحمت، اس کے تہجد کے اوقات میں رحمت...... جو انسان اپنے گناہوں کو بخشوانا چاہے اور اللہ رب العزت کو راضی کرنا چاہے اس کے لئے یہ سنہری موقع ہے۔ شاید گولڈن چانس (Golden Chance) یا سنہری موقع کا لفظ اسی مقصد کے لئے بنایا گیا ہو کیونکہ یہ لفظ اس موقع پر بالکل فٹ آتا ہے۔

سلف صالحین کے واقعات

سلف صالحین اس مہینہ کی برکات سے کیسے فیض یاب ہوتے تھے اس کی چند مثالیں عرض کی جاتی ہیں۔ تاکہ ہمیں بھی اندازہ ہو جائے کہ ہمارے اسلاف یہ مہینہ کیسے گزارتے تھے۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا معمول

امام اعظم ابو حنیفہؒ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ آپ رمضان المبارک میں تریسٹھ مرتبہ قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ایک قرآن پاک دن میں پڑھتے تھے۔ایک قرآن پاک رات میں پڑھتے تھے اور تین قرآن پاک تراویح میں سنا کرتے تھے......رمضان المبارک میں تریسٹھ قرآن پاک ......ساٹھ قرآن پاک دن اور رات میں اور تین قرآن تراویح کی نماز میں......اللہ اکبر!

حضرت رائے پوریؒ کا معمول

حضرت رائے پوریؒ کے معمولات میں لکھا ہے۔جب ۲۹ شعبان کا دن ہوتا تھا تو اپنے مریدین ومتوسلین کو جمع فرما لیتے اور سب کو مل لیتے اور فرماتے کہ بھئی! اگر زندگی رہی تو اب رمضان المبارک کے بعد ملاقات ہوگی اور اپنے ایک خادم کو بلاتے اور اسے ایک بوری دے دیتے اور فرماتے کہ رمضان المبارک میں جتنے خطوط آئیں وہ سب اس بوری میں ڈال دینا۔زندگی رہی تو رمضان المبارک کے بعد ان کو کھول کر پڑھیں گے رمضان المبارک میں ڈاک نہیں دیکھا کرتے تھے، فرماتے تھے کہ یہ مہینہ بس میں نے اپنے لئے مخصوص کرلیا ہے۔اگر زندگی رہی تو اس کے بعد پھر دوستوں سے ملاقات ہوگی۔آپ کے ہاں پورا رمضان المبارک اعتکاف کی حالت میں گزارنے کا معمول تھا،۲۹ شعبان کے دن جو شخص آپ کی مسجد میں بستر لے جاتا اس کو مسجد میں بستر لگانے کی جگہ نہیں ملا کرتی تھی۔دور دراز سے لوگ رمضان المبارک کا مہینہ وہاں گزارنے کے لئے آتے تھے اور پورا رمضان المبارک عبادت اور یاد الٰہی میں گزار دیا کرتے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا فرمان

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ جو ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سرخیل امام ہیں وہ اپنے مکتوبات میں رمضان المبارک کی بڑی فضیلت بیان فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں، کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں اتنی برکات کا نزول ہوتا ہے کہ بقیہ پورے سال کی برکتوں کو رمضان المبارک کی برکتوں کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں جو قطرے کو سمندر کے ساتھ ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ اسی لئے اللہ جل شانہ نے اپنا قرآن اسی مہینے میں نازل فرمایا بلکہ جتنی بھی آسمانی کتابیں نازل ہوئیں سب کی سب رمضان المبارک میں نازل کی گئیں۔ کوئی چار رمضان المبارک کو، کوئی ستائیس رمضان المبارک کو، اللہ اکبر۔ اس مہینے کو اللہ کے کلام سے بہت زیادہ مناسبت ہے لہٰذا اس مہینہ میں قرآن پاک کی تلاوت خوب کرنی چاہیے۔

اجر وثواب میں اضافہ

رمضان المبارک میں روزہ دار کی عبادت کے اجر کو بڑھا دیا جاتا ہے۔ اگر نفل کام کرے گا تو فرض کے برابر اجر دیا جائے گا اور اگر ایک فرض پورا کرے گا تو ستر فرضوں کے برابر اس کو اجر عطا فرمایا جائے گا۔

تین عشروں کی فضیلت

یہ برکات کا مہینہ ہے، اللہ جل شانہ کی رحمت ومغفرت کا مہینہ ہے حدیث پاک میں فرمایا گیا **اولھا رحمۃ** اس کے پہلے دن دس رحمت کے لئے ہیں **اوسطھا مغفرۃ** درمیان کے دس مغفرت کے ہیں۔ **واخرھا عتق من النار** اور آخر کے دس دن آگ سے آزادی کے ہیں۔

اللہ کی رحمت بہانے ڈھونڈتی ہے

مدینہ طیبہ کے قریب ایک قبیلہ بنی کلب نامی رہتا تھا جو بھیڑ بکریاں پالنے میں بڑا مشہور تھا۔ اس قبیلے کے ایک گھر والوں کے پاس کئی کئی سو ہزار بھیڑیں بکریاں ہوتی تھیں، حدیث پاک کا مفہوم ہے رسول اللہ ﷺ نے اس قبیلے کا نام لے کر کہا کہ رمضان المبارک کی ایک رات میں اللہ جل شانہ اس قبیلے کی بھیڑیں اور بکریوں کے بالوں کے برابر جہنمی جہنم سے بری فرما دیتے ہیں اللہ اکبر۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ کی رحمت اپنے بندوں کے گناہوں کو بخشنے کے لئے اس وقت بہانے ڈھونڈ رہی ہوتی ہے۔

؎ رحمت حق بہا نہ می جوید
رحمت حق بہانہ می جوید

''بہا'' فارسی زبان کا لفظ ہے اس کا مطلب ہے ''قیمت'' پنجابی میں ہم اس ''بھا'' کہہ دیتے ہیں اردو میں ''بھاؤ'' کہتے ہیں کہ فلاں چیز کا بھاؤ کیا ہے۔ فارسی میں یہ لفظ ''بہا'' ہے بیش بہا یعنی بیش قیمت۔ فرمایا۔

''رحمت حق ''بہا'' نہ می جوید''
یعنی اللہ کی رحمت قیمت نہیں مانگتی۔

''رحمت حق ''بہانہ'' می جوید''
بلکہ اللہ کی رحمت تو بہانہ مانگی ہے۔

عبادت میں رکاوٹ

خالق ارض وسماء رمضان المبارک کے مہینہ میں اپنے بندوں کے لئے مغفرتوں

کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ بڑے بڑے شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔ پھر بھی انسان عبادت نہ کرے تو رکاوٹ کونسی چیز بنی؟ انسان کا اپنا نفس بنا۔ اپنے نفس کو سمجھائیں بہت عرصہ غفلت میں گزار بیٹھے، اس مہینے کو کمانے کی ضرورت ہے۔

بزرگی کا معیار

سلف صالحین کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ جب وہ کسی کی بزرگی کا تذکرہ کرتے تو یوں کہتے کہ فلاں آدمی تو بہت بزرگ آدمی ہے اور دلیل یہ دیتے تھے کہ اس نے تو اپنی زندگی کے اتنے رمضان گزارے ہیں۔ ان کے نزدیک بزرگی کا یہ پیمانہ تھا بزرگی اور ترقی درجات کا اندازہ لگانے کا یہ معیار تھا کہ فلاں انسان زندگی کے اتنے رمضان المبارک گزار چکا اب اس کے درجے کو تو ہم نہیں پہنچ سکتے۔ اللہ اکبر۔

جنت کی سیل (SALE)

بازاروں میں بعض چیزوں کی سیل لگتی ہے، پاکستان میں بھی سیل لگنے کا رواج بڑھ رہا ہے کہ فلاں جگہ جوتوں کی سیل لگ گئی ہے۔ جب سیل لگ جاتی ہے تو بیش قیمت جوتے سستے داموں مل جایا کرتے ہیں کیوں؟ جی سیل جو لگ گئی۔ ایک عام دستور ہے کہ جب کسی چیز کی سیل لگ جائے تو بیش قیمت چیز کم داموں پر مل جایا کرتی ہے۔ قرآن وحدیث کا مطالعہ کیا جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ رمضان المبارک میں جنت کی سیل لگا دیتے ہیں تو پھر انسان کیوں نہ حاصل کرے۔ حالانکہ اللہ رب العزت خود فرماتے ہیں وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارُ السَّلَامِ اللہ تعالیٰ تمہیں سلامتی والے گھر کی طرف بلاتا ہے۔ تو ہم کیوں نہ اس سے اس کے رحمتوں کو مانگیں

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ اے اللہ ہم آپ سے جنت مانگتے ہیں اور جہنم سے پناہ چاہتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد زکریاؒ کا معمول

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ اپنے بارے میں فرماتے تھے ''میں اکابرین ہی کے نقش قدم پر رمضان المبارک یکسوئی کے ساتھ عبادت میں گزارا کرتا تھا۔ میرا معمول تھا کہ میں سارا دن قرآن پاک کی تلاوت میں لگا رہتا۔ کچھ وقت نوافل وغیرہ میں گزرتا۔ میرا ایک دوست جو کسی دوسرے محلے میں رہتا تھا وہ رمضان المبارک میں ملنے آیا۔ اسے میرے معمولات کا اندازہ نہیں تھا اس نے سلام کیا۔ میں نے سلام کا جواب دیا پھر اپنے کمرے میں آ کر تلاوت شروع کر دی۔ وہ بھی میرے پیچھے پیچھے کمرے میں آ گیا، وہ انتظار میں بیٹھا رہا میں تلاوت کرتا رہا حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ عصر کی اذان ہوئی تو میں پھر نماز کے لئے کھڑا ہوا۔ ہم دونوں نے آ کر نماز پڑھی، نماز کے بعد فارغ ہوتے ہی میں سیدھا اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گیا اور تلاوت شروع کر دی۔ وہ پھر کمرے میں آیا (وہ دوست تھا بچپن کا، بڑا بے تکلف دوست تھا) اس نے کمرے میں آ کر دیکھا تو میں پھر تلاوت شروع کر بیٹھا تھا وہ تھوڑی دیر انتظار کرتا رہا پھر کہنے لگا ''بھئی! رمضان المبارک تو ہمارے پاس بھی آوے مگر یوں بخار کی طرح نہیں آوے''

یعنی اس کا اندازہ تھا کہ ان پر تو رمضان یوں آتا ہے جیسے کسی کو بخار چڑھ جاتا ہے اور فرماتے تھے کہ واقعی مجھے پورا مہینہ جذبہ رہتا تھا۔ اللہ اکبر۔

حضرت شیخ الہندؒ کا معمول

حضرت شیخ الہندؒ مولانا محمود حسنؒ کی نماز تراویح اس وقت ختم ہوتی جب سحری کا وقت ہو جاتا تھا، چنانچہ تراویح ختم کرتے ہی سحری کھاتے اور ساتھ ہی فجر کی نماز کے لئے تیار ہو جاتے تھے، ساری رات عبادت میں گزار دیتے۔ ایک مرتبہ کئی دن مسلسل مجاہدے میں گزر گئے تو گھر کی مستورات نے محسوس کیا کہ حضرتؒ کی طبیعت میں نقاہت اور کمزوری ہے ایسا نہ ہو کہ طبیعت زیادہ خراب ہو جائے تو انہوں نے منت سماجت کی کہ حضرت! آپ درمیان میں ایک رات وقفہ کر لیں طبیعت کو کچھ آرام مل جائیگا پھر دس پندرہ دن گزر جائیں گے۔ لیکن حضرت فرمانے لگے کہ معلوم نہیں کہ آئندہ رمضان کون دیکھے گا اور کون نہیں دیکھے گا گھر کی مستورات نے کسی بچے کے ذریعے قاری کو پیغام بھجوایا کہ ''قاری صاحب! آپ کسی رات بہانہ کر دیں کہ میں تھکا ہوا ہوں، آرام کرنے کو جی چاہتا ہے'' (حضرتؒ کی عادت شریفہ تھی کہ دوسروں کے عذر بڑی جلدی قبول کر لیا کرتے تھے) قاری صاحب نے کہا بہت اچھا۔ وہ میرے شیخ و مرشد ہیں، ان پر اسوقت کمزوری اور ضعف غالب ہے تو چلو آج کی رات ذرا آرام میں گزرے گی۔ قاری صاحب تراویح پڑھانے کے لئے آئے تو کہنے لگے کہ حضرت! آج میری طبیعت بہت تھکی ہوئی ہے اسلئے آج میں زیادہ تلاوت نہیں کرسکوں گا۔ حضرتؒ نے فرمایا ہاں بہت اچھا، آپ بالکل تھوڑی سی تلاوت کریں۔ قاری صاحب نے ایک دو پارے سنا کر اپنی تراویح مکمل کر دی تو حضرتؒ نے فرمایا: قاری صاحب! آپ تھکے ہوئے ہیں اب آپ گھر نہ جایئے بلکہ یہی میرے بستر پر سو جائیں۔ قاری صاحب کو مجبوراً تعمیل کرنا پڑی۔ حضرت کے بستر

پر لیٹ گئے حضرت نے فرمایا قاری صاحب! آپ بالکل آرام کریں اور سو جائیں۔ پھر لائٹ بجھا دی اور کواڑ بند کر دیئے، قاری صاحب فرماتے ہیں کہ جب تھوڑی دیر کے بعد میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ کوئی بندہ میرے پاؤں دبا رہا ہے مٹھی چاپی کر رہا ہے۔ میں حیران ہو کر اٹھ بیٹھا جب قریب ہو کر دیکھا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ میرے پیر و مرشد حضرت شیخ الہندؒ اندھیرے میں بیٹھے میرے پاؤں دبا رہے ہیں۔ میں نے کہا، حضرت! آپ نے یہ کیا کیا؟ فرمانے لگے کہ قاری صاحب! آپ نے خود ہی تو کہا تھا کہ میں تھکا ہوا ہوں تو میں نے سوچا کہ چلو میں آپکے پاؤں دبا دیتا ہوں آپ کو کچھ آرام مل جائیگا۔ قاری صاحب کہنے لگے حضرت! اگر آپ نے رات جاگ کر ہی گزارنی ہے تو چلیں میں قرآن سناتا ہوں آپ قرآن ہی سنتے رہیں رات یوں بسر ہو جائیگی۔ چنانچہ قاری صاحب پھر مصلے پر آ گئے انہوں نے قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ حضرت نے قرآن سننا شروع کر دیا...... اللہ اکبر!

اللہ کو راضی کرنے کا طریقہ

سلف صالحین اللہ جل شانہ کو راضی کرنے کے لئے یوں عبادت کیا کرتے تھے۔ جیسے کوئی کسی روٹھے ہوئے کو مناتا ہے۔ سبحان اللہ! روٹھے ہوئے رب کو مناتے تھے۔ اگر کوئی غلام بھاگ جائے اور پھر پکڑا جائے تو وہ اپنے مالک کے سامنے آتا ہے تو کیا کرتا ہے؟ وہ اپنے مالک کے سامنے آ کر ہاتھ جوڑ دیتا ہے اپنے مالک کے پاؤں پکڑ لیتا ہے اور کہتا ہے میرے مالک آپ درگزر کر دیں آئندہ میں احتیاط کروں گا۔ میرے دوستو! رمضان المبارک میں ہم اللہ رب العزت کے سامنے اسی طرح اپنے ہاتھ جوڑ دیں، سربسجود ہو جائیں اور عرض کریں کہ اے اللہ ہم نادم ہیں،

شرمندہ ہیں، جو کوتاہیاں اب تک کر بیٹھے ہیں ان کو تو معاف کر دے۔ آئندہ زندگی ہم تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ گزارنے کی کوشش کریں گے۔

آرام وسکون

اہل دل حضرات اس مہینہ میں آرام کو خیر باد کہہ دیا کرتے تھے۔ ہم بھی رمضان المبارک میں آرام کو خیر باد کہہ دیں۔ ہم سوچیں کہ سال کے گیارہ مہینے اگر ہم اپنی مرضی سے سوتے جاگتے ہیں تو ایک مہینہ ایسا بھی ہو جس میں ہم بہت کم سوئیں۔ اچھی بات ہے اگر آنکھیں نیند کو ترستی رہیں، اچھی بات ہے اگر جسم کو تھکا دیں، ہاں، کل قیامت کے دن اللہ رب العزت کے حضور یہ عرض کر سکیں گے کہ یا اللہ! زندگی کا ایک مہینہ تو ایسا گزرا تھا کہ آنکھیں نیند کو ترستی تھیں جسم آرام کو ترستا تھا۔

ہماری تن آسانی

ہمارے لئے ایک قرآن پاک تراویح میں سننا مشکل ہوتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں جی فلاں مسجد میں جانا ہے کیوں؟ جی وہاں ۳۰ منٹ میں تراویح ہو جاتی ہیں، فلاں جگہ ۲۵ منٹ میں ہو جاتی ہیں، ہم مسجدیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں کہ کہاں ہم پانچ منٹ پہلے فارغ ہو سکتے ہیں ہماری تن آسامی کا یہ حال ہے۔

مستورات کا قرآن سے لگاؤ

حضور شیخ الہندؒ کے ہاں مستورات بھی تراویح میں قرآن پاک سنا کرتی تھیں، آپ کے صاحبزادے قرآن پاک سناتے تھے اور پردے کے پیچھے گھر کی

مستورات اور بعض دوسری عورتیں جماعت میں شریک ہو جایا کرتی تھیں۔ایک دن حضرت کے صاحبزادے بیمار ہو گئے تو حضرت نے کسی اور قاری صاحب کو بھیج دیا۔ قاری صاحب نے تراویح میں چار پارے پڑھے۔ جب سحری کے وقت حضرت گھر تشریف لے گئے تو گھر کی عورتیں بڑی ناراض ہوئیں۔ کہنے لگیں۔ حضرت! آج آپ نے کس قاری صاحب کو بھیج دیا۔اس نے تو بس ہماری تراویح خراب کر دی۔ پوچھا کیوں کیا ہوا؟ کہنے لگیں پتہ نہیں اس کو کیا جلدی تھی بس اس نے چار پارے پڑھے اور بھاگ گئے، پھر پتہ چلا کہ یہ عورتیں رمضان المبارک میں تراویح کی نماز میں سات قرآن پاک سنا کرتی تھیں۔ جی ہاں، کئی خانقاہوں پر تین قرآن پاک تراویح میں پڑھنے کا معمول رہا ہے، کئی خانقاہوں پر پورا رمضان المبارک اعتکاف کرنے کا معمول رہا ہے، ہمارے سلف صالحین یوں مجاہدہ کیا کرتے تھے یہ رمضان المبارک کمانے کا مہینہ ہے اپنے جسم کو تھکانے کا مہینہ ہے۔

محنت کرنے کا مہینہ

میرے دوستو! بقیہ سال تہجد میں جاگنا ہم جیسے کمزور لوگوں کے لئے تو مشکل ہوتا ہے، چلو رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کے لئے جاگ ہی جاتے ہیں تو پھر اس میں چند رکعت نفل بھی پڑھ لیا کریں۔ دن کے اوقات میں ہم قرآن پاک کی تلاوت میں وقت گزار دیا کریں۔ ایک مہینہ غیبت چھوڑ دیں، لایعنی چھوڑ دیں، دوستوں کے ساتھ ایک ایک دو دو گھنٹے کی ملاقاتیں چھوڑ دیں، ہم سب سے اجنبی بن جائیں۔ ہم کہیں کہ یہ مہینہ تو اپنی ذات کے لئے محنت کرنے کا مہینہ ہے، کمانے کا مہینہ اس کو کما لیں جتنا کما سکتے ہیں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی بددعا

حدیث پاک میں آتا ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بددعا کی کہ اے اللہ کے نبی! ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنی مغفرت نہ کروائی، میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر آمین کی مہر لگا دی۔ اوّل تو ایک مقرب فرشتے کی بددعا ہی کافی تھی۔ لیکن میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہر لگا کر اس کی تاکید میں اضافہ کر دیا کہ جو آدمی رمضان کا مہینہ پائے اور مغفرت نہ کروائے تو اس کے ہلاک ہونے میں کوئی شک نہیں ہوسکتا۔

ہماری سستی کا حل

سلف صالحین جب قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے بڑے بڑے اعمال پیش کریں گے، کوئی چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نمازیں پیش کرے گا، کوئی زندگی کی اتنی عبادت پیش کرے گا، اس وقت ہمیں ندامت ہوگی۔ کاش ہمارے عمل اس قابل ہوں کہ ہم اس وقت اللہ رب العزت کے سامنے رمضان المبارک کے روزے، اس کی تلاوت اور اس کی عبادت پیش کرسکیں اور کہیں کہ یا اللہ ہم کمزور تھے گیارہ ماہ سستی کا شکار رہے کچھ نہ کر سکے۔ ایک مہینہ ایسا تھا کہ جس میں ہم نے تیری رضا کے لئے کوشش کی تو اسے قبول کر لے۔

؎ میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لئے

حضرت یوسف علیہ السلام سے بوڑھی عورت کی محبت کا واقعہ

حضرت یوسف علیہ السلام کی خریداری کے لئے ایک بوڑھی عورت ''دھاگے کی اٹی'' لے کر چل پڑی تھی۔ کسی نے پوچھا کہ اماں تم کہاں جا رہی ہو؟ کہنے لگی، یوسف علیہ السلام کو خریدنے جا رہی ہوں۔ اس نے کہا، اماں! ان کو خریدنے کے لئے تو بڑے بڑے امیر آئے ہوئے ہیں، وقت کے بڑے بڑے نواب آئے ہوئے ہیں، امراء آئے ہوئے ہیں، تو یوسف علیہ السلام کو کیسے خرید سکے گی۔ کہنے لگی کہ میرا دل بھی جانتا ہے کہ یوسف علیہ السلام کو میں خرید نہیں سکوں گی لیکن میرے دل میں ایک بات ہے وہ کہنے لگا کونسی بات؟ کہنے لگی کل قیامت کے دن جب اللہ رب العزت کہیں گے کہ میرے یوسف علیہ السلام کو خریدنے والے کہاں ہیں تو میں بھی یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں شامل ہو سکوں گی۔ اسی طرح میرے دوستو! جب اللہ جل شانہ کے سامنے ہمارے سلف صالحین اپنی زندگی کی اتنی اتنی عبادتیں پیش کریں گے تو ہم زندگی کا ایک مہینہ ہی پیش کر دیں کہ یا اللہ اور کچھ نہ کر سکے ایک مہینہ کوشش کی تھی۔ تو اسی کو قبول فرما لے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پرندہ کی محبت

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو اس آگ کے شعلے اتنے بلند تھے کہ وہ آگ چالیس دن تک جلتی رہی، کوئی آدمی قریب نہیں جا سکتا تھا۔ اس وقت ایک چھوٹا سا پرندہ چونچ میں پانی لے جا کر اس آگ کے اوپر ڈالتا تھا کسی دوسرے پرندے نے اس سے کہا کہ بھئی! تیرے اس پانی ڈالنے سے آگ تو نہیں بجھ سکے گی۔ کہنے لگا، یہ تو میں بھی جانتا ہوں آگ نہیں بجھ سکے گی۔ لیکن میں نے ابراہیم

خلیل اللہ علیہ السلام کی دوستی کا حق تو ادا کرنا ہے۔

نجات کی صورت

میرے دوستو! جانتے تو ہم سب ہیں کہ ہمارے گناہ زیادہ ہیں کوششیں تھوڑی ہیں لیکن دامن پھیلانے والی بات ہے، ہم رمضان المبارک کو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں مانگتے ہوئے گزاردیں۔ کسی دنیادار کا دروازہ کوئی آدمی ایک مہینہ کھٹکھٹا تا رہے تو وہ دنیادار بھی دروازہ کھول دیتا ہے ہم تو رب العالمین کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ جب ہم پورے خلوص کے ساتھ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں گے تو یقیناً اس کی رحمت جوش میں آئے گی اور ہمارے لئے مغفرت کا پیغام لائے گی ۔ ہماری نجات کا دارومدار تو محبوب حقیقی کی ایک نگاہ بلکہ نیم نگاہ پر موقوف ہے۔ وَمَا ذَالِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ اللہ رب العزت ہمیں اپنی رحمت سے خصوصی حصہ نصیب فرمادے (آمین)

”وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین“

روزے کیوں فرض کئے گئے

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ کَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ o

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

روزے کیوں فرض کئے گئے

اس آیت کریمہ میں روزوں کا فلسفہ اور حکمت بیان کی گئی ہے کہ روزوں کو کیوں فرض کیا گیا؟ سوچنے کی بات ہے اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو سزا تو نہیں دینا چاہتے۔ یا اللہ تعالیٰ اس بات پر خوش تو نہیں ہوتے کہ میرے بندے بھوکے پیاسے رہیں۔ بندوں کو بھوکے رکھ کر اسے کوئی فائدہ تو نہیں ہوتا۔ کیوں ارشاد فرمایا گیا کہ تم روزے رکھو؟ معلوم یہ ہوتا ہے اس میں ہمارا اپنا ہی فائدہ ہے۔ بتلایا گیا کہ اس لئے فرض کئے گئے کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

روزے کا فلسفہ و حکمت

روزے کا فلسفہ اور حکمت کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ انسان کے اندر تقویٰ اور پرہیز گاری پیدا ہو جائے۔ ایک صحابی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کسی صحابی نے پوچھا تقویٰ کیا ہے؟ فرمایا کبھی خاردار راستے سے گزرے ہو۔ کہا کئی دفعہ گزرا ہوں۔ کیسے گزرتے ہو۔ کہا حضرت بڑا بچ بچا کر سمٹ سمٹا کر کہ کہیں میرا دامن الجھ نہ جائے، فرمایا اسی کا نام تقویٰ ہے کہ اے انسان تو ایسے سنبھل کر زندگی گزار کہ تیرا دامن کسی گناہ میں آلودہ نہ ہو جائے اسی کو تقویٰ اور پرہیز گاری کہتے ہیں۔ روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنے کا نام نہیں یعنی صرف کھانے اور پینے کا ہی روزہ نہیں ہوتا، آنکھ کا بھی روزہ ہوتا ہے، زبان کا بھی روزہ ہوتا ہے، زبان کا بھی روزہ ہوتا ہے، کان کا بھی روزہ ہوتا ہے، دل دماغ کا بھی روزہ ہوتا ہے۔ روزہ دار انسان تو سر سے لے کر پاؤں تک روزہ دار ہوتا ہے۔

روزے کا کمال

روزے کا کمال نصیب ہی تب ہوتا ہے جب انسان سارے کا سارا روزہ دار ہو۔ اسی لئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ بعض روزہ دار ایسے ہیں جنہیں بھوکا پیاسا رہنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا کیوں؟ روزہ تو رکھا لیکن دوسرے کی غیبت کی، روزہ تو رکھا لیکن جھوٹ بولا، روزہ تو رکھا لیکن دوسرے کو دھوکہ دیا، روزہ تو رکھا لیکن دوسرے کے حق کو پامال کیا، جب روزہ رکھ کر ایسا کیا تو گویا روزے کا ثواب جاتا رہا۔ اسی لئے حدیث پاک میں آتا ہے، کتنے بندے ایسے ہیں جنہیں روزے سے بھوکا پیاسا رہنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

روزے کے آداب

روزے کے کچھ آداب ہیں ایک ہم جیسے عوام الناس کا روزہ ہے وہ تو یہ کہ کھانے پینے سے پرہیز کریں۔ایک ہے خواص کا روزہ اور وہ یہ ہے کہ جس طرح کھانے پینے سے پرہیز کریں اسی طرح دوسرے تمام گناہوں سے پوری طرح پرہیز کریں۔مثلاً آنکھ کے گناہ سے پرہیز، کان کے گناہ سے پرہیز، زبان کے گناہ سے پرہیز، گویا روزہ کی حالت میں گناہوں سے بچیں۔

زیادہ روزہ لگنے کی وجوہات

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جو آدمی پرہیز گاری کے ساتھ روزہ رکھتا ہے اسے بھوک پیاس بہت کم محسوس ہوتی ہے اور زیادہ بھوک پیاس اسی کو لگتی ہے جو بد پرہیزیاں کرتا ہے۔

غیبت سے پرہیز

حضور ﷺ کے دور کی بات ہے، دو عورتوں نے روزہ رکھا اور روزہ ان کو اتنا لگا کہ وہ مرنے قریب ہو گئیں یہ بات حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں کہیں کہ کلی کریں۔دونوں کو کہا گیا کہ کلی کریں چنانچہ ان کے منہ سے گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے نکلے۔وہ حیران کہ ہم نے کچھ نہیں کھایا پیا۔یہ کیا ہوا؟ حضور ﷺ نے بتلایا کہ یہ دراصل روزہ رکھ کر دوسروں کی غیبت کرتی رہیں اور غیبت کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی مردار کا گوشت کھانا۔یہ واقعات اسلئے پیش آئے کہ ہم جیسوں کیلئے آئندہ مثال بن سکیں، اللہ تعالیٰ نے عبرت بنا دیا تا کہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

ایمان کیلئے ڈھال

فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر روزہ دار سے کوئی بندہ جھگڑا یا زیادتی بھی کرے تو یہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ یوں پرہیز گاری کے ساتھ روزہ رکھے گا تو ایمان کے لئے ڈھال بن جائے گا۔ یہ روزہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخروئی کا ذریعہ بن جائے گا۔

روزوں کے مقاصد

ہمارے اندر پرہیز گاری پیدا کرنے کے لئے روزے فرض کئے گئے۔ جیسے ماں بعض اوقات اپنے بچے کو کوئی چیز کھانے نہیں دیتی۔ اسلئے کہ اس میں بچے کا فائدہ ہوتا ہے۔ بچے کا جی چاہا کہ میں برف کا گولا کھاؤں، ماں نہیں دیتی۔ اس ماں کو بچے کیساتھ کوئی دشمنی تو نہیں ہوتی، ماں بچے کو محروم نہیں رکھنا چاہتی، ماں بچے کو رلانا پسند نہیں کرتی۔ اس میں بچے کا اپنا فائدہ ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ روزے رکھو اس میں ہمارے لئے خود فائدہ ہے۔ اپنی ذات کے لئے فائدہ ہے۔

روزے اور ڈاکٹروں کی تحقیق

ڈاکٹروں نے یہ تحقیق کی ہے کہ ایک مہینہ کے روزے رکھنے سے بہت سی بیماریاں جسم سے خود بخود دور ہو جاتی ہیں۔ روزوں کا جسمانی طور پر بھی فائدہ ہے اور روحانی طور پر بھی۔ کئی بندے وہ بھی ہوتے ہیں کہ جن کے گھر کا غسل خانہ غریب آدمی کے گھر سے بھی زیادہ مہنگا ہوتا ہے۔ پورا سال وہ اپنی مرضی سے کھاتے پیتے ہیں اگر رمضان المبارک کے روزے نہ ہوتے تو ہو سکتا ہے انہیں یہ پتہ ہی نہ چلتا کہ

جو غریب آدمی اپنے گھر میں بچوں کے ساتھ بھوکا ہے اس کے ساتھ کیا گزرتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے روزے فرض کر کے ہمارے اوپر احسان کیا۔ انسان جب سارا دن کچھ نہ کھائے کچھ نہ پیئے تب خیال آتا ہے کہ جو بھوکا رہتا ہوگا اس کا کیا حال ہوتا ہوگا۔

بیمار پرسی کرنا اور پڑوسیوں کا خیال رکھنا

حدیث پاک میں آتا ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو کھڑا کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے میرے بندے میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ وہ حیران ہو جائے گا کہ یا اللہ تیری شان بڑی ہے، آپ بھوک پیاس سے منزہ ومبرا ہیں۔ اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا، اے میرے بندے میں بیمار تھا تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی۔ وہ بندہ حیران رہ جائے گا۔ حیران ہو کر عرض کرے گا یا اللہ یہ کیسی بات ہے کہ آپ بھوکے پیاسے تھے میں نے کھانا نہیں کھلایا آپ بیمار تھے میں نے بیمار پرسی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ دنیا میں فلاں موقع پر تیرا پڑوسی بھوکا اور پیاسا تھا تو اسے کھانا کھلاتا یہ ایسا ہی ہوتا جیسے تو نے مجھے کھانا کھلا دیا۔ اگر بیمار کی عیادت کرتا ایسا ہی تھا جیسے تو نے میری عیادت کی۔ انسان کو اس وقت احساس ہوگا کہ دوسرے انسان کی غمگساری پر کیا ثواب ہوتا ہے۔ آج کا اچھا پڑوسی بن جانا بھی قسمت والے کو نصیب ہوتا ہے۔ آج تو لڑائی ہی پڑوسیوں سے ہوتی ہے حالانکہ پڑوسی کے حق کے بارے میں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس اتنی بار آئے کہ مجھے شک ہوا کہ مرنے کے بعد پڑوسی کو وراثت میں شامل کر لیا جائے گا لیکن ہمارا جھگڑا چلتا ہی پڑوسیوں کے ساتھ ہے، بچوں کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں الجھ پڑتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں رشتے ناتے ختم کر کے رکھ دیتے ہیں۔ حالانکہ بات کو اگر سلجھانا چاہیں تو سلجھ بھی جاتی ہے۔

عجیب واقعہ

دو بھائی تھے جن میں محبت کا تعلق تھا لیکن بیویوں کی آپس میں نہ بنتی تھی۔ ان میں سے ایک بھائی نے دوسرے کو دعوت کھانے کے لئے گھر بلایا اور اس کے سامنے کھانا لا کر رکھا۔ اس کی بیوی کو پتہ چلا تو اس نے سامنے سے اٹھا لیا کہ ہم اس بندے کو کھانا نہیں دیتے۔ یہ بھائی دل میں بہت رنجیدہ ہوا۔ اس کے بھائی نے جب چہرے پر غصے کے اثرات دیکھے تو کہنے لگا کہ ایک مرتبہ میں آپ کے گھر آیا تھا یاد رہے کہ آپ نے بھی کھانا میرے سامنے رکھا تھا۔ آپ کی ایک مرغی بھاگتی ہوئی آئی اور سالن میں اس کا پاؤں پڑا تو سالن گر گیا۔ میں نے روٹی نہ کھائی کیونکہ سالن اور نہیں تھا۔ تمہارے گھر کی ایک مرغی نے کھانا خراب کر دیا اور میں نے محسوس نہ کیا اگر میری بیوی نے غصے میں کھانا اٹھا لیا تو آپ غصے کیوں ہوتے ہیں۔ دوسرے بھائی نے کہا بات تو سچی ہے کیا میں اتنا بھی اس کا لحاظ نہیں کر سکتا جتنا اس نے میری مرغی کا کیا تھا چنانچہ بات جلدی سمجھ میں آ گئی معاملہ الجھتے الجھتے بالکل سلجھ گیا۔ اگر سمجھنے کی نیت ہو تو بات جلدی سمجھ آ جاتی ہے اور اگر لڑنے کی نیت ہو تو بات بالکل سمجھ نہیں آتی۔ اچھا پڑوسی بن کے رہنا یہ مکارم اخلاق میں سے ہے۔

اچھے اخلاق

حدیث میں ہے ''میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں'' مکارم اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ آج اس بات کی طرف توجہ دینا بڑا مشکل معاملہ ہے۔ پڑوسی کی بات اور ہے بھائیوں کا ایک دوسرے کے ساتھ ایک بن کے رہنا بڑا مشکل ہے ہمارے اندر کی برائیوں کے

اثرات ساتھ والوں پر پڑتے ہیں۔

روزہ رکھنے کا اصل مقصد کیا ہے

روزہ رکھنے کا اصل مقصد یہی ہے کہ بھوکا پیاسا رہنے سے انسان کو رزق کی قدر معلوم ہو۔اور اس کے اندر پرہیزگاری پیدا ہو۔

نعمتوں کی قدر

دیکھئے روٹی کا ایک لقمہ کتنے مراحل سے گزر کر ہمارے منہ میں آتا ہے۔زمین، پانی، ہوا، سورج کی دھوپ یہ سب چیزیں استعمال ہوئیں تب گندم کا پودا بڑا ہوتا ہے۔ پھر انسان نے کاٹا، صاف کیا، آگ پر پکایا، تب جا کر روٹی ہمارے سامنے آئی۔ جب اتنے مراحل سے گزر کر یہ نعمت ہمارے سامنے آتی ہے ہم اسے کھاتے ہوئے بسم اللہ بھی نہیں پڑھتے کتنی عجیب بات ہے۔

عجیب واقعہ

ہمارے دادا پیر حضرت فضل علی قریشیؒ کی زمین تھی۔ اسمیں خود ہل چلاتے تھے، خود پانی دیتے تھے، خود کاٹتے، خود بیج نکالتے، پھر وہ گندم گھر آتی تھی۔ پھر رات کو عشاء کے بعد میاں بیوی اسے پیسا کرتے اور اس آٹے سے بنی ہوئی روٹی خانقاہ میں مریدوں کو کھلائی جاتی تھی۔ آپ اندازہ کیجئے حضرتؒ یہ سب کچھ خود کرتے تھے۔ حضرتؒ کی عادت تھی کہ ہمیشہ باوضو رہتے تھے گھر والوں کی بھی یہی عادت تھی۔ ایک دن حضرت نے کھانا پکوایا اور خانقاہ میں لے آئے۔ اللہ اللہ سیکھنے والے سالکین آئے ہوئے تھے وہ کھانا حضرتؒ نے ان کے سامنے رکھا، جب وہ کھانے لگے آپ نے انہیں کہا فقیرو (حضرت قریشیؒ مریدوں کو فقیر کہتے تھے) تمہارے

سامنے جو روٹی پڑی ہے اس کے لئے ہل چلایا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر بیج ڈالا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر اس کو پانی دیا تو وضو کے ساتھ، پھر اس کو کاٹا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر گندم بھوسے سے الگ کی گئی تو وضو کے ساتھ، پھر گندم کو پیسا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر آٹا گوندھا گیا وضو کے ساتھ، پھر روٹی پکائی گئی وضو کے ساتھ، پھر آپ کے سامنے کھانا لاکر رکھا گیا وضو کے ساتھ۔ ''کاش کہ تم وضو کے ساتھ اسے کھا لیتے''

کھانے کے آداب

اب سوچیں کہ جو لقمہ ہمارے سامنے آتا ہے وہ کتنے مراحل سے گزر کر آتا ہے۔ اللہ رب العزت کو وہ بندہ بڑا پسند ہے جو اس نعمت کی قدر کرے۔ حضور ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کھانا کھاتے تھے نہایت عجز کے ساتھ کھاتے تھے متکبر لوگوں کی طرح اوٹ لگا کر چل پھر کر نہیں کھاتے تھے۔ بیٹھ کے کھاتے تھے جیسے کسی آقا کے سامنے اس کا غلام ادب سے بیٹھ کر کھایا کرتا ہے۔ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ بیٹھ کے کھایا کرتے تھے۔ بندہ کھانا کھائے دل میں نعمت کا احساس ہو کہ یا اللہ یہ تیری نعمت ہے۔

عبرت انگیز واقعہ

اخبار میں ایک دفعہ پڑھا کہ فلاں فلاں ملک کا آدمی ہے جو کروڑ پتی ہے۔ اس نے اخبار میں اشتہار دیا ہے کہ اگر کوئی ڈاکٹر میرا علاج کر دے حتیٰ کہ میں ایک چپاتی کھانے قابل ہو جاؤں تو میں اس کو اتنے اتنے کروڑ روپیہ دوں گا۔ کروڑوں روپیہ خرچ کرنے کو تیار ہے لیکن صحت ساتھ نہیں دیتی کہ ایک دن میں ایک روٹی کھانے قابل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صحت دی ہے کہ ہم اپنی ضرورت کے مطابق کھاتے

پیتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ہم سوچیں کہ کیا ہم نے اس کی بندگی کا حق ادا کیا یا نہیں کیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا مشہور واقعہ

مشہور واقعہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکومت عطا فرمائی انسانوں پر بھی، حیوانوں پر بھی، پرندوں پر بھی، ہوا پر بھی، پانی پر بھی، سب پر حکومت عطا فرمائی، ایک دن سلیمان علیہ السلام نے دعا کی یا اللہ میں تیری مخلوق کی دعوت کرنا چاہتا ہوں، فرمایا بہت اچھا کرو۔ یا اللہ! میں جو کھانا تیار کروں ضائع نہ ہو۔ فرمایا ضائع نہیں ہوگا۔سلیمان علیہ السلام نے جنوں کو حکم دیا کہ کھانا تیار کرو جنوں نے بہت بڑی بڑی دیگیں بنائی اور ان میں کھانا تیار کرنا شروع کر دیا۔ پکاتے رہے اور کئی سال تک وہ جمع کرتے رہے۔حتی کہ سلیمان علیہ السلام کے دل میں بات آئی کہ یہ کھانا ساری مخلوق کے لئے کافی ہوگا۔ دل میں تسلی ہوگئی عرض کیا یا اللہ! اب میں تیری مخلوق کو کھانا کھلانا چاہتا ہوں فرمایا کھلاؤ۔ یا اللہ خشکی کی مخلوق کو کھلاؤں یا تری کی مخلوق کو فرمایا۔سمندر کے قریب ہو لہذا پانی کی مخلوق کو پہلے کھلا دو۔سمندر سے ایک مچھلی تیرتی ہوئی آئی اور اس نے منہ کھول دیا اب جنوں نے اس کے منہ میں دیگیں الٹنا شروع کر دیں۔ الٹتے گئے جتنی دیگیں پکائی تھیں وہ ساری کی ساری دیگیں ختم ہو گئیں اتنی بڑی مچھلی۔ جی ہاں اتنی بڑی مچھلیاں ہوتی ہیں۔بعض مچھلیاں تو اتنی بڑی ہوتی ہیں کہ جہاز ان کو زمین سمجھ کر لنگر انداز ہو جاتے ہیں۔

ذاتی واقعہ

آپ دیکھئے بیرون ملک جانے والا ہوائی جہاز اتنا بڑا ہوتا ہے کہ اس کے اندر

پانچ چھ سومسافر آجاتے ہیں۔ پھر وہ اتنا اونچا اڑ رہا ہوتا ہے کہ جب ہم اسے دیکھتے ہیں تو ایک پرندے کی طرح نظر آتا ہے۔ میں نے ایک دفعہ پیرس سے پرواز کی دوسرے کسی دوسرے ملک جانا تھا، راستے میں سمندر پڑتا تھا تو جہاز میں بیٹھے ہوئے میں نے نیچے سمندر میں دیکھا تو مجھے مچھلیاں ٹیوٹا کرولا کار کے برابر نظر آئیں، میں حیران ہوا کہ زمین سے اگر اس ہوائی جہاز کو میں دیکھتا ہوں تو پرندے کے برابر نظر آتا ہے تو کتنی بڑی مچھلیاں ہوگی جو جہاز سے بیٹھے ہوئے کار کے برابر نظر آرہی ہیں۔ واقعی وہیل مچھلی اور شارک مچھلی بہت بڑی ہوتی ہے۔ اب سوچئے کہ سلیمان علیہ السلام کے جنوں نے اس مچھلی کو ساری خوراک ڈال دی تو بھی اس مچھلی کا منہ کھلا رہا۔ سلیمان علیہ السلام حیران ہوئے کہ یا اللہ وہ سارا کھانا ختم ہوگیا۔ مچھلی سے پوچھا! تو نے اتنا کھایا...... وہ کہنے لگی میں اس پاک پروردگار کی تعریف کرتی ہوں اے اللہ کے پیارے نبی! جتنا لقمہ آپ نے مجھے کھلایا اللہ تعالیٰ اس سے تین گنا بڑا لقمہ روزانہ کھلایا کرتے ہیں۔ اللہ اکبر۔

رزق کی تقسیم

اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی مخلوق ہے پھر بھی وہ ہمیں رزق دینا نہیں بھولتا۔ اس لئے اگر کھانے میں کوئی سڑی سبزی بھی آجائے تو یہ نہ دیکھیں کہ کھانے کو سبزی ملی بلکہ یہ دیکھیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے رزق کو تقسیم کیا تو ہمیں یاد رکھا۔ یہ اس مالک کی مہربانی ہے۔ تو روزہ کا اصل مقصد ہمارے اندر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا احساس پیدا کرنا ہے تا کہ پرہیزگاری پیدا ہو۔

"وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین"

اہمیت نماز

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

درس قرآن کے آداب

ہر محفل اور مجلس کے آداب ہوتے ہیں یہ درس قرآن کی محفل ہے اس کے بھی کچھ آداب ہیں ۔ مستورات جتنا ہمہ تن متوجہ ہو کر بیٹھیں گی ۔ جتنا اطمینان اور سکون کے ساتھ بات کو سمجھیں گی اتنا ہی فائدہ ہوگا۔ بارش خواہ کتنی ہی موسلا دھار کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی برتن الٹا پڑا ہو تو اس کے اندر پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں آتا۔ یہ بارش کا قصور نہیں ہوتا یہ برتن کا قصور ہوتا ہے کہ اس کا رخ ٹھیک نہیں تھا۔ درس قرآن کی محفل پر اللہ تعالیٰ کی کتنی ہی رحمتیں برستی ہوں جو عورت ہمہ تن متوجہ نہیں ہوگی اس کے دل کا برتن الٹا ہوگا تو وہ رحمت سے محروم رہے گی ۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھیں زندگی میں ایسے مواقع بہت کم آتے ہیں کہ جب انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کو ہمہ تن متوجہ اور طالب صادق

بن کرسنتا ہے۔ مَنْ طَلَبَ فَقَدْ وَجَد جس کو طلب ہوگی اللہ تعالیٰ اس کی امیدیں پوری فرمادیں گے۔

محفل کے آداب

اگر چھوٹے بچے (رونے والے) ہوں تو مستورات ان کو پہلے ہی ذرا پیچھے لے کر بیٹھیں۔ تاکہ دوسری عورتیں ڈسٹرب (Disturb) نہ ہوں۔ دو تین عورتوں کی ایک جماعت ایسی بن جائے جو آنے والی عورتوں کو بٹھائے۔ درمیان میں شوروغل کا ہونا، بات چیت کا ہونا، محفل کے اثرات کم کرتا ہے، لہٰذا آپ سب کی سب خواتین سہولت اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ بلکہ یوں سمجھیں کہ یہ ایک گھنٹہ ہمہ تن متوجہ ہوکر اللہ تعالیٰ کی بات سننی ہے۔ انشاءاللہ دل میں یہ نیت لے کر بیٹھیں گی تو جیسی نیت ہوتی ہے ویسی مراد والا معاملہ ہوگا۔

مرضی کی زندگی

انسان اس دنیا میں نہ اپنی مرضی سے آیا ہے نہ اس دنیا سے واپس اپنی مرضی جاتا ہے اسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ درمیانی وقفے میں اپنی مرضی کی زندگی بسر کرے۔ بلکہ جس خالق و مالک نے اسے بھیجا ہے اور جس کے حکم سے یہ واپس جائے گا اگر اس کے حکموں کے مطابق زندگی گزارے گا تو فلاح پائے گا۔ مقصد زندگی اللہ تعالیٰ کی بندگی اور مقصد حیات اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔

اللہ کا قرب کیسے حاصل ہوگا؟

اللہ تعالیٰ نے جس طرح مردوں کے لئے اپنے قرب اور معرفتوں کے دروازوں کو کھول دیا اسی طرح عورتوں کے لئے بھی اپنے قرب کے دروازوں کے

کھول دیا ہے۔ جو عورت چاہے کہ مجھے اللہ رب العزت کی معرفت نصیب ہو جائے تو وہ عورت شریعت و سنت کے طریقوں پر عمل کرنے لگ جائے، اللہ رب العزت اس کو معرفت کا نور عطا کر دیں گے۔

ضروری راستہ

اللہ تعالیٰ کی ایسی نیک بندیاں اس دنیا میں گزریں ہیں کہ جنہوں نے نیکی، عبادت اور پرہیزگاری کو اپنایا تو رب العزت نے انہیں دنیا میں اونچا مقام عطا فرمایا۔ قرب الٰہی کا راستہ نہ صرف مردوں کے لئے طے کرنا ضروری ہے بلکہ عورتوں کے لئے بھی طے کرنا ضروری ہے۔

دنیا و آخرت کی زندگی

اللہ رب العزت نے مردوں کے لئے بھی احکام بتلا دیئے عورتوں کے لئے بھی احکام بتلا دیئے۔ ہم سب کے لئے ضروری ہے کہ اللہ رب العزت کی عبادت کرتے ہوئے زندگی گزاریں۔ یہ دنیا بہرکیف ختم ہونے والی ہے۔ ایک بزرگ نے کتنی اچھی بات کہی کہ اے دوست! جتنا تو نے دنیا میں رہنا ہے اتنا دنیا کے لئے کوشش کر لے اور جتنا آخرت میں رہنا ہے تو اتنا آخرت کے لئے کوشش کر لے۔ یہ سچی بات ہے کہ دنیا میں انسان نے سو یا پچاس سال زندہ رہنا ہو گا مگر آخرت میں اس نے ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں، اربوں اور کھربوں سال بلکہ لامحدود سال زندہ رہنا ہو گا۔

آخرت کی زندگی کتنی ہے؟

علماء کرام نے کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر زمین و آسمان کے درمیان جتنا بھی خلا ہے اس کو رائی کے دانوں سے بھر دیا جائے اور ایک پرندہ ہزار سال کے بعد ایک

دانہ کھائے پھر ہزار سال کے بعد دوسرا دانہ کھائے پھر ہزار سال کے بعد تیسرا دانہ کھائے تو ایک وقت آئے گا کہ زمین وآسمان کے درمیان جتنے بھی رائی کے دانے ہیں یہ سب ختم ہو جائیں گے مگر آخرت کی زندگی کبھی ختم نہیں ہوگی۔

دنیا آخرت کے سامنے ڈیڑھ دومنٹ ہے

مفسرین نے لکھا ہے کہ آخرت کا ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ دنیا کے سو سال کا حساب لگائیں تو آخرت کے ڈیڑھ، دومنٹ کے برابر بنتے ہیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ انسان ڈیڑھ دومنٹ کی لذتوں کی خاطر آخرت کا عذاب اپنے ذمے لے لیتا ہے۔

متقی کا ٹھکانہ جنت ہے

فرمایا۔ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى اور اس نے اپنے نفس کو خواہشات میں پڑنے سے بچالیا۔ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى پس بے شک اس کا ٹھکانہ جنت ہوگا۔

انسان چند روز کا مہمان ہے

انسان دنیا میں چند روز کا مہمان ہے۔ یہ دنیا ایک سرائے کی مانند ہے۔ ایک بچہ پیدا ہوتا ہے کچھ عرصے کے بعد لڑکپن کے دور میں سے گزرتا ہے، پھر جوانی کے دور سے گزرتا ہے، پھر بڑھاپے کے دور میں سے گزرتا ہے حتی کہ موت آجاتی ہے۔

اللہ کے منکر ہیں مگر موت کا منکر کوئی نہیں

اس دنیا میں اسلام کے منکر تو مل جائیں گے اللہ کے منکر تو مل جائیں گے لیکن اس دنیا میں موت کا منکر کوئی نہیں مل سکتا۔ موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جس نے بالآخرت

ایک دن آنا ہے انسان دنیا میں جتنا بھی زندہ رہے بالآخر اس نے مرنا ہے۔

عجیب واقعہ

ایک بادشاہ نے بڑی چاہت سے اپنا محل بنوایا، تعمیری کام کے لئے اپنے خزانے کے دروازے کھول دیئے، جو چیز اس کو محسوس ہوئی کہ اچھی نہیں بنی اسے دوبارہ بنوایا۔حتی کہ بادشاہ کی نظر میں وہ محل اتنا خوبصورت تھا کہ اس میں کوئی بھی خامی نہ بچی تھی۔ بادشاہ نے اپنی رعایا میں اعلان کروادیا کہ جو کوئی اس محل میں نقص نکالے میں اس کو انعام دوں گا۔لوگ آتے محل کو دیکھتے، انہیں اس میں کوئی عیب نظر نہ آتا۔ چنانچہ کئی دن اسی طرح گزر گئے لوگ آکر دیکھتے رہے اور واپس جاتے رہے، کسی کی ہمت نہ تھی کہ بادشاہ کے بنے ہوئے محل میں کوئی نقص نکالتا۔ایک اللہ والے کا ادھر سے گزر ہوا۔انہوں نے بادشاہ کی یہ بات سنی وہ بھی محل دیکھنے کے لئے آئے۔محل دیکھنے کے بعد بادشاہ کے سامنے پیش ہوئے اور کہنے لگے۔ بادشاہ سلامت! مجھے آپ کے محل میں دو عیب نظر آئے ہیں۔بادشاہ حیران ہوا کہ ساری دنیا کو میرے محل میں عیب نظر نہ آیا، اس بوڑھے کو میرے محل میں کون سے عیب نظر آ گئے۔ چنانچہ اس نے پوچھا، بتاؤ کون کون سے عیب ہیں؟ تو وہ اللہ والے کہنے لگے۔بادشاہ سلامت!اس میں دو عیب ہیں۔ایک یہ کہ یہ محل ہمیشہ نہیں رہے گا ایک نہ ایک دن ختم ہو جائے گا اور دوسرا عیب یہ ہے کہ تو بھی اس میں ہمیشہ نہیں رہے گا ایک نہ ایک دن تجھے بھی یہ محل چھوڑنا پڑے گا۔

دنیا پردیس ہے

دنیا میں انسان جتنی لمبی امیدیں باندھ لے جتنے اچھے کاروبار کر لے جتنے خوبصورت مکان بنا لے بالآخر اسے دنیا کو چھوڑ کر جانا ہوگا۔اس لئے حدیث پاک

میں فرمایا گیا۔ کن فی الدنیا کانک غریب تو دنیا میں اس طرح رہ جیسے کوئی پردیسی ہوتا ہے یا راستہ چلنے والا مسافر ہوتا ہے۔

تین پیٹ

ہم عالم ارواح سے چلے کچھ عرصہ کے لئے اپنی ماں کے پیٹ میں ٹھہرے پھر وہاں سے زمین وآسمان کے پیٹ میں آئے۔ کچھ عرصہ یہاں زندگی گزاریں گے بالآخر ہمیں زمین کے پیٹ میں جانا پڑے گا۔ جب وہاں سے کھڑے ہوں گے تو روز محشر ہوگا اللہ تعالیٰ انسان کے اعمال کے بارے میں سوال فرمائیں گے پھر اگر یہ انسان نیک ہوگا تو جنت میں جائے اور اگر برا ہوگا تو جہنم میں جائے گا۔

قبر کا پیپر

دنیا کی زندگی ایک امتحان کی تیاری کی مانند ہے۔ اس امتحان کے دو پرچے ہوں گے اور ان پرچوں کے بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتلا بھی دیا ہے کہ پہلا پرچہ قبر میں ہوگا جس میں ہم سے تین سوال پوچھے جائیں گے اور تینوں کا جواب دینا لازمی ہوگا۔ پہلا سوال پوچھا جائے گا من ربک تیرا رب کون ہے؟ پھر دوسرا سوال پوچھا جائے گا من نبیک تیرا نبی کون ہے؟ اور تیسرا سوال پوچھا جائے گا مادینک تیرا دین کیا ہے؟ یہ تین سوال پوچھا جائیں گے اور ان تینوں کے جواب دینا بھی لازمی ہوگا۔ اگر سنٹ پرسنٹ نمبر نہ ہوئے تو وہ انسان فیل ہو جائے گا۔ تینوں کا جواب دینا ضروری ہوگا۔ الحمد للہ یہ (A) پیپر آؤٹ (OUT) ہو چکا ہے۔ آج ہمیں اس پیپر کے بارے میں معلوم ہے کہ قبر کے اندر ہم سے تین سوال کونسے پوچھے جائیں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے ہم پر احسان فرمایا کہ وقت سے پہلے سوالات بتا دیئے تاکہ ہم تیاری کر سکیں۔

قبر کے پیپر کا جواب کون دے سکے گا

قبر میں سوالات کا جواب وہ انسان دے سکے گا جو اللہ رب العزت کے حکموں پر چلنے والا ہو گا۔ جو انسان حرام مال کھانے والا، رشوت لینے والا اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کو چھوڑ کر دھن دولت کمانے والا ہو گا۔ ان انسانوں کی زبانوں سے یہ نہیں نکلے گا کہ میرا رب اللہ ہے۔ اسی طرح جو انسان رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے والا ہو گا وہ بتائے گا کہ میرے پیغمبر رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اگر سنت کی خلاف ورزی کرتا ہو گا، رسم ورواج کی پابندی کرتا ہو گا تو یہ انسان صحیح جواب نہیں دے سکے گا۔ اسی طرح جو انسان اسلام کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارے گا وہ تو جواب دے گا کہ میرا دین اسلام ہے ورنہ اس آدمی کی زبان بند رہے گی۔ چنانچہ قبر کے اندر انسان کا پہلا پیپر ہو گا اگر اس میں کامیاب ہو گیا تو قبر کو جنت کا باغ بنا دیا جائے گا اور اگر اس میں ناکام ہو گیا تو قبر کو جہنم کا گڑھا بنا دیا جائے گا۔

انسان کا B پیپر

پھر یہ انسان قیامت کے دن اللہ رب العزت کے حضور کھڑا کیا جائے گا وہاں اس کا بی (B) پیپر لیا جائے گا۔ اس پیپر میں چار سوال پوچھے جائیں گے سب سے پہلے پوچھا جائے گا اے میرے بندے تو نے اپنی زندگی کیسے گزاری؟ پھر دوسری بات پوچھی جائے گی کہ تو نے اپنی جوانی کیسے گزاری؟ تیسری بات پوچھی جائے گی تو نے اپنا مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اور چوتھی بات پوچھی جائے گی کہ تو نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟ بنی آدم کے پاؤں اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے جب تک ان سوالوں کا جواب نہیں دے گا۔ اللہ کے پیارے محبوب ﷺ نے دونوں پرچوں کے سوالات بتا دیئے اب ان کی تیاری کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم ان سوالات کا

جواب اپنے دل میں بٹھالیں تا کہ ہم دنیا وآخرت میں کامیاب ہو جائیں۔

موت کا وقت کب آئے گا؟

یہ باتیں ہمیں اچھی طرح سمجھ آسکتی ہیں لیکن من کی آنکھ کھولنے کی ضرورت ہے۔اگر کوئی انسان آنکھوں پر پٹی باندھ لے اور خواہشات اس کو اندھا بنا دیں تو وہ جو مرضی دنیا میں کرتا رہے ہم آج کل آج کل کرتے رہتے ہیں۔نیکی کا وقت آئے تو عام طور پر لڑکیاں کہتی ہیں کہ اچھا میں نمازیں پڑھ لوں گی کونسی میں دادی اماں بن گئی ہوں۔لڑکی یہ بات اس لئے کرتی ہے کہ ابھی تو مجھے دنیا میں بہت رہنا ہے،ابھی تو میری عمر پندرہ سولہ سال ہے،ابھی تو میری شادی ہوگی، بچے ہوں گے پھر میرے بال سفید ہوں گے، میں بوڑھی ہوں گی پھر کہیں جا کر میری موت کا وقت آئے گا۔یہ سب کا سب دھوکہ ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ بوڑھوں کو بھی موت آتی ہے، جوانوں کو بھی موت آتی ہے، بچوں کو بھی موت آتی ہے اور بڑوں کو بھی موت آتی ہے۔کتنی دفعہ معصوم بچے اپنی ماؤں سے جدا ہو جاتے ہیں۔موت کا وقت متعین ہے۔کون جانتا ہے کہ موت کا وقت کب آئے گا؟اس لئے ہر وقت موت کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

سب سے زیادہ عقل مند کون ہے؟

چند نوجوان صحابہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا۔اے اللہ کے نبی ﷺ انسانوں میں سب سے زیادہ عقل مند اور سمجھ دار کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو موت کو کثرت سے یاد کرنے والا ہو اور جو موت کے لئے کثرت سے تیاری کرنے والا ہو۔یہ ہیں عقل مند لوگ، یہی دنیا کی شرافت اور آخرت کی بزرگی لے گئے۔انسان کل کی امید میں نہ رہے بلکہ آج ہی جو کچھ کرنا ہے

کر لے، اپنے مولا کو راضی کر لے تاکہ اس کے نامہ اعمال سے گناہ دھل جائیں اور اللہ رب العزت کے پسندیدہ بندوں میں وہ شامل ہو جائے۔

مہلت زندگی کا عجیب واقعہ

مہلت زندگی کو سمجھانے کے لئے ایک واقعہ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کا باغ تھا اور اس باغ کے کئی حصے تھے اور ہر ہر حصے میں پھل لگے ہوئے تھے۔ بادشاہ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ اس باغ سے پھل توڑ کر لاؤ۔ اگر تم اچھی قسم کے پھل توڑ کر لے آئے تو میں تم سے خوش ہوں گا اور تمہیں انعام دوں گا۔ لیکن میری ایک شرط ہے، کہ جس حصے سے ایک دفعہ گزر جاؤ گے اس میں تمہیں دوبارہ واپس آنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اس آدمی نے ٹوکری ہاتھ میں لی اور باغ میں داخل ہوا، اس نے دیکھا کہ پہلے حصے میں بہت اچھے پھل لگے ہوئے تھے دل میں آیا کہ یہاں سے پھل توڑ لوں پھر سوچا کہ اگلے حصے میں دیکھ لیتا ہوں۔ جب اگلے حصے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہاں بہت اچھے پھل لگے ہوئے ہیں دل میں خیال آیا کہ یہاں سے پھل توڑ لوں پھر سوچا کہ اگلے حصے میں جا کر توڑ لوں گا ہو سکتا ہے کہ وہاں اور بہتر ہوں۔ جب وہاں جا کر دیکھا تو اور بہتر پھل لگے ہوئے تھے دل میں خیال آیا کہ یہاں سے پھل توڑ لوں پھر سوچا کہ اگلے حصے میں سے جا کر توڑ لوں گا ہو سکتا ہے کہ وہاں اور بہتر ہوں۔ جب وہاں جا کر دیکھا تو اور بہتر پھل لگے ہوئے تھے دل میں خیال آیا یہاں سے پھل توڑ لوں پھر سوچنے لگا نہیں میں اپنی ٹوکری میں سب سے بہترین پھل لے کر جاؤں گا لہٰذا اس سے بھی اگلے حصے کو دیکھتا ہوں۔ جب اگلے حصے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ اس حصے کے درختوں پر پھل ہی نہیں لگے ہوئے تھے وہاں رونے کھڑا ہو گیا کہ اب میں واپس تو جا سکتا نہیں کاش مجھے پتہ ہوتا تو میں پہلے حصوں میں سے پھل توڑ لیتا آج میری ٹوکری خالی تو نہ ہوتی۔ اے انسان! تیری زندگی کی مثال

ایسے ہی ہے تیرا ہر دن تیرے لئے باغ کا حصہ ہے تو اس میں پھلوں کو توڑ سکتا ہے یعنی نیکی کما سکتا ہے، لیکن انسان یہی سوچتا ہے کہ میں آج نہیں کل نیکی کرلوں گا اور یہی آج کل کرتے کرتے بالآخر انسان کو موت آجاتی ہے، پھر اسے اتنی مہلت بھی نہیں ملتی کہ اپنے گھر والوں کو وصیت کرے۔ اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ موت آجاتی ہے تو نہ ایک لمحہ آگے نہ ایک لمحہ پیچھے ہوتی ہے۔ بس انسان کو اپنے وقت پر جانا ہوتا ہے۔ اگر پانی کا پیالہ ہاتھ میں ہو تو اتنی بھی توفیق نہیں ہوتی کہ وہ پانی کا پیالہ پی لے۔ حتیٰ کہ آدھا سانس اندر ہوتا ہے آدھا باہر ہوتا ہے اور وہیں اس کی روح کو قبض کرلیا جاتا ہے۔

زندگی کس لئے ملی ہے؟

موت کے لئے ہر وقت تیاری کی ضرورت ہے زندگی ہمیں اچھے مکان بنانے کیلئے نہیں ملی۔ دنیا کی زندگی ہمیں مال پیسے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کیلئے نہیں ملی۔ بلکہ اللہ رب العزت کی بندگی کرنے کیلئے ملی ہے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی سزا

ہاں اگر اللہ رب العزت کسی کو مال و دولت بھی عطا فرمادے تو وہ اس کو اللہ کے راستے میں خرچ کرے نیکی کمانے میں خرچ کرے۔ عام طور پر دیکھا گیا کہ عورتوں کو جتنا شوق زیور بنانے کا ہوتا ہے اتنا زکوٰۃ دینے کا نہیں ہوتا۔ غفلت کرلیتی ہیں۔ قیامت کے دن زیورات کو اس کے لئے جہنم کی آگ کے اندر گرم کیا جائے گا۔ سلاخیں بنادی جائیں گی۔ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ان کی پیشانیوں کو داغا جائے گا پھر ان پہلوؤں کو داغا جائے گا پھر ان کی پیٹھ کو داغا جائے گا اور کہا جائے هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ یہ وہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کرلیا۔

فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ پس تم اس کے جمع کرنے کا مزا چکھ لو۔

زیورات یا سانپ بچھو

اے میری بہن یہ تیری زیورات کل تیرے لئے سانپ اور بچھو بن جائیں گے، اگر زکوٰۃ ادا نہ کی تو یہ ہار تیرے گلے کا سانپ بن جائے گا، یہ انگوٹھی تیرے لئے بچھو بن جائے گی۔ یہ سارے کے سارے زیورات سانپ اور بچھو ہیں۔ اگر تو زکوٰۃ ادا نہیں کرتی تو پھر سوچ لے کہ یہ سانپ اور بچھو تجھ سے قیامت کے دن لپٹ جائیں گے پھر کیا معاملہ ہوگا؟

ادائے زکوٰۃ کا آسان طریقہ

اگر عورت روزمرہ اخراجات میں سے تھوڑی سی بچت کرتی رہے تو سال کے بعد زکوٰۃ دینی آسان ہوتی ہے۔ نیک عورتوں کا یہی معمول ہوتا ہے۔

عورتوں کے نماز نہ پڑھنے کے بہانے

عورتیں معمولی وجوہات کی بنا پر فرض نمازوں کو چھوڑ دیتی ہیں۔ کبھی یہ بہانہ کہ مہمان آئے ہوئے تھے میں تو چائے بنانے میں لگی ہوئی تھی، میں کیسے نماز پڑھتی؟ کبھی یہ بہانہ ہوتا ہے کہ بچے نے پیشاب کر دیا، میں کیسے نماز پڑھتی؟ کبھی یہ بہانہ ہوتا ہے کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں، میں کیسے نماز پڑھتی؟ کبھی یہ بہانہ ہوتا ہے کہ میرے سر میں درد ہے بعد میں نماز پڑھ لوں گی۔ چنانچہ دیکھا گیا کہ ان بہانوں کی وجہ سے نماز پڑھنے میں سستی کرتی ہیں۔

نماز چھوڑنے کی سزا

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جس نے جان بوجھ کر ایک نماز کو قضاء کر دیا اللہ

تعالیٰ ایک فرشتے کو حکم دیتے ہیں جو اسکا نام جہنم کی آگ کے بنے ہوئے دروازوں میں سے ایک دروازے پر لکھ دیتا ہے۔ اب اس انسان کو آگ کے بنے ہوئے دروازے میں سے گزرنا پڑے گا اس قصور کی وجہ سے کہ اس نے جان بوجھ کر نماز قضا کی۔ اسی لئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس کی ایک نماز قضا ہوگئی تو ایسے ہی ہے جیسے اس کے گھر کو آگ لگ گئی۔ اسکے بیوی بچے سب اس میں جل کے مر گئے۔ جتنا نقصان اس شخص کا ہوتا ہے اس سے زیادہ نقصان اس شخص کا ہوتا ہے جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دیتا ہے۔

نماز اور کفر

حدیث پاک میں فرمایا گیا **من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد کفر** جس نے جان بوجھ کر نماز کو چھوڑا گویا وہ تو کافر ہی ہوگا۔ نماز چھوڑنا گو کفار والا عمل ہے تاہم وہ انسان مسلمان ہی رہتا ہے لیکن سوچنے کی بات ہے کہ نماز کا چھوڑنا اللہ تعالیٰ کو کس قدر ناپسند ہے۔

عجیب بات

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ایک بے نمازی کی نحوست چالیس گھروں تک جاتی ہے۔ اب سوچئے جس گھر میں بے نمازی رہتا ہوگا اس گھر میں نحوست کا کیا عالم ہوگا؟ اور اگر کسی گھر کی ساری کی ساری عورتیں بے نمازی ہوں گی تو پھر نحوست کا کیا عالم ہوگا؟ اسی لئے آج عورتیں روتی پھرتی ہیں کہ گھر میں برکت نہیں ہے۔ پتہ نہیں کیا بات ہے ہر بچہ افلاطون بنا ہوا ہے کوئی بچہ بات سننے کے لئے راضی نہیں، کبھی یہ کہتی ہیں کہ اولاد نافرمان بن گئی ہے، کبھی یہ کہتی ہیں کہ میاں بیوی کے درمیان بنتی نہیں ہے، یہ سب نماز نہ پڑھنے کی نحوست ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ

(نماز برائی سے اور فحش کاموں سے روکتی ہے)

انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس قلعے میں آجائے۔

ہر صورت میں نماز پڑھنی ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ لکھتے ہیں کہ بے نمازی آدمی کو مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن نہیں کرنا چاہیے۔ اب سوچئے کہ یہ بزرگ تو بے نمازیوں کے بارے میں یہ کہیں اور ہمارے کان پر جوں بھی نہ رینگے۔ میری بہن ہر نماز فرض ہے۔ ہاں عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے جن دنوں کی نمازیں معاف کردیں تو وہ تو معاف ہوگئیں۔ اس کے علاوہ تو نمازیں پڑھنی ہیں بچوں والی ہیں تو بھی پڑھنی چاہیے، بغیر بچوں کے ہیں پھر پڑھنی چاہیے، تعلیم والی ہیں پھر بھی پڑھنی چاہیے۔

اگر گھر میں زیادہ لوگ رہتے ہیں اور ان کے کھانے کا بندوبست کرنا ہے پھر بھی نماز پڑھنی چاہیے، اگر گھر میں مہمان آگئے پھر بھی پڑھنی چاہیے۔ الحمدللہ جو نماز پڑھنے والی عورتیں ہیں وہ ان تمام مصروفیات کے باوجود نماز کے لئے وقت نکال لیتی ہیں۔ وہ بچوں کو پالتی ہیں گھر کے کام کرتی ہیں وہ صفائی بھی کرتی ہیں گھر کو بھی سنوارتی ہیں لیکن نماز کے وقت پر نماز پڑھتی ہیں۔ وہ سمجھتی ہیں کہ یہ اللہ رب العزت کا فریضہ ہے جو ادا کرنا ہے۔ اگر اسکی اہمیت دل میں بیٹھ جائے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ نماز قضا ہو جائے بھلا ہم کھانا قضا نہیں کرتے تو نماز قضا کیوں کرتے ہیں؟ یہ تو اللہ رب العزت کا حکم ہے جو اس نے ہم پر لازم فرما دیا چنانچہ ہر انسان کو نماز پڑھنی ضروری ہے۔

نماز کس پر فرض ہے؟

جس کو اللہ تعالیٰ نے عاقل بنا دیا، بالغ بنا دیا، جس نے کلمہ پڑھ لیا نماز اس کے اوپر فرض ہوگئی۔ کوئی اس سے بری نہیں کہ کوئی یہ کہے کہ میں اب نماز نہیں پڑھوں گا۔

قضا نماز کیسے پڑھیں؟

اپنی پہلی زندگی کی جتنی نمازیں قضا ہوگئیں ان نمازوں کی آج قضا پڑھ لینا ضروری ہے۔ کتنی عورتوں کو دیکھا گیا کہ جب ان کو بات سمجھ آجاتی ہے وہ قضاء نمازیں پڑھنے لگ جاتی ہیں بلکہ ہر نماز کے ساتھ ایک قضا نماز پڑھ لیتی ہیں۔ فجر سے پہلے فجر کی پڑھ لی، ظہر کے ساتھ ظہر کی پڑھ لی، یعنی ایک تو ظہر کی نماز ادا کی اور ایک اس سے پہلے جو ظہر قضا ہوئی تھی وہ قضا کر لی۔ چنانچہ ایسے سننے میں آیا کہ بعض مستورات نے اپنی زندگی کی بارہ بارہ سال کی قضا نمازیں پڑھیں الحمد للہ ان کے سر کا بوجھ دور ہوگیا۔

زیادہ قضا نمازیں کیسے پڑھیں؟

اے بہن تو اپنی زندگی کی نمازوں کا حساب کر لے، اگر تو اپنی بلوغت سے نماز ادا نہیں کرتی تھی سستی کر جاتی تھی تو بیٹھ کر اندازہ لگا کہ تیری کتنی نمازیں چھوٹ گئی ہوں گی جو تجھے پڑھنی لازمی تھیں اور تو نے ان نمازوں میں سستی کر لی۔ تو انہیں قضا کر لے، یہ دو مہینے کی بنیں دو سال کی بنیں جتنی مرضی بنیں۔ آج وقت ہے آسانی سے ادا کر لے گی۔

بے نمازی کی سزا

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر کوئی بے نمازی عورت قبر میں جائے گی تو اللہ

رب العزت اس کے اوپر ایک سانپ کو مسلط فرما دیں گے۔ وہ گنجا ہوگا اور نہایت ڈراؤنا ہوگا، وہ اژدھا پھونک مارے گا تو اس بے نمازی عورت کے جسم کی ہڈیاں ٹوٹیں گی زہر کی وجہ سے اس کو تکلیف ہوگی، جیسے ہمیں اگر کوئی بھڑ کاٹے تو کتنی تکلیف ہوتی ہے۔ وہ اژدھا کاٹے گا تو پھر کتنی تکلیف ہوگی۔

؎ اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

سوچنے کی بات

سوچنے کی بات ہے کہ قبر میں عورت اکیلی ہوگی کوئی رشتے دار نہیں ہوگا کوئی اس کی فریاد سننے والا نہیں ہوگا۔ یہ پکارے گی مگر اس کی فریاد کو پہنچنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ وہاں اکیلی ہوگی یہ بے چاری کسی چھپکلی کو دیکھ لے تو اس پر خوف طاری ہو جاتا ہے جب اس کی قبر میں سانپ ہوگا اژدھا ہوگا جس کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ ڈراؤنا بھی ہوگا، وہاں اس کا حال کیا ہوگا۔

قبر کا خوفناک فرشتہ

احادیث میں فرمایا گیا کہ ایک فرشتے کو اللہ تعالیٰ بے نمازی پر مسلط فرما دیں گے جس کے لمبے لمبے ناخن ہوں گے لمبے لمبے دانت ہوں گے اس کی آنکھوں سے اتنی وحشت ٹپکتی ہوگی کہ ہیبت طاری ہو جائے گی۔ اس کی ناک سے دھواں نکلتا ہوگا اور اس کا جسم سیاہ ہوگا۔ ڈراؤنی شکل ہوگی، لمبے لمبے بال ہوں گے، وہ فرشتہ اپنے ہاتھ اس کی طرف بڑھائے گا اور وہ چیخیں مارے گی۔ دنیا میں یہ عورت خاموشی سے ڈرنے والی تھی، یہ تو ذرا تیز ہوا چلنے سے ڈر جاتی تھی، یہ تو دروازے کے ہلنے سے ڈر جاتی تھی، یہ تو اتنی ڈرپوک تھی وہاں قبر کے اندر اتنا ڈراؤنا فرشتہ ہوگا کہ پتے پانی

ہو جائیں گے۔ سوچیں تو سہی وہاں اس کا کیا عالم ہو گا ڈر رہی ہو گی خوف آ رہا ہو گا۔ رونے کے باوجود وہاں اس کی فریاد سننے والا کوئی نہیں ہو گا۔ وہ فرشتہ ایسا ہو گا کہ اس کے دل میں رحم نام کی کوئی چیز نہیں ہو گی، اسکے ہاتھ میں گرز ہو گا وہ اسے آنکھیں دکھائے گا، وہ اپنے دانت نکالے گا اور اپنے ناخن اس کی طرف بڑھائے گا حتی کہ اس کو گرز مارے گا۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ یہ عورت ستر ہاتھ زمین کے اندر دھنس جائے گی پھر نکلے گی وہ پھر گرز مارے گا یہی معاملہ ہوتا رہے گا۔

اگر فجر کی نماز قضا کر دی تو وہ فرشتہ فجر سے لے کر ظہر تک اس کو گرز مارتا رہے گا، پھر ظہر کی قضا کی تو ظہر سے لے کر عصر تک اس کو مارتا رہے گا، یہ میرے پیارے سردار ﷺ کے فرمان ہیں جو عورت یہ سمجھے کہ معلوم نہیں آگے کیا ہو گا۔ ہو گا یا نہیں ہو گا وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گی۔ اس کی بات جھوٹی ہے میرے سردار ﷺ کا فرمان سچا ہے۔ قبر میں ایسے ہی ہو گا ہاں آج اگر کسی کے دل میں شک ہے جو نہیں مانتا وہ اپنی موت کے بعد اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا۔ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کی زبان مبارک سے یہ باتیں بتلا دیں ہیں اللہ رب العزت ہمیں اس کا یقین نصیب فرما دے۔

نماز کے فوائد

نماز میں خوبیاں کتنی ہیں۔ ایک تو انسان دن میں پانچ مرتبہ ہاتھ منہ دھو لیتا ہے جس سے چہرے پر شگفتگی آتی ہے، چہرے پر رونق آتی ہے، انسان کے چہرے پر نور لگتا ہے۔ دوسرا جب انسان نماز پڑھتا ہے تو روحانی سکون ملتا ہے، دل میں تسلی ہوتی ہے کتنے غم کتنی پریشانیاں انسان بھول جاتا ہے۔ نماز میں کتنے ہی فوائد ہیں ...... الحمد للہ۔

نماز کا اجر و ثواب

بعض احادیث میں آتا ہے کہ جس نے نہایت سکون کے ساتھ نماز پڑھی اللہ رب العزت جنت میں ایک فرشتے کو حکم فرماتے ہیں وہ فرشتہ جنت کے ایک دریا کے اندر غوطہ لگا کر باہر نکلتا ہے۔اس کے پروں سے جتنے قطرے پانی کے ٹپکتے ہیں اتنی نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔

خوشی کی بات

کتنی خوشی کی بات ہے پابندی کے ساتھ نماز پڑھنا۔چنانچہ جو عورتیں پابندی کے ساتھ نماز پڑھنے والیاں ہیں اللہ تعالیٰ ان کے کاموں میں برکت دے اور جو کوئی اس میں سستی کرنے والی ہیں ان کو چاہیے کہ وہ دل میں پکا اور مصمم ارادہ کر لیں کہ انشاءاللہ آئندہ ہم اللہ کے در پر جھکنا شروع کر دیں گی۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

جس نے اللہ تعالیٰ کے در پر جھکنا سیکھ لیا اسے در در کے دھکے نہیں کھانے پڑتے۔میری بہن اللہ سے ڈر جا، اپنے مال پر فریفتہ نہ ہو، اپنی حیثیت پر ناز نہ کر۔ دنیا میں کتنی بار دیکھا گیا کہ گھر بیٹھے بٹھائے عورتیں ذلیل ہو جاتی ہیں، سروں سے دوپٹے اتر جاتے ہیں۔ جب اللہ رب العزت ناراض ہوتے ہیں تو دنیا میں دن بدلتے دیر نہیں لگا کرتی۔ جو تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں وہ تختے پر کھڑے ہوتے ہیں اللہ رب العزت کسی سے ناراض نہ ہو۔اسی لئے فرمایا گیا وَ مَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ جسے اللہ تعالیٰ ذلیل کرنے پر آتا ہے اسے عزت دینے والا کوئی نہیں ہوتا۔

دن بدلتے دیر نہیں لگتی

میری بہن! تو نماز پڑھ کر اپنے اللہ کو راضی کر لے ورنہ اللہ رب العزت اگر ناراض ہو گئے تو تیرے دن بدلتے ہوئے تجھے پتہ ہی نہیں چلنا۔ تیرے دل کا سکون چھن جائے گا، تیری زندگی کی خوشیاں چھن جائیں گی، تو پھر روتی پھرے گی، تیرے بال بکھرے ہوں گے، چہرے پر اداسی چھائی ہوگی۔ آج اللہ تعالیٰ نے تجھے خوشیاں دیں ہیں تجھے صحت دی ہے آج تجھے اللہ رب العزت نے عزت دی ہے تو آج اللہ رب العزت کی فرمانبرداری کر لے۔ اپنے اللہ کو راضی کر لے اسی لئے کسی نے کہا ہے۔

یہ خزاں کی فصل کیا ہے فقط ان کی چشم پوشی
وہ اگر نگاہ کردیں تو ابھی بہار آئے

جب اللہ کی رحمت کی نظر ہوتی ہے زندگیوں میں بہار آجاتی ہے اور جب وہ رحمت کی نظریں ہٹا لیتا ہے زندگی میں خزاں آجاتی ہے۔

سچی توبہ اور قیمتی وقت

یہ مجالس اس لئے منعقد کی جاتی ہیں کہ ہم ان مجالس میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی باتوں کو سن کر اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر لیں۔ اب نئی اسلامی ایمانی قرآنی زندگی بسر کرنے کا دل میں ارادہ کر لیں اور ہم اس کو سوچیں کہ ہم آج نیکی کریں گے کل اللہ رب العزت کے ہاں سرخروئی نصیب ہوگی۔ جو وقت گزر چکا تو گزر چکا جو باقی ہے اس کو قیمتی بنانے کی ضرورت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ باقی وقت بھی ہمارا غفلت میں گزر جائے، ایسا نہ ہو کہ بقیہ وقت بھی ہمارا بد اعمالیوں میں گزر جائے، کیونکہ شیطان اور نفس ہر وقت انسان کو تباہ کرنے کے درپے ہوتے ہیں اور انسان دھوکے میں آ کر لمبی لمبی امیدیں باندھتا ہے۔

نماز اور خطرناک باتیں

آج اگر خاوند اپنی بیوی سے یہ کہے کہ اٹھ نماز پڑھ لے تو وہ آگے سے کہتی ہے تیرے لئے پڑھنی ہے جا تو پڑھ لے میں پڑھ لوں گی۔ کبھی یہ جواب دے گی تو نے میری قبر میں جانا ہے۔ کبھی یہ کہے گی جہنم میں جلنا ہے تو میں نے جلنا ہے تجھے کیا۔ میرے بہن ایسی خطرناک باتیں اس وقت زبان سے نکلتی ہیں جب اللہ رب العزت نے اپنا دروازہ تیرے لئے بند کیا ہوا ہوتا ہے۔ وہ نہیں چاہتا، وہ تمہیں توفیق نہیں دیتا کہ تو اس کے در پہ جا کر جھک سکے کیونکہ اس کا دروازہ بند ہو چکا ہوتا ہے۔ تو سمجھ لے کہ اس شہنشاہ کا اور احکم الحاکمین کا دروازہ تیرے لئے بند ہو گیا تو پھر تیرا کیا بنے گا۔ تیرے جھولی خالی ہوگی اور تو قبر میں خالی ہاتھ پہنچے گی۔

وقت کی اہمیت

پھر تو قبر میں افسوس کرے گی کاش مجھے دنیا میں کچھ فرصت مل جاتی مگر اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ اب پچھتانے کا کیا فائدہ زندگی کا وقت تو گزر چکا۔ اس لئے وقت کی اہمیت اور اس کی قدر و قیمت کا احساس کرنا ضروری ہے۔ جو دن گزر رہا ہے وہ ہماری زندگی میں لوٹ کر واپس نہیں آئے گا، اسی لئے نیک عورتیں ہر دن میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتی ہیں ہر رات میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سر بسجود رہتی ہیں اور اللہ کو مناتی ہیں۔ اللہ رب العزت اس کے بدلے ان کے دلوں کو منور فرماتے ہیں۔

حضرت فاطمہؓ کی عبادت کا واقعہ

سیدہ فاطمہ الزہرۃ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے، سردیوں کی لمبی رات

ہے ،عشا کی نماز پڑھ کر انہوں نے دو رکعت نفل کی نیت باندھ لی قرآن ، میں ایسی لذت ملی ، دل میں ایسی چاشنی تھی قرآن پاک پڑھنے میں لطف آرہا تھا۔ پڑھتی رہیں رکوع اور سجود میں لطف آرہا تھا جی چاہتا ہی نہیں تھا کہ سجدے سے سر اٹھالیں ۔ چنانچہ جب دو رکعتیں مکمل کی اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو دیکھا کہ سحری کا وقت ہونے والا ہے۔رونے بیٹھ گئیں، کہنے لگیں یا اللہ تیرے راتیں کتنی چھوٹی ہوگئیں میں نے دو رکعت پڑھی اور تیری رات مکمل ہوگئی چنانچہ ان عورتوں کو راتوں کے چھوٹا ہونے کا شکوہ ہوا کرتا تھا۔

ہماری حالت کیا ہے؟

آج ہماری کیا حالت ہے کہ ساری ساری رات سو کر گزار دیتے ہیں ، رات کے بارہ ایک بجے تک VCR اور TV (جو کہ حقیقتا TB ہے) کے پروگرام ہمیں جگاتے ہیں ۔ نیند کا وقت ایسا کہ اس میں فجر کی نماز بھی چلی گئی ۔ اے بہن کاش کہ تیری فجر کی نماز ادا ہوتی ، تیری باقی نمازیں پوری ہوتیں تا کہ تو اللہ کے پسندیدہ بندوں میں لکھی جاتی ۔

زندگی کا محاسبہ کرلیں

آج وقت ہے کہ ہم اپنی زندگی کا محاسبہ کرلیں ۔ تا کہ ہمارے دلوں میں بھی نیکی کا شوق پیدا ہو جائے ۔سلف صالحین کی عورتوں میں نیکی کا ایسا شوق ہوتا تھا کہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کیا کرتی تھیں ۔

رابعہؒ بصریہ کی دعائیں

رابعہؒ بصریہ اللہ تعالیٰ کی نیک بندی کے بارے میں آتا ہے کہ ایک رات تہجد کے لئے اٹھتی ہے، جب تہجد پڑھ لی تو دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا مانگنے لگیں

اے اللہ دن غروب ہو چکا رات آ چکی آسمان پر ستارے چمک رہے ہیں، اے اللہ! دنیا کے بادشاہوں نے سب دروازے بند کر لئے تیرا دروازہ اب بھی کھلا ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری رحمت کا سوال کرتی ہوں وہ کتنی نیک ہستیاں تھیں جو رات کے آخری پہر میں اٹھ کر رب تعالیٰ سے اس کے رحم کو طلب کرتی تھیں۔

ماں کی دعائیں لگتی ہیں

جب ماں کی دعائیں بچوں کو لگتی تھیں تو پھر کوئی بچہ محمد بن قاسمؒ بنتا تھا، کوئی بچہ سلطان محمود غزنویؒ بنتا تھا، کوئی بچہ بایزیدؒ بسطامی بنتا تھا، کوئی جنیدؒ بغدادی بنتا تھا، کوئی بہاؤالدینؒ نقشبند بخاری بنتا تھا، یہ ماں کی دعائیں ہوتی تھیں جو بچوں کو بخت لگا دیتی تھیں۔

ماں کی دعائیں

آج ماں اپنے مقام سے واقف نہیں ہے لڑکی ماں تو بن جاتی ہے لیکن اسے ماں کے مقام کا پتہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ معصوم بچہ جو ابھی دودھ پینے والا ہے اور بالکل ناسمجھ ہے معصوم ہے، وہ اسکے پیچھے روتا ہے۔ یہ کسی کام میں مصروف ہو تو یہ اسے کوسنا شروع کر دیتی ہے۔ کبھی کسی چھوٹے بچے نے کوئی غلطی کر دی تو بدزبانی پر اتر آتی ہے۔ چھوٹے بچے کو کہتی ہے کہ تو تو مر جاتا تو اچھا تھا۔ اے بہن! تو ماں ہے تیری زبان سے جو الفاظ نکل رہے ہیں وہ سیدھا آسمانوں تک جاتے ہیں اور عرش کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ ماں کی دعائیں اور بددعائیں اللہ کے حضور پیش ہوتی ہیں۔ تیری بددعا قبول ہوگئی تو پھر تیرا کیا بنے گا؟

ماں کی بددعا کا واقعہ

بزرگوں نے واقعہ لکھا ہے کہ ایک معصوم بچہ رو رہا تھا ماں نے اسی طرح غصے

میں کہہ دیا کہ تو مر جائے۔ اللہ تعالیٰ کو جلال آ گیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی بد دعا کو قبول فرما لیا مگر بچے کو اس وقت موت نہ دی جب وہ بچہ بڑا ہوا تو عین جوانی کے عالم میں وہ ماں باپ کی آنکھ کی ٹھنڈک بنا، ماں باپ کے دل کا سکون بنا، جو بھی اس بچے کی جوانی دیکھتا وہی حیران رہ جاتا۔ عین عالم شباب میں جب وہ پھل پک چکا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو توڑ لیا۔

میٹھا رسیلا صاف سنہری جوان سا
اک سیب دھم سے فرش زمین پر ٹپک پڑا

اس کو موت دے دی۔ اب وہی ماں رو رہی ہے کہ میرا جوان بیٹا بچھڑ گیا۔ مگر اسے بتایا گیا کہ تیری یہ وہی دعا ہے جو تو نے بچے کے لئے مانگی تھی مگر ہم نے پھل کو اس وقت نہ کاٹا اسے پکنے دیا جب یہ پھل پک چکا اب اسے کاٹا ہے کہ تیرے دل کو اچھی طرح دکھ ہو۔ اب کیوں روتی ہے یہ تیرے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے۔ کتنی بار ایسا ہوتا ہے کہ ماں بد دعائیں کر دیتی ہے جب اپنے سامنے دیکھتی ہے کہ بد دعائیں قبول ہوئیں تو پھر روتی پھرتی ہے کہ میرے بیٹے کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ میرے بیٹے کی زندگی خراب ہو گئی۔ اے بہن! یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے کہ تو اپنے مقام سے ناآشنا ہے۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ اگر تو نماز پڑھتی اور اپنے بچے کے لئے دعا کرتی اللہ تعالیٰ تیرے بچے کو بخت لگا دیتے۔

ماں کی دعاؤں کا واقعہ

ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کی والدہ فوت ہو گئیں، اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ کو الہام فرمایا کہ اے میرے پیارے! اب ذرا سنبھل کر رہنا جس کی دعائیں تیری حفاظت کرتی تھیں وہ ہستی دنیا سے اٹھ گئی ہے۔ اللہ اکبر۔ واقعی بات

ایسی ہی ہے کہ ماں باپ کی دعائیں بچوں کے گرد پہرہ دیتی ہیں۔

روحانی قوت

پہلے وقتوں کی مائیں اپنے بچوں کو باوضو دودھ پلایا کرتی تھیں۔آج کی مائیں VCR پر تھرکتے ہوئے جسم دیکھ رہی ہوتی ہیں۔موسیقی سن رہی ہوتی ہیں اور بچے کو دودھ کی Feed دے رہی ہوتی ہیں۔اے میری بہن! تیرا یہ بیٹا بڑا ہوکر جنید بغدادی کیسے بنے گا، بایزیدؒ بسطامی کیسے بنے گا۔تو نے تو بچپن میں ہی اس کی روحانیت کا گلا گھونٹ دیا۔

قابل رشک واقعہ

میں نے اخبار میں سرگودھا کی ایک عورت کا انٹرویو پڑھا۔اس کے دو بیٹے تھے۔دونوں اپنے اپنے وقت میں فوج کے جرنیل بنے۔ان سے کسی نے انٹرویو لیا کہ تو خوش نصیب ماں ہے کہ جسکے دو بیٹے اور دونوں ایسے شیر بیٹے کہ اپنے اپنے وقت میں جرنیل بنے، تیری کون سی خاص بات ہے؟ تو نے ان کی تربیت کیسے کی؟ اس نے کہا تھا کہ میں عام سادہ سی مسلمان عورت ہوں مگر کسی بزرگ سے میں نے سنا تھا کہ جو عورت باوضو اپنے بچے کو دودھ پلائے گی اللہ بچے کو بخت لگائیں گے۔میں نے دونوں بچوں کو الحمدللہ باوضو دودھ پلایا ہے۔ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اس عمل کے صدقے دنیا میں عزت ووقار عطا فرمایا ہو۔چنانچہ جو عورتیں ایسی نیکی کو اپنا لیتی ہیں اللہ ان کے بچوں کو نیک بخت بنا دیتا ہے، اپنی زندگی میں خوشیاں دیکھنے کی توفیق نصیب فرما دیتا ہے۔جو اللہ رب العزت کی نافرمانی کرتی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں آنکھوں سے دکھاتا ہے کہ دیکھ میں نے تمہیں اولاد مرضی کی نہ دی اور اگر دے بھی دی تو اسے نافرمان بنا دیا۔

بے نمازی اور اولاد نافرمان

اللہ تعالیٰ نے تیرے بچوں کو تیرا نافرمان بنا دیا اب تو کیوں روتی پھرتی ہے کہ بچی میری بات نہیں مانتی، بچہ میری بات نہیں سنتا۔ اب رونے کی کوئی ضرورت نہیں یہ تیرے ہاتھ کی کمائی ہے یہ وہ کھیتی ہے جس کو تو نے اپنے ہاتھ سے بویا ہے اب تجھے اس کا پھل کاٹنا ہوگا۔ جو انسان کیکر بوئے گا تو اس پر کبھی سیب کا پھل نہیں لگ سکتا۔ جو کیکر بوئے گا اس کو کانٹے ملیں تو جو سیب لگائے گا اسے سیب ملیں گے۔

لمبی امیدیں

آج ہم لمبی امیدیں باندھتے پھرتے ہیں۔ یہی سوچتے رہتے ہیں کہ اچھا نیکی کرلیں گے ابھی کونسی میری عمر ہے۔ اے بہن کیا تو نہیں دیکھتی کہ جوان العمر بچیاں دنیا سے رخصت ہوتی ہیں ان کو کندھوں پر اٹھا کر قبرستان میں چھوڑ کر آتے ہیں۔ کتنی دفعہ ایسا ہوا کہ شادی ہوئی پہلے بچے کی پیدائش کے وقت شہید ہو کر آخرت میں پہنچ جاتی ہیں تو موت کا کیا پتہ کب آجائے؟

عجیب بات

امام غزالیؒ نے ایک عجیب بات لکھی۔ فرماتے ہیں اے دوست تجھے کیا معلوم کہ بازار میں وہ کپڑا پہنچ چکا ہو جو تیرا کفن بننا ہے۔ تو ہم موت کو بھول چکے ہیں موت ہمیں نہیں بھولی۔

انسان کو ہر روز قبر ستر دفعہ پکارتی ہے

حدیث پاک میں آتا ہے ہر انسان کی قبر دن میں ستر مرتبہ یاد کرتی ہے اور کہتی ہے اے انسان انا بیت الواحدة (میں تنہائی کا گھر ہوں) انا بیت الظلمات

(میں اندھیروں کا گھر ہوں) انا بیت الحی والعقارب (میں کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں) اے انسان! میرے اندر تیاری کر کے آنا۔ لیکن یہ انسان دنیا کی زندگی میں مست ہوتا ہے۔ دنیا کے مال کا نشہ اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ چکا ہوتا ہے۔ آج کئی عورتوں کو دیکھا گیا کہ انہیں روز مرہ کے ضروری مسائل کا بھی پتہ نہیں ہوتا۔ ان مسائل کو نہ وہ خود پڑھتی ہیں نہ ان کو کسی سے پوچھنے کے مواقع میسر آتے ہیں۔ سنیے عورت کیسے کیسے نیکی کما سکتی ہے۔

عورت مرد کے برابر کیسے ثواب حاصل کر سکتی ہے؟

ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا آئیں اور عرض کرنے لگیں کہ میں عورتوں کی طرف سے نمائندہ بن کر آئی ہوں اور آپ سے سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ سوال پوچھو، وہ کہنے لگی سوال میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ مرد لوگ نیکی میں ہم سے بہت آگے نکل گئے فرمایا۔ وہ کیسے؟ کہنے لگی کہ مرد لوگ مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں انہیں اجر و ثواب زیادہ ملتا ہے، جہاد میں آپ کے ساتھ جاتے ہیں، یہ قبرستان میں جا کر جنازہ پڑھتے ہیں مردے کے کفن دفن میں شریک ہوتے ہیں، ہم گھروں میں بیٹھی رہتی ہیں تو ہمیں یہ نیکیاں نہیں ملتیں، مرد ہم سے آگے نکل گئے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا پوچھنے والی نے بہت اچھا سوال پوچھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا جو عورت گھر کے اندر نماز پڑھ لیتی ہے اس کو اس مرد کے برابر ثواب عطا کر دیتے ہیں اور پھر یہ بھی فرمایا جو عورت اپنے بچے کی خاطر رات کو جاگتی ہے (بچہ دودھ کے لئے جاگا یا بچہ اپنی کسی قضائے حاجت کے لئے جاگا اور ماں کو جاگنا پڑا) فرمایا جو عورت اپنے بچوں کی وجہ سے رات کو جاگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس مجاہد کے برابر اجر عطا

فرماتے ہیں جو سرحد پر کھڑا ہو کر ساری رات پہرہ دیتا ہے۔

سوچنے کی باتیں

سوچنے کی بات ہے اللہ رب العزت نے عورتوں کے لئے اس اجر و ثواب کو کتنا آسان کر دیا۔ وہ گھر میں نماز پڑھ لے گی تو مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ اسے گھر میں بچوں کی اچھی تربیت کرنے اور جاگنے کی وجہ سے سرحد پر پہرہ دینے والے مجاہد کے برابر اجر ملے گا۔ اللہ رب العزت نے عورتوں کے لئے کتنی آسانیاں فرما دیں۔

آسان نیکیاں

بعض روایات میں آتا ہے کہ کسی عورت نے اپنے ماں باپ کے گھر میں یا اپنے خاوند کے گھر میں کوئی ایک چیز جو بے ترتیب پڑی ہوئی ہو اس کو اٹھا کر ترتیب سے رکھ دیا، اس کے بدلے اللہ تعالیٰ ایک نیکی عطا فرماتے ہیں، ایک گناہ معاف فرماتے ہیں، جنت میں ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں۔ اب سوچئے کسی کو اس مسئلے کا علم ہو تو عورت دن میں کتنی نیکیاں کما سکتی ہے، کچن کی چیزیں ترتیب سے رکھ سکتی ہے، گھر کے کتنے کپڑے ترتیب سے رکھ سکتی ہے۔ عورت گھر کی کتنی چیزیں ترتیب سے رکھتی ہے مگر ان بیچاریوں کو مسئلے کا علم نہیں ہوتا۔ اللہ رب العزت ہمیں نیکی کا شوق عطا فرمائے۔ آمین

"وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین"

مقصد حیات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

انمول حقیقت

انسان جس راستے پر چلتا ہے اسے اس کے ذرات بھی نظر آتے ہیں۔اور جس راستے پر نہیں چلتا اس کے پہاڑ بھی نظر نہیں آتے۔

دنیا امتحان گاہ ہے

یہ دنیا امتحان گاہ ہے۔تماشا گاہ نہیں،سیر گاہ نہیں،آرام گاہ نہیں، بلکہ امتحان گاہ ہے۔افسوس کہ ہم نے اس کو چراگاہ بنالیا ہے۔

مقصد زندگی

مقصد زندگی اللہ کی بندگی اور مقصد حیات اللہ تعالیٰ کی یاد ہے، بندہ وہ ہوتا ہے

جس میں بندگی ہو ورنہ تو سراسر گندا ہوتا ہے، جھوٹ اور فریب کا پلندہ ہوتا ہے۔

قرآن آب حیات ہے

یہ قرآن صداقتوں کا مجموعہ...... حقیقتوں کا خزانہ...... یہ انسانیت کے لئے دستور حیات ہے، منشور حیات ہے، بلکہ انسانیت کے لئے آب حیات ہے۔

مقصد نزول قرآن

قرآن اللہ رب العزت نے اس لئے اتارا کہ ہم اسؔ کو پڑھیں اور اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔ جو پڑھتا جائے گا اور اس کے مطابق عمل کرتا جائے گا، دنیا اور آخرت میں درجہ پاتا جائے گا۔ یہ قرآن تجھے عزت و وقار دے گا تیرے ظاہر و باطن کو نکھار دے گا۔ یہ کتاب انسان کی شخصیت کو صیقل کرنے کے لئے آئی ہے، آئینے کی طرح بنانے کے لئے آئی ہے، یہ انسان کے دل کی میل دھونے کے لئے آئی ہے۔ انسان اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کرے تو اللہ رب العزت کی مدد شامل حال ہوتی ہے اور جب اللہ رب العزت کی مدد اترتی ہے تو انسان کی کشتی کنارے لگ جایا کرتی ہے. كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِينَ کتنی بار ایسا ہوا کہ ایک تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آ گئی یعنی کتنی بار ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے چڑیوں سے باز مروا دیئے۔ وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِينَ اللہ تو صبر وضبط وا[illegible] کے ساتھ ہے۔

بے اصولی کی زندگی

انسان کو اپنی زندگی کچھ اصول وضوابط کے مطابق گزارنی ہوتی ہے بے اصولی

کی زندگی پر اللہ رب العزت کی مدد کبھی نہیں اترتی۔ بے اصولی کی زندگی انسانوں کی نہیں حیوانوں کی ہوا کرتی ہے، ڈھورڈنگروں کی زندگی بے اصولی کی زندگی ہوتی ہے۔

مرضی کی زندگی

انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اس کی زندگی کا ایک نظام ہے نہ وہ اپنی مرضی سے دنیا میں آیا ہے نہ وہ اپنی مرضی سے دنیا سے جاتا ہے۔ اسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ درمیانی وقفے میں اپنی مرضی کی زندگی بسر کرے۔

فلاح کی زندگی

جس مالک وخالق نے اسے بھیجا۔ جس کے حکم سے وہ دنیا میں آیا ہے اور جس کے حکم سے وہ دنیا سے واپس جائے گا اگر اس کے حکموں کے مطابق زندگی گزارے گا تو فلاح پائے گا۔

مقصد زندگی

انسان کی ضرورت اور چیز ہے انسان کا مقصد اور چیز ہے۔ کھانا پینا اور دوسری چیزیں انسان کی ضرورت ہیں مقصد زندگی تو اللہ کی بندگی ہے۔

ع زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

انسانی زندگی کا ایک ورق

ہر گزرنے والا دن انسان کی زندگی کا ایک ورق ہے ہم اس پر اچھائی لکھتے ہیں

یا برائی لکھتے ہیں، یہ ہمارا اپنا کام ہے۔ یہ بات پکی اور سچی ہے کہ جو دن انسان کی زندگی میں گزر گیا وہ کبھی لوٹ کر واپس نہیں آسکتا۔ جو گزر چکا وہ ہاتھوں سے نکل چکا۔

تین دن

ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ دن تین طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ دن جو گزر چکا، وہ ہاتھوں سے نکل گیا۔ ایک وہ دن جو آگے آئے گا یعنی کل، پتہ نہیں وہ آئے یا اس سے پہلے معاملہ کچھ اور بن جائے۔ ایک آج کا دن یہ ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ چنانچہ فرماتے تھے اے انسان! نہ گزشتہ کل پر بھروسہ کرنا نہ آئندہ کل کی امید رکھنا۔ تیرے ہاتھوں میں آج کا دن ہے تو چاہے تو اسی دن میں اللہ کو راضی کرلے۔

رابعہ بصریہؒ کی بات

رابعہ بصریہؒ اللہ کی نیک بندی فرمایا کرتی تھی، اے انسان! اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتے کھاتے تیرے دانت گھس گئے اسکی تعریفیں کرتے کرتے تیری زبان نہ گھسی۔

عجیب بات

حضرت مولانا احمد علیؒ لاہوری اپنے درس میں ایک عجیب بات فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ بازار میں گیا، ایک مجذوب باخدا سے میری ملاقات ہوئی۔ میں قریب ہوا، سلام کیا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا احمد علی انسان کہاں بستے ہیں؟ میں نے بازار

میں کھڑے لوگوں کی طرف اشارہ کیا اور کہا حضرت یہ سب انسان ہی تو ہیں۔ میری بات سن کر انہوں نے لوگوں پر ایک عجیب سی نظر ڈالی اور کہا اچھا یہ سب انسان ہیں۔ ان کی توجہ کا اثر مجھ پر ایسا ہوا کہ میں نے دیکھا تو مجھے بازار میں کتے، بلے، خنزیر چلتے ہوئے نظر آئے۔ جب میری کیفیت ختم ہوئی تو میں نے دیکھا وہ بزرگ جا چکے تھے۔ یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت فرماتے تھے کہ مالک تو سب کا ایک...... مالک کا کوئی ایک...... ہزاروں میں نہ ملے گا لاکھوں میں تو دیکھ۔

کوئی قسمت والا ہوتا ہے کوئی بخت والا ہوتا ہے جو سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا کرتا ہے۔ من کان للہ کان اللہ لہ جو اللہ رب العزت کا بن جاتا ہے پھر اللہ اس کے ہو جایا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ستاری

یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی مہربانی ہے کہ ہم اپنی مرضی کی زندگی گزارتے ہیں پھر بھی دنیا ہماری تعریفیں کرتی ہے۔ کتاب ''اکمال الشیم'' میں ایک عجیب بات لکھی ہے ''اے دوست جس نے تیری تعریف کی اس نے درحقیقت تیرے پروردگار کی ستاری کی تعریف کی''۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے تیرے گناہوں کو ڈھانپا ہوا ہے تیرے گناہ لوگوں کی نظر سے اوجھل ہیں اس لئے لوگ تیری تعریفیں کرتے ہیں، جو تیری تعریف کر رہا ہے درحقیقت وہ تیرے پروردگار کی ستاری کی تعریف کر رہا ہے جس نے تجھے چھپایا ہوا ہے۔

اے دوست اگر اللہ رب العزت مخلوق کی زبان سے تیری ایسی تعریفیں کروائے جس کا تو مستحق نہیں تو تجھے چاہیے کہ اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کی ایسی

تعریفیں کر جس کا وہ مستحق ہے۔

اللہ کی ناراضگی کی نشانی

اللہ تعالیٰ جب انسان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنی اس کی رحمت متوجہ ہوتی ہے تو اس کی پہلی نشانی یہ ہے کہ انسان کو اپنے عیب نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ جب اللہ ناراض ہوتے ہیں تو اس کی پہلی نشانی یہ ہے اپنے عیب اپنی نظر سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ اسلئے انسان اپنے اوپر نظر ڈالے اپنی کوتاہیاں سامنے ہوں۔

جس دور پہ نازاں تھی دنیا ہم اب وہ زمانہ بھول گئے
غیروں کی کہانی یاد رہی ہم اپنا فسانہ بھول گئے
منہ دیکھ لیا آئینے میں پر داغ نہ دیکھے سینے میں
جی ایسا لگایا جینے میں مرنے کو مسلماں بھول گئے
تکبیر تو اب بھی ہوتی ہے مسجد کی فضا میں اے انور
جس ضرب سے دل ہل جاتے تھے وہ ضرب لگانا بھول گئے

لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگانے والے نوجوان

کہاں ہیں وہ نوجوان جو رات کے آخری پہر میں اٹھا کرتے تھے۔ "لا الہ الا اللہ" کی ضربیں لگاتے تھے سینوں میں دل کانپتے تھے۔

تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیرا جذب قلندرانہ

اگر انسان اپنے آپ کو بنائے تو یہ اتنا اوپر اٹھتا ہے اللہ کی قسم یہ ثریا کو بھی پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔

نسخہ کیمیا

یہ قرآن اس لئے بھیجا گیا کہ انسان اپنی زندگی میں اسے لاگو کر لے۔ پھر دنیا میں راج کرے۔

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی

عرب کو ہلا کر رکھ دیا تھا کیوں؟ قرآن زندگیوں میں لاگو ہو گیا تھا۔ یہ حقیقتوں کا خزانہ، یہ صداقتوں کا مجموعہ، جسے آج ہم نے اپنے گھر کے طاقچے میں رکھا ہوا ہے صحابہ کی زندگیوں میں لاگو تھا۔

نسخہ شفاء

ایک انسان دل کا مریض ہو، اور دنیا کے سب سے بڑے ڈاکٹر سے نسخہ لکھوائے اور نسخہ لکھوانے کے بعد اسے اپنی جیب میں ڈال لے۔ پھر کچھ عرصے کے بعد کہے، ڈاکٹر صاحب مجھے افاقہ نہیں ہو رہا۔ ڈاکٹر صاحب پوچھیں آپ نے نسخہ استعمال کیا تھا؟ یہ جواب دے کہ ڈاکٹر صاحب میں نے جیب میں ڈالا ہوا ہے تو وہ کیا کہے گا؟ وہ کہے گا اے عقل کے اندھے یہ نسخہ جیب میں ڈالنے سے شفا نہیں ہو گی اسکو کھانے پینے سے شفا ہو گی۔ یہ قرآن نسخہ شفا ہے۔ یہ ظاہری بیماریوں کی شفاء ہے مگر ہم اسے اپنے طاقچے کے اندر رکھ دیتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ شفا نہیں ہوتی، پھر کہتے ہیں کہ پریشانی ختم نہیں ہوتی۔ پیر صاحب کیا کریں ایک پریشانی ختم نہیں ہوتی

کہ دوسری اوپر سے آجاتی ہے، کیا کریں پیر صاحب گھر کا ہر آدمی افلاطون بنا ہوا ہے، جسکو دیکھو اسکا رخ جدا ہے، یہ کیوں ہوتا ہے؟ جب زندگیوں سے اللہ رب العزت کے احکام نکل جاتے ہیں پھر انسان کی زندگی سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔

مقصد حیات اللہ کی یاد

انسان اللہ رب العزت کی یاد کو اپنا مقصد حیات بنالے۔ ہر لمحہ اس کی یاد ہو ایک لمحہ بھی اس سے غافل نہ ہو۔ جس کا کھائیے اس کے گیت گائیے۔

گندم کا دانہ اور محنت

ایک گندم کا دانہ بننے کے لئے کس قدر محنت ہوتی ہے۔ زمین اس کو اپنے پیٹ میں رکھتی ہے، غذا پہنچاتی ہے، بادل پانی دیتے ہیں، سورج اپنی روشنی دیتا ہے، ہوا لگتی ہے، کتنی چیزیں اس پر عمل کرتی ہیں پھر جا کر وہ گندم کا دانہ بنتا ہے۔ وہ گندم کا دانہ جب انسان کے منہ میں آتا ہے انسان کھانے کے بعد شکر بھی ادا نہیں کرتا۔

دنبہ اپنے مالک کو پہچانتا ہے

آپ دیکھئے ایک جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا دنبہ، لیلا، مالک اس کے گلے کی رسی کھول دیتا ہے۔ پھر جدھر چلتا ہے دنبہ مالک کے پیچھے پیچھے جاتا ہے۔ اے انسان! ایک جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے تو انسان ہو کر اپنے مالک کو نہیں پہچانتا۔

انسان اور گھوڑے کا فرق

آپ دیکھتے ہیں کہ ایک گھوڑا جو کہ حیوان ہے، اگر کوئی آدمی اس کو پالتا ہے کہ

یہ میرے لئے جنگ میں کام آئے گا تو وہ گھوڑا اپنے مالک کی لاج رکھتا ہے۔ اگر مالک اسے ٹانگے میں جوت دے وہ بے زبان تھکا ہوا بیمار سارا دن کام کرتا ہے۔ اگر دوسرے دن اس کا مالک پھر اسے جوت دیتا ہے وہ گھوڑا درخواست نہیں دے سکتا کہ مجھے آج بیماری کی چھٹی چاہیے، وہ انکار نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے انسان کا اتنا ماتحت بنا دیا کہ اپنی ضرورت بھی پیش نہیں کر سکتا، پیاسا ہوگا مگر نہیں کہہ سکتا کہ مجھے پانی پلا دیجئے، دیکھیں تو کتنی گرمی ہے۔ کہیں مالک نے اسے جا کر روکا قریب گندی نالی تھی اسی میں سے پانی پینا شروع کر دیا۔ چلتا جا رہا ہے اسے چلتے چلتے حاجت ہوئی وہ چل بھی رہا ہے اور لید بھی کر رہا ہے، رکنا نصیب نہیں ہوتا۔ جو اسکی ضروریات زندگی ہیں ان کے لئے وقفہ نصیب نہیں ہوتا۔ سارے دن کا تھکا ہوا شام کو گھر آیا، مالک نے پتہ کیا آج تو چارہ آدھا ملا چلو آدھا ہی ڈال دیں۔ وہ نہیں کہہ سکتا کہ اے مالک! تو نے سارا دن مجھ سے کام لیا تھا، خوراک تو پوری دے دیتے۔ مالک جا کر سردی کی لمبی رات میں نرم گدوں پر سو جائے گا، گھوڑے کے لئے ٹھنڈی ہوا ہے، نہ بستر ہے، نہ بیوی بچے ہیں۔ کھڑا ہے تھک جائے گا تو بیٹھ جائے گا۔ اس کی بھی تو جان ہے، اگر اس کو زخم بھی آئے تو مالک پھر جوت دیتا ہے کہہ نہیں سکتا میرے زخم پر تو آپ نے کوئی مرہم نہیں لگائی۔ اس پر دوبارہ زین رکھ دینے سے میرے پرانے زخم ہرے ہو رہے ہیں، کچھ تو خیال کریں، نہیں کہہ سکتا۔ تکلیف کی وجہ سے بھاگ نہیں سکتا۔ مالک اس کو کوڑا لگا رہا ہے، مالک کی سختی برداشت کر رہا ہے اپنی طرف سے ہمت لگا رہا ہے کہ مالک کی مرضی کو پورا کر دے۔ یہ گھوڑا جس کو مالک نے پالا تھا اگر مالک اس کو لے کر دشمن کے مقابلے میں آ جائے سامنے دشمن کی صفیں ہیں مالک گھوڑے پر سوار ہے وہ گھوڑے کو ایڑی کا اشارہ کرتا

ہے۔ اس مالک کی ایڑی کو گھوڑا پہچانتا ہے، اس مالک نے ایڑی کیوں لگائی؟ یہ چاہتا ہے کہ میں آگے قدم بڑھاؤں۔ گھوڑا بڑھتا ہی چلا جاتا ہے، دشمن کی صفوں کو چیرتا ہے، سامنے نیزے ہوتے ہیں، سامنے تیر ہوتے ہیں، تلواریں ہوتی ہیں۔ گھوڑے کے جسم پر زخم پہ زخم لگ رہے ہوتے ہیں، اپنے مالک کی ایڑی کی لاج رکھ لیتا ہے، گھوڑا جان پر کھیل جاتا ہے اپنے مالک کے حکم کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ اگر ایک جانور انسان کا اتنا فرمانبردار ہے تو انسان کو اپنے مالک کا کتنا فرمانبردار ہونا چاہیے، ہم تو کھا کر بھی اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔ انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں، روزانہ ہر ہر جوڑ ٹھیک رہا شام کو سوتے ہوئے کتنے اللہ کے بندے شکر ادا کرتے ہیں کہ یا اللہ میرے سب جوڑ سلامت رہے۔ تیرا کرم واحسان ہے۔

عجیب واقعہ

ہمارے ایک دوست عجیب واقعہ سنانے لگے ایک صاحب کا ایکسیڈنٹ ہوا اس کی آنکھ کے اوپر کا پردہ کٹ گیا۔ کہنے لگے ایک دو گھنٹے گزریں تو آنکھ پر مٹی جم جائے۔ عام آدمی محسوس نہیں کر سکتا کہ ہوا میں کتنے باریک ذرات مٹی کی شکل میں ہوتے ہیں جو جمتے رہتے ہیں۔ اکثر آپ دیکھیں گے کہ اگر کوئی چیز رکھیں دوسرے دن اس پر مٹی نظر آئے گی۔ ہماری آنکھ کے اوپر اللہ نے پردہ بنا دیا یہ بند ہوتا ہے اور کھلتا ہے بند ہوتا ہے اور کھلتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تھوڑا تھوڑا پانی اندر سے خارج ہوتا ہے تو پانی کے ساتھ جیسے کسی چیز کو جھاڑو لگاتے ہیں یہ اللہ نے جھاڑو کا انتظام کیا ہوا ہے۔ یہ بند ہوتا ہے، کھلتا ہے، جھاڑو چل رہا ہوتا ہے۔ جب اس کی آنکھ کے اوپر والا گوشت کا پردہ کٹ گیا تو آنکھ ہر وقت بالکل ننگی رہنے لگی۔

مصیبت یہ بنی کہ ہوا میں معلق ذرات کی وجہ سے آنکھ پر مٹی کی تہہ آ جائے تو تھوڑی دیر کے بعد دھونا پڑے پھر مٹی جم جائے پھر دھونا پڑے، دن میں کوئی ۵۰ دفعہ دھونا پڑے۔ اب ایک دن میں پچاس دفعہ پانی ڈالا نہیں جاتا۔ لوگ عیادت کرنے آئے تو کہنے لگا آنکھ کا چھوٹا سا پردہ تھا کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ انسان کے جسم کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے اس کو دیکھو اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔

ہم میں سے کتنے ہیں جو رات کو سوتے وقت اس نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں۔ مانگتے تو ہم سب ہیں مگر اس کے دینے والے کا شکر ادا کرنے والے تھوڑے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ انسان کے دل میں غفلت ہوتی ہے، جب غفلت ہو انسان کا رویہ اور ہوتا ہے جب دل میں استحضار ہو، معرفت ہو پھر رویہ کچھ اور ہوتا ہے۔

عبرت انگیز واقعہ

ہمارے ایک دوست نے واقعہ سنایا کہ ایک آدمی انڈیا سے ہجرت کر کے پاکستان آیا۔ اس کے کئی رشتے دار تھے مگر ادھر ادھر بکھر گئے۔ اسکا ماموں بھی آیا تھا۔ وہ بھی پریشانی کے عالم میں کہیں گم ہو گیا۔ ایک دوسرے کو نہ مل سکے۔ اس آدمی نے محنت کی اللہ نے اس کو خوب مال پیسے والا بنا دیا۔ کئی سال گزر چکے تھے اس نے سوچا میں اپنی کوٹھی بنا لوں، اپنی کوٹھی بنانے لگ گیا۔ اسی دوران ایک بوڑھا آدمی اس کے پاس آیا کہنے لگا بیٹا میں قسمت کا مارا ہوں کوئی میرا رشتے دار عزیز نہیں ہیں تیری یہاں چوکیداری کروں گا تو مجھے کچھ کھانے پینے کے لئے دے دینا۔ غریب پروری بھی ہو گی اس نے سوچا چلو ٹھیک ہے دن رات یہیں پڑا رہے گا میرا فائدہ ہے۔ اس

نے کہا بوڑھے میاں آپ ادھر بیٹھ جایا کرو۔ میں آپ کو اتنے پیسے دوں گا، وہ بوڑھا آدمی کام کرنے لگ گیا۔ اب وہ بوڑھا آدمی کبھی صحت، کبھی بیماری، کبھی تھکاوٹ، کبھی کچھ، کبھی کچھ۔ جب اسے کسی کام میں دیر ہو جائے تو نوجوان اس پر برسنے لگ جائے، کوسنے لگ جائے کہ ایسا ہے، تو ویسا ہے۔ وہ بوڑھا آدمی بیچارہ رو پڑے۔ یہ آدمی پھر کسی غلطی پر اس کو ڈانٹے تو وہ بوڑھا آدمی پھر رو پڑے۔ ایک دن اس نوجوان نے اتنی گالیاں دیں کہ وہ بوڑھا آدمی کہنے لگا کہ بیٹا رزق دینے والا تو اللہ ہے تیرا دل خوش نہیں تو میں کہیں اور چلا جاتا ہوں، قسمت نے مجھے ایسا بنا دیا ورنہ پیچھے سے تو میں اپنے رشتے داروں کے ساتھ آیا تھا معلوم نہیں وہ کہاں چلے گئے۔ جب اس نے یہ بات کی تو اس نوجوان نے پوچھا۔ بابا آپ کے رشتے دار تھے؟ بوڑھے نے کہانی سنا دی۔ اس کہانی کے سننے کے بعد اس آدمی کو پتہ چلا کہ یہ میرے وہی گمشدہ ماموں ہیں جن کی یاد میں میری امی تڑپتی رہی۔ اب پاؤں پکڑ لئے اور کہنے لگا کہ مجھے معاف کر دینا ماموں مجھے معاف کر دینا...... معاف کر دینا...... مجھ سے غلطی ہوئی ...... مجھ سے کوتاہی ہوئی۔ یہ ساری کوٹھی آپ کی ہے جہاں چاہیں تشریف لے جائیں۔ اس نے کہا ناں ناں بیٹا مجھے اوقات کا پتہ چل گیا نوجوان کو ایک چیز سے واقفیت نہیں تھی برتاؤ کچھ اور تھا جب اس کا احساس ہو گیا اب برتاؤ کچھ اور ہے، اب قدموں میں پڑ رہا ہے جسے پہلے ٹھو

کریں لگا رہا تھا۔ یہی انسان کا حال ہے کہ جب تک اسے اللہ رب العزت کی معرفت نصیب نہیں ہوتی جانوروں کی سی زندگی گزارتا ہے اور جب کسی اللہ والے کا ہاتھ لگ جاتا ہے اور دل ڈھل جاتا ہے پھر احساس ہوتا ہے پھر آنکھ کھلتی ہے کہ میں

اب تک کیسی زندگی بسر کرتا رہا۔

سفید ریش عمر بارہ سال

ایک سفید ریش بزرگ سے کسی نے پوچھا بابا جی آپ کی عمر کتنی ہوگی؟ کہا کوئی دس بارہ سال ہوگی۔ کہنے لگا، بابا جی! آپ کے بال سفید اور آپ کہتے ہیں کہ بارہ سال کی عمر ہے۔ فرمایا کہ ہاں بیٹے جب سے میں نے سچی توبہ کی ہے بارہ سال گزرے ہیں یہی میری زندگی ہے اس سے پہلے میری زندگی نہیں شرمندگی تھی۔

شیخ کی صحبت کے فوائد

نیکوں کی صحبت انسان کے دل کو جگا دیتی ہے، انسان کو زندہ بنا دیتی ہے۔ جیسے پودے کو مالی کے ہاتھ لگ جائیں خوبصورت بن جاتا ہے اسی طرح سالک کو کسی شیخ کامل کے ہاتھ لگ جائیں تو اس کے اندر نکھار پیدا ہو جاتا ہے۔

قارون کے دھنسنے کا واقعہ اور توبہ

اللہ رب العزت کو انسان کی توبہ بہت محبوب ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر قارون نے کسی عورت کے ذریعے الزام لگوایا۔ جب حقیقت کھلی تو موسیٰ علیہ السلام کو بڑا دکھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اے اللہ! اس نے میری اوپر ایسا الزام لگایا۔ فرمایا ''اے میرے نبیؑ تو جو بھی حکم دے گا زمین اس کو مانے گی''۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ''اے قارون! دھنس جا۔'' قارون کچھ دھنس گیا زمین کو پھر کہا قارون پھر دھنس گیا۔ اب قارون رو رہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام مجھ معاف کر دیجئے۔ مگر موسیٰ علیہ السلام جلال میں تھے تیسری بار پھر فرمایا، اے زمین اسے نگل جا زمین اسے نگل گئی۔ جب زمین نگل چکی تو

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ اے میرے پیارے نبی آپ جلال میں تھے آپ نے تین دفعہ حکم دیا زمین نے اسے نگل لیا لیکن میں اپنے عزت وجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر اس وقت قارون میرے سامنے معافی مانگ لیتا اور میں معاملہ کر رہا ہوتا تو میں یقیناً اسکی توبہ کو قبول کر لیتا۔ اللہ رب العزت کو بندے کی توبہ بہت محبوب ہے۔

سچی توبہ

ایک بزرگ جا رہے تھے کچھ بچے آپس میں بحث کر رہے تھے۔ جب قریب سے گزرے تو وہ بچے کہنے لگے۔ بابا جی ہم آپس میں کسی مسئلہ پر بحث کر رہے ہیں۔ آپ ذرا فیصلہ کریں۔ اس نے کہا بیٹا کیا مسئلہ ہے۔ بچے نے کہا کہ ہم آپس میں بحث کر رہے ہیں کہ ایک آدمی بڑا نیک ہو، کبھی گناہ نہ کیا ہو، اس کے دل پر اللہ کی خاص نظر رہتی ہے یا ایک آدمی بڑا ہی گنہگار رہو اور سچی توبہ کر لے اس کے دل پر خاص نظر رہتی ہے۔ وہ بزرگ فرمانے لگے بیٹا میں عالم تو نہیں ہوں تاہم ایک بات میرے تجربے میں آئی ہے کہ میں کپڑا بنتا ہوں، کھڈی چلاتا ہوں، دھاگے ہوتے ہیں میرے تجربے میں بات آئی کہ جو دھاگہ ٹوٹ جاتا ہے میں اسے گرہ لگاتا ہوں اس کے بعد اس پر خاص نظر رکھتا ہوں کہ دوبارہ ٹوٹ نہ جائے ممکن ہے جو بندہ شیطان کے راستے کو چھوڑ کر سچی توبہ کر لے، اللہ سے اپنی گانٹھ باندھ لے ممکن ہے اس کے دل پر اللہ کی خاص نظر رہتی ہو کہ یہ بندہ دوبارہ نہ ٹوٹ جائے۔

صحبت اہل غافلانہ زندگی کا علاج

ہم لوگ انتہائی کمزوری اور غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ کتابوں میں لکھا ہے

کہ اگر کوئی کسی کی زمین پر قبضہ کرلے تو وہ زمین نیچے سات طبق تک قیامت کے دن اٹھا کر اس بندے کے سر پر رکھ دی جائے گی اب بتایئے کہ جو بندہ ایک بالٹی مٹی کی نہیں اٹھا سکتا۔ وہ دوسرے کی کئی کئی کنال زمین قبضے میں لے کر بیٹھا ہوتا ہے۔

شیطان کا دھوکہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اصل میں تو دل صاف ہونا چاہیے، اوپر سے کیا ہوتا ہے۔ میرے دوست یہ شیطان کا دھوکہ ہے دل بھی صاف ہونا چاہیے۔ مگر اس کے اثرات ظاہر یہ بھی ہونے چاہئیں۔ دونوں ضروری ہیں کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنے ظاہر کو درست کرتا ہے اللہ رب العزت اس کے باطن کو درست کر دیا کرتے تھے۔ ابو محذورا ﷺ ایک صحابی ہیں۔ لڑکپن کی عمر ہے اسلام قبول نہیں کیا۔ کچھ اور بچوں کے ساتھ بیٹھے ہنسی مذاق کر رہے ہیں اور حضرت بلال ﷺ جس طرح اذان دیتے تھے اس کی نقل اتار رہے ہیں۔ ادھر رسول اللہ ﷺ گزرے، آپ ﷺ نے بھی دیکھ لیا سن لیا۔ فرمایا ابو محذورا بات سنو، قریب آئے، گھبرا گئے، پسینہ پسینہ ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ڈر نہیں۔ جیسے اذان دے رہا تھا ویسے ہی اذان دے۔ چنانچہ اس نے ویسے ہی اذان دینا شروع کر دی، نقل اتارنا شروع کر دی۔ پڑھتے پڑھتے پڑھا "اشهد ان محمد رسول الله" اذان دی اذان کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا اب جاؤ۔ کہنے لگے اب ابو محذورا ﷺ کہاں جائے گا؟ جہاں آپ جائیں گے وہاں ابو محذورہ جائے گا۔ نقل اتار رہے تھے، میرے آقا ﷺ نے اذان سن لی تو اللہ تعالیٰ نے نقل کو اصل بنا دیا۔ انہی ابو محذورا ﷺ کو اللہ کے محبوب نے حرم شریف کی کنجیاں دے کر مؤذن بنا دیا۔ ۶۰ سال تک حرم شریف میں اذان

دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری نقل کو بھی اصل بنا دے اور ہماری صورت کو حقیقت میں تبدیل کر دے۔ بقول شخصے

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کر آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے صورت لے کے آیا ہوں

"وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین"

علمائے کرام اوران کی ذمہ داریاں

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

خوش نصیبی

یہ فقیر کی خوش نصیبی ہے کہ علماء اور صلحاء کے اس نمائندہ اجتماع میں کچھ طالب علمانہ معروضات پیش کرنے کا موقع دیا گیا ہے۔

احب الصالحین و لست منهم

لعل الله یرزقنی صلاحا

علم کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کے ہاں علم کی اتنی فضیلت ہے کہ حدیث میں علماء کو انبیاءؑ کا وارث کہا گیا ہے۔ یہ نبیوں کی وراثت ہے نصیبوں والوں کو حاصل ہوتی ہے۔ علم ایک روشنی ہے العلم نور حدیث پاک میں ہے علم ایک روشنی ہے۔ اس روشنی کے حاصل

ہونے کے بعد انسان کو اللہ رب العزت کی معرفت نصیب ہوتی ہے۔

کہ بے علم نتواں خدارا شناخت

(بے علم آدمی، جاہل آدمی، اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچان سکتا)

کہتے ہیں کہ راستے سے واقف ہو تو انسان اپنے لنگڑے گدھے کو بھی منزل پر پہنچالیا کرتا ہے۔ حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے کہ اگر علماء کرام نہ ہوتے تو عوام الناس ڈھور اور ڈنگروں کی زندگی گزارتے۔ یہ ان کا امت پر احسان ہے کہ انہوں نے علم کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھا اور سینہ بہ سینہ اس کو آگے پہنچاتے رہے۔ اس فریضہ سے عہدہ براء ہوئے اور آج وہ علم ہم تک پہنچ چکا ہے۔

علم کی اتنی اہمیت ہے کہ حدیث پاک میں فرمایا **اطلبوا العلم من المهد الى اللحد** تم علم حاصل کرو پنگھوڑے سے لے کر قبر میں جانے تک۔ ساری زندگی انسان اپنے آپ کو طالب علم سمجھتا رہے۔ حضرت سفیان ثوریؒ فرمایا کرتے تھے اگر نیک نیت ہو تو طالب علم سے افضل کوئی بھی نہیں ہوتا۔ ایک حدیث میں آتا ہے **عليكم بمجالسة العلماء** (تمہارے اوپر لازم ہے کہ علمائے کرام کی مجالس میں بیٹھو) **و استماع كلام الحكما** (اور تم داناؤں کی باتوں کو سنو) **فان الله تعالىٰ يحى القلب الميت بنور الحكمة كما يحى الارض المية بماء المطر** (اللہ تعالیٰ حکمت و دانائی سے مردہ دلوں کو اسی طرح زندہ کر دیتے ہیں جس طرح کہ بارش کے برسنے سے مردہ زمین کو زندہ کر دیا جاتا ہے)۔

عمل کی اہمیت

جہاں علم کی اہمیت ہے وہاں عمل کی بھی اہمیت ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ علم عمل کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے کھل جائے تو داخل ہو جاتا ہے ورنہ ہمیشہ کے لئے

رخصت ہو جاتا ہے۔ پس جس آدمی کے پاس فقط علم ہو عمل نہ ہو وہ علم اس کے لئے وبال ہوتا ہے **العلم بلا عمل وبال و العمل بلا علم ضلال** (علم بغیر عمل کے وبال ہے اور عمل بغیر علم کے گمراہی ہے) **العلم بلا عمل کشجر بلا ثمر** (علم بغیر عمل کے ایسا ہے جیسا کہ درخت بغیر پھل کے ہوتا ہے) جس طرح چراغ جلے بغیر روشنی نہیں دیتا علم بھی عمل کے بغیر روشنی نہیں دیتا۔ بے عمل عالم کی مثال پارس کی مانند ہے جو اوروں کو تو سونا بنا تا ہے اور خود پتھر کا پتھر ہی رہتا ہے۔ علم خشیت الٰہی کا دوسرا نام ہے **اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا**

ایک دفعہ حضرت مفتی محمد شفیعؒ تشریف فرما تھے، طالب علم حاضر خدمت ہوئے حضرت نے طلباء سے پوچھا کے بتاؤ علم کا کیا مفہوم ہے؟ کسی نے کہا پہچاننا' کسی طالب علم نے کہا جاننا۔ فرمانے لگے نہیں مجھے سمجھاؤ یہ کیا چیز ہے؟ طلباء اپنی باتیں کرتے رہے حضرت خاموش رہے۔ بالآخر ایک طالبعلم نے کہا حضرت! آپ ہی بتا دیجئے کہ علم کا کیا مفہوم ہے۔ حضرتؒ نے ایک عجیب بات فرمائی کہ علم وہ نور ہے جس کے حاصل ہو جانے کے بعد اس پر عمل کئے بغیر چین نہیں آتا۔ اگر عمل کئے بغیر چین آ گیا تو یہ نور نہیں بلکہ وبال ہے۔ اس لئے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بے عمل صوفیوں کی کتے کے ساتھ مثال دی اور بے عمل علماء کو گدھے کے ساتھ تشبیہ دی بلعم باعور بڑا صوفی تھا۔ **فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ** جو بنی اسرائیل کے بے عمل علماء تھے تو ان کے متعلق فرمایا...... **مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا** ان کی مثال گدھے کی سی ہے جس کے اوپر بوجھ لادا گیا ہے۔ علم کے بعد عمل کا درجہ ہے انسان علم اس نیت سے حاصل کرے کہ اس پر عمل کرنا ہے۔ عام مشاہدہ ہے کہ علم حاصل کرنے کے دوران جو طالب علم اس نیت

سے رہے کہ پہلے میں سارا علم حاصل کرلوں پھر اکٹھا اس پر عمل کروں گا تو وہ عموماً عمل سے محروم رہ جاتا ہے۔

سلف صالحین کا یہ معمول تھا کہ جس بات کا پتہ چلتا اس پر فوراً عمل کرتے تھے۔ علم آتا تھا ساتھ ہی عمل بھی آ جاتا تھا۔ اسی لئے علم نافع مانگنے کے لئے دعائیں کی گئی ہیں، اے اللہ ہمیں علم نافع عطا فرما ایسا علم جو نفع دینے والا ہو۔

علم اور معلومات میں فرق

دیکھیں ایک معلومات ہوتی ہیں اور ایک علم ہوتا ہے۔ معلومات اور چیز ہیں علم اور چیز ہے۔ غیر مذاہب کے لوگ بھی عربی زبان پڑھتے ہیں، غیر مسلموں کو فقیر نے باہر ملکوں میں دیکھا اتنی پیاری عربی بول رہے ہوتے ہیں کہ انسان ان سے عربی میں گفتگو کرتے ہوئے حیران ہو جاتا ہے۔ یہودی اور عیسائی قرآن پاک کی تفسیر جانتے ہیں اور ترجمہ پڑھتے ہیں۔ جس نے سب سے پہلے قرآن پاک کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ "پکتھل" وہ اس وقت تک غیر مسلم تھا۔ ہمیں تصور نہیں کہ باہر کے ملکوں کی یونیورسٹیوں میں قرآن پاک پر یہودی کتنا وقت دیتے ہیں، کتنی محنت کرتے ہیں۔ مگر وہ معلومات ہوتی ہیں علم نہیں ہوتا۔ کیونکہ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا اسی (قرآن) سے بعض لوگوں کو گمراہی ملتی ہے اور بعض لوگوں کو ہدایت ملتی ہے۔ معلومات ہونا اور چیز ہے اور علم کا ہونا اور چیز ہے۔ اس لئے فرمایا اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ آپ نے دیکھا اس کو جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنالیا۔ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ اور اس کے دل پر مہر لگا دی وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً اور اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ کون ہے اللہ کے سوا کوئی اور ہدایت دینے والا اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ تمہیں اب بھی نصیحت نہیں

ہوتی۔

علم اور عمل کا تضاد

علم پہلا درجہ ہے اور عمل دوسرا درجہ ہے۔ بے عمل عالم کی مثال گدھ کے ساتھ دی گئی کہ یہ اڑتا تو فضاؤں میں ہے مگر مردار کھایا کرتا ہے۔ مسائل تو وہ جانتا ہے جو اوج ثریا تک پہنچانے والے ہیں مگر حرام کا مرتکب ہو رہا ہوتا ہے۔ آج ایسا وقت آچکا ہے کہ وہ علماء جو حلال مال سے اپنا پیٹ نہیں بھرا کرتے تھے آج ان کی اولادیں حرام مال سے اپنے پیٹوں کو بھر رہی ہیں۔ وہ علماء جو چٹائی کے اوپر بھی ساری رات نہیں سویا کرتے تھے آج ان کی اولادیں نرم بستروں کے اوپر شب باشی کرتی ہیں۔ وہ علماء جن کے چراغ کے تیل کا خرچہ ان کے کھانے پینے کے خرچ سے بھی زیادہ ہوا کرتا تھا آج ان کی اولادیں دنیاداری کے چکروں میں پڑی ہوئی ہیں۔

علم عمل اور اخلاص

جس کو اللہ رب العزت علم عطا فرمادے اور عمل بھی نصیب فرمادے۔ اب اس میں ایک تیسری چیز کی ضرورت ہے جسے اخلاص کہتے ہیں فرمایا **اَلاَ لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصِ** جان لو کہ اللہ کے لئے خالص دین ہے۔ اخلاص کے ساتھ عمل کیا جائے تو اللہ کے ہاں قبول ہوگا۔ ورنہ بدون اخلاص عمل قبول نہیں کیا جائے گا **مخلصين له الدين** ایسا عمل جو اخلاص سے کر رہے ہوں، خالصتاً اللہ رب العزت کی رضا کے لئے ہو **الناس کلهم هالکون الا العالمون** (انسان سب کے سب ہلاک ہونے والے ہیں سوائے علماء کے) **والعالمون کلهم هالکون الا العاملون** (علماء

سب کے سب ہلاک ہونے والے ہیں سوائے ان کے جو عمل کرنے والے ہیں) **والعاملون کلھم ھالکون الا المخلصون** اور عمل کرنے والے بھی سب کے سب ہلاک ہونے والے ہیں سوائے ان کے جو مخلص ہیں **والمخلصین علی خطر عظیم** اور مخلص بھی بڑے عظیم خطرہ میں ہیں کہ موت سے پہلے پہلے شیطان ان پر بھی ڈاکہ نہ مار لے۔ تو یہ تین مرتبے ہیں۔ علم عمل اور اس میں اخلاص۔ عمل خالصتاً اللہ کی رضا کے لئے ہو۔ فقیہ ابو اللیثؒ سمرقندی نے ایک عجیب مثال لکھی ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے اخلاص گڈریے سے سیکھا۔ کسی نے کہا حضرتؒ اخلاص آپ نے گڈریے سے کیسے سیکھا۔ فرمایا گڈریا جب بکریوں کے درمیان بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہوتا ہے اس کے دل میں رتی برابر بھی خیال نہیں ہوتا کہ یہ بکریاں میری تعریف کریں گی۔ ہم نے یہاں سے اخلاص سیکھا کہ انسان لوگوں کے درمیان بیٹھ کر اس طرح عبادت کرے کے دل میں رتی برابر بھی خیال نہ ہو کہ لوگ میری تعریف کریں گے۔ جس طرح گڈریا بکریوں سے بیگانہ ہو کر نماز پڑھتا ہے اسی طرح اللہ والے لوگوں کے درمیان بیٹھ کر عبادت کرتے ہیں۔ وہ بھی لوگوں سے بیگانے ہوتے ہیں، مخلوق سے کٹ جاتے ہیں، اللہ رب العزت سے واصل ہو جاتے ہیں۔ اس کو کہا گیا کہ **ان تعبد اللّٰہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک** (تو اللہ کی عبادت ایسے کر کہ جیسے تو اسے دیکھتا ہے اور اگر یہ کیفیت نصیب نہیں تو ایسے کر جیسے وہ تمہیں دیکھ رہا ہے) یہ مقام احسان ہے جس کا حدیث جبرائیل علیہ السلام میں تذکرہ آیا ہے اس کی بہت اہمیت ہے۔

ہیرے موتیوں سے قیمتی عالم

جب کوئی آدمی علم بھی حاصل کر لے، عمل بھی اور اخلاص بھی نصیب ہو جائے۔

اب یہ ہیرے اور موتی سے بھی زیادہ قیمتی بن گیا۔اب اس پر عالم کا لفظ صادق آتا ہے جن کے بارے میں فرمایا گیا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل (میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں) العلماء ورثة الانبیاء (علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں) یہ ورثاء ہیں کہ جن کو قیامت کے دن انبیاء کی لائن میں بچی ہوئی خالی جگہ پر کرسیاں دے کر بٹھایا جائے گا۔صرف اتنا فرق ہوگا کہ ان کے سروں پر نبوت کے تاج نہیں ہونگے ورنہ لائن ایک بن جائے گی۔سبحان اللہ' حیران ہوتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے کتنے مرتبے عطا فرمائے ہیں۔ایسا بندہ جس نے ان تینوں رتبوں کو حاصل کرلیا اب اس کا جاگنا تو عبادت ہے ہی سہی اللہ رب العزت نے اس کے سونے کو بھی عبادت بنادیا۔نوم العلماء عبادة (علماء کی نیند بھی عبادت ہوتی ہے)۔

علم ایک طاقت ہے

علم ایک طاقت ہے، علم ایک قوت ہے' علم ایک طاقت ہے۔طاقت کا استعمال ہم نہیں جانتے۔جب انسان اس طاقت کو استعمال کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ دنیا میں اس کو سرخروئی عطا فرمادیتا ہے۔دیکھیے حضرت یوسف علیہ السلام جن کے بارے میں فرمایا فَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ (جب وہ اپنی بھرپور جوانی کی عمر کو پہنچ گئے۔ہم نے اس کو حکمت اور علم عطا کیا اور ہم نیکوکاروں کو ایسے ہی جزا دیا کرتے ہیں) علم ملا حکمت ملی پھر آزمائش آ گئی۔ آزمائش بھی کیسی؟ اللہ اکبر۔عزیز مصر کی بیوی نے گناہ کی دعوت دی مگر اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی۔پھر جیل میں کئی سال تک پڑے رہے۔جب آزاد ہوئے تو پھر جن عورتوں نے ان کو گناہوں کی طرف مائل کیا تھا انہیں عزیز مصر نے بلایا اور کہا اِنَّكَ

اَلْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ (یوسف علیہ السلام فرمانے لگے، آپ مجھے خزانوں کا نگہبان مقرر کردیں) اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ (میں محافظ بھی ہوں میرے پاس اس کا علم بھی ہے) سبحان اللہ۔ چنانچہ وہ خزانے ان کے حوالے کر دیئے گئے۔ دیکھیں کیسے اللہ تعالیٰ انہیں تخت پر بٹھا رہے ہیں۔ (لمبی باتیں ہیں آپ پہلے ہی جانتے ہیں بلکہ بہتر جانتے ہیں میں تو چند طالبعلمانہ گزارشات کر رہا ہوں) بالآخر وہ وقت بھی آیا جب بھائی دروازے پر آئے کھڑے ہیں۔ جب وہ بھائی داخل ہوئے تو انہوں نے سمجھا یہ عزیز مصر ہے۔ کہنے لگے یٰۤاَیُّھَا الْعَزِیْزُ (اے عزیز مصر) مَسَّنَا وَ اَھْلَنَا الضُّرُّ (ہمیں اور ہمارے اہل خانہ کو تنگ دستی نے بے حال کر دیا) وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْکَیْلَ (اور ہم ایسی پونجی لائے ہیں جو پوری نہیں ہے، مال پورا نہیں ہے، ہمیں وزن پورا دے دیں) وَ تَصَدَّقْ عَلَیْنَا (اور ہمارے اوپر صدقہ خیرات کردیں) اِنَّ اللّٰہَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ (اللہ تعالیٰ صدقہ دینے والوں کو جزا دیتا ہے) جب یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ میرے بھائیوں کا یہ حال ہو گیا ہے۔ آج میں تخت پر بیٹھا ہوں اور یہ فرش پر کھڑے ہیں۔ یہ جھولی پھیلا کر کہتے ہیں ہمارے اوپر صدقہ خیرات کردیں۔ اِنَّ اللّٰہَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ (اللہ صدقہ دینے والوں کو جزا دیتے ہیں) تو یوسف علیہ السلام نے پوچھا مَا فَعَلْتُمْ بِیُوْسُفَ (تم نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا کیا تھا؟) کہنے لگے ءَاِنَّکَ لَاَنْتَ یُوْسُفُ (کیا آپ یوسف علیہ السلام ہیں؟) فرمایا اَنَا یُوْسُفُ (میں یوسف ہوں) وَ ھٰذَا اَخِیْ اور یہ میرا بھائی (بنیامین) ہے قَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَیْنَا (تحقیق اللہ نے ہم پر احسان کیا) اِنَّہٗ مَنْ یَّتَّقِ وَ یَصْبِرْ (جو شخص اپنے اندر تقویٰ پیدا کرتا ہے، صبر وضبط پیدا کرتا ہے) فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ

اَلْمُحْسِنِیْنَ (اللہ نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتے) ہر دور میں اور ہر زمانے میں جو برادران یوسف علیہ السلام کی طرح جانتے بوجھتے ہوئے گناہوں میں پڑے گا اللہ تعالیٰ اس کو فرش پر کھڑا کریں گے اور جو یوسف علیہ السلام کی طرح گناہوں سے بچے گا اللہ تعالیٰ اس کو عرش پر بٹھائیں گے۔

مؤمن کے ہتھیار

علم طاقت اور قوت کا نام ہے، جن علماء کو یہ قوت نصیب ہوتی ہے ان کے ہاتھ اٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ دنیا کا جغرافیہ بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ ملا جیونؒ کا مشہور واقعہ ہے کہ بادشاہ کو مصیبت پڑ گئی۔ حضرت جب مصلے پر بیٹھے کہنے لگا اگر حضرت کے ہاتھ اٹھ گئے آئندہ میری نسل ہی ختم ہو جائے گی۔ یہ مومن کے ہتھیار ہوتے ہیں الوضوء سلاح المؤمن مصلیٰ تسبیح یہ ہتھیار ہیں۔ ان سے وہ کام ہوتا ہے جو دنیا کے میزائلوں سے بھی نہیں ہو سکتا، ان کے ہاتھوں کے اٹھنے سے وہ تبدیلیاں آتی ہیں جو دنیا میں ایٹم بموں کے پھینکنے سے بھی نہیں ہوتیں۔ یہ علماء کرام امت کے امام ہوتے ہیں۔ وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً (اور ہم نے ان میں امام بنائے) یَهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ یہ ان کا فرض منصبی ہوتا ہے خود یقین ہو۔ پھر دین کے لئے وہ کام کر رہے ہوں۔

علم، عمل اور اخلاص کی قوتیں

تین باتیں ہیں علم عمل اور اخلاص۔ جب یہ تینوں چیزیں آجایا کرتیں ہیں تو پھر یہ ایک قوت بن جایا کرتی ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی اسمبلی کا اجلاس بلایا ہوا تھا۔ فرمایا یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اے میرے امراء!، اے مرے ایم این اے حضرات!

جب Prime Minister وقت کا نبی ہو تو پھر ایم این اے ایسے ہوتے ہیں۔ اے میرے اسمبلی کے ممبرو! اَيُّكُمْ يَأْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ کون ہے تم میں سے جو اس (بلقیس) کا تخت میرے پاس لے آئے۔ اس سے پہلے کہ وہ میرے پاس فرمانبردار بن کر آ جائے۔ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ (جنوں میں سے ایک عفریت بولا) اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ (میں لیکر آتا ہوں اس سے پہلے کہ آپ اپنی جگہ سے کھڑے ہوں) فرمایا یہ دیر ہے۔ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ (کہا اس نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا) اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ (میں اسے آپ کے پاس لیکر آتا ہوں اس سے پہلے کہ آپ اپنی انکھ جھپکیں) فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ۔ سبحان اللہ

جب علم، عمل اور اخلاص یہ تینوں چیزیں یک جا ہو جاتی ہیں تو قوت ایمان روحانی بن جاتی ہیں۔

صحابہؓ کی مثالیں

علم، عمل اور اخلاص یہی چیزیں صحابہؓ کرام کی زندگی میں آپ دیکھیں گے۔ کھڑے مدینہ طیبہ میں ہوتے تھے کہتے تھے یا سارية الجبل ہوا ان کے پیغام کو ہزاروں میل دور پہنچا دیتی تھی۔ کبھی ایسا ہوتا تھا کہ مدینہ میں بیٹھے ہیں زمین میں زلزلہ آتا ہے تو زمین پر ایڑی مارتے ہیں اور کہتے ہیں اے زمین تو کیوں ہلتی ہے کیا عمرؓ نے تیرے اوپر عدل قائم نہیں کیا، زمین کا زلزلہ ختم ہو جاتا تھا۔ کبھی دریائے نیل میں رقعہ ڈالا جاتا ہے، دریائے نیل آج بھی چل رہا ہے اور عمرؓ بن خطاب کی عظمتوں کی گواہیاں دے رہا ہے۔ کبھی مدینہ کی طرف آگ بڑھتی ہے ایک صحابیؓ

جاتے ہیں اور جیسے کوئی چھانٹے مار کر کسی جانور کو بھگاتا ہے وہ اپنی کپڑے سے مار مار کر آگ کو اس غار میں واپس پہنچا دیتے ہیں۔ ایک صحابیؓ قافلے سے بچھڑ گئے تھے شیر کو دیکھا تو اپنی طرف بلایا اور کہا تجھے آدم کی بو آتی ہے تو راستہ پہچان لے گا، مجھے قافلے تک پہنچا۔ شیر دم ہلاتا ہوا قدموں میں آجاتا ہے صحابیؓ اس کے اوپر سوار ہو کر قافلے تک پہنچ جاتے ہیں۔

کہیں امیر لشکر دریا میں سے باہر نکل کر پوچھتے ہیں کوئی چیز تو نہیں رہ گئی ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ میرا لکڑی کا پیالہ رہ گیا ہے۔ دریا کو حکم دیتے ہیں اسی وقت ایک موج آتی ہے اور لکڑی کا پیالہ ان کے حوالے کر دیتی ہے۔ ایک وقت تھا کہ ان لوگوں کے سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک اللہ کے احکام لاگو ہوتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں کو خالی نہیں لوٹایا کرتے تھے۔

حدیث قدسی میں فرمایا۔ میرے کچھ بندے ایسے ہیں بکھرے بالوں والے کہ اگر کسی دروازے پر پہنچیں تو انہیں دھتکار دیا جائے مگر میرے ہاں وہ مقام ہوتا ہے **لو اقسم علی اللہ لابرہ** (اگر وہ اللہ پر قسم اٹھالیں اللہ ان کی قسم کو ضرور پورا کر دے)۔ اللہ رب العزت کے ہاں پھر مرتبہ بن جاتا ہے۔ **من کان للہ کان اللہ لہ** (جو اللہ کا ہو جاتا ہے پھر اللہ اس کے بن جاتے ہیں)۔

اسباب کے بغیر اللہ کی مدد

علم عمل اخلاص ان تین چیزوں کے جمع ہونے کا نام ایک قوت ہے ایک طاقت ہے اور یہ طاقت جب ایمان والوں میں تھی اس وقت ان کا رعب دشمنوں کے دلوں میں ہوتا تھا اللہ تعالیٰ بغیر اسباب کے ان کو کامیاب فرما دیتے تھے فرمایا **وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ** تم سست نہ ہو، تمہارے اندر

حزن بھی نہ ہو۔ تمہیں اعلیٰ اور بالا ہو گے اگر تم ایمان والے ہو گے۔ اللہ تعالیٰ تو مدد کے وعدے فرماتے ہیں۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْھَاد (ہمارے ذمے ہے مدد اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی اس دنیا کی زندگی میں بھی اور جس دن گواہیاں قائم ہوں گی)۔ اللہ تعالیٰ تو مدد کے وعدے فرما رہے ہیں بلکہ فرمایا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِاَعْدَاءِ کُمْ (اللہ تمہارے دشمنوں کو جانتا ہے) اور دوسری جگہ فرمایا وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا (اللہ تعالیٰ کبھی بھی کافروں کو راستہ نہیں دیں گے کہ وہ ایمان والوں تک پہنچ سکیں) اللہ تعالیٰ انکے درمیان حائل ہو جائے گا۔ دیکھا، جنگ احزاب میں سارے چڑھ دوڑے تھے کہ مٹھی بھر مسلمانوں کو ختم کر ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ فرمایا وَرَدَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِغَیْظِھِمْ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا (اللہ تعالیٰ نے ان کو واپس لوٹا دیا ان کے غیظ کے ساتھ (اور) ان کے پلے کچھ بھی نہ آیا) یوں اللہ تعالیٰ بدون اسباب کے ایسے لوگوں کے اوپر غلبہ عطا فرما دیتے ہیں۔

بنو قریظہ کے یہودیوں کے پاس بڑے بڑے قلعے تھے۔ فقیر نے ان کے کچھ آثار دیکھے۔ ایک ایک میٹر چوڑی چٹانوں کی دیوار بنائی ہوئی تھی۔ قد آدم سے بہت اونچی۔ وہ سمجھتے تھے کہ مسلمان ان قلعوں کو فتح نہیں کر سکتے۔ اور کہتے تھے کہ اللہ کے راستے میں یہ قلعے رکاوٹ بن جائیں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی فتح بھی آسان کر دی۔ ہوا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب پیدا کر دیا۔ آپس میں بیٹھ کر مشورہ کرنے لگے، مسلمان جہاں جاتے ہیں چڑھ دوڑتے ہیں کہیں ہمارے اوپر ہی نہ چڑھ دوڑیں۔ بہتر ہے کہ خود ہی شہر خالی کر کے کہیں اور چلے جائیں، اپنا سامان باندھ کر بھاگنے لگے۔ ایمان والوں کو پتہ چلا تو انہوں نے

ان کو بھاگنے میں مدد کی۔سبحان اللہ۔

اللہ تعالیٰ عجیب انداز سے فرماتے ہیں۔ھو الذی کے الفاظ کے ساتھ اپنا تعارف کرواتے ہیں۔

هُوَ الَّذِیْ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْا اَنَّهُمْ مَا نِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِنَ اللّٰهِ فَاَتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَ قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِی الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ

(تمہیں گمان بھی نہیں تھا کہ تم ان کو نکال سکو گے اور ان کا اپنا بھی یہ گمان تھا کہ ان کے قلعے اللہ کے راستے میں رکاوٹ بن جائیں گے۔اللہ ایسی طرف سے آیا جس کا ان کو گمان بھی نہیں تھا اور ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب پیدا کر دیا اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو خراب کرنے لگے۔پھر مسلمانوں نے انہیں بھاگنے میں مدد دی،اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو)۔

جب اللہ تعالیٰ مدد کرنے پر آتے ہیں تو بدون اسباب کے غلبہ عطا فرما دیتے ہیں۔وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اللہ کے یہ وعدے ہیں وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا (کون ہے اللہ سے زیادہ جو اپنی باتوں سے سچا ہو) اللہ کے وعدے ہیں ایمان والوں سے نیک اعمال کرنے والوں سے۔اللہ کے وعدے ہیں کہ میں تمہیں اپنی زمین کا وارث بناؤں گا۔سبحان اللہ،سبحان اللہ

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْناً يَعْبُدُوْنَنِي لَا يُشْرِكُوْنَ بِي شَيْئًا وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَ اُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ

اللہ کی مدد کے اصول وضوابط

اصول وضوابط بتا دیئے کہ کس طرح انسان کو غلبہ عطا کیا جاتا ہے صحابہ ؓ کی بھی شروع میں یہی حالت تھی کہ ٹمٹماتے ہوئے چراغ تھے۔ کافر کہتے تھے ہم جب چاہیں گے پھونک مار کر بجھا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ۔ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ایک یہ وقت تھا پھر ایک وہ وقت بھی آیا جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیتیں اتر رہی تھیں۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ اسی دن یہ آیات بھی اتریں۔ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ آج کے دن یہ کفار تمہارے دین سے ناامید ہو چکے۔ ان کے دلوں میں یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ مسلمان لوہے کے چنے ہیں انہیں چبانا آسان کام نہیں ہے۔ سبحان اللہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِيْنَ کتنی بار ایسا ہوا کہ تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آ گئی۔ اللہ تو صبر ضبط والوں کے ساتھ ہے اگر ہم اپنے اندر علم اور اخلاص پیدا کر لیں گے تو اللہ رب العزت کی مدد ہوگی۔ جب اللہ کی مدد آتی ہے تو کشتی ہمیشہ کنارے لگ جایا کرتی ہے۔ کبھی گرداب میں نہیں پھنسی رہتی۔ اللہ جب چاہتا ہے چڑیوں ں سے باز مروا دیا کرتا ہے۔ یہ اس کی مدد ہوا کرتی ہے۔

دین کاغم

آج علماء کرام کے اوپر ذمہ داریاں ہیں۔ امت پریشان حال ہے، ملک اور بیرون ملک کی بہت ساری باتوں کا پیش نظر رہنا انتہائی ضروری ہے کیوں؟ علماء کرام دین کاغم نہیں کریں گے تو دین کاغم کون کرے گا۔ یہ تو ان کو وراثت میں ملا جو وارث ہوا اسی کوغم کرنا پڑتا ہے۔ ملک میں بھی دین کے خلاف کتنے فتنے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں یہ فقیر اس وقت دنیا کے کئی ملکوں کا سفر کر چکا ہے۔ اور اس دفعہ امریکہ کی 22 ریاستوں کا سفر کر کے آیا ہے۔ الحمدللہ وہاں کے مسلمانوں کی حالت کو دیکھا۔ کچھ باتیں ایسی ہیں جو آپ کے علم میں لانی ضروری ہیں۔

اسلام کے دشمن

پہلی بات یہ ہے کہ یہودی اور عیسائی دین اسلام کے پکے دشمن ہیں، یہ سانپ ہیں جب موقعہ ملتا ہے ڈستے ہیں، یہ بچھو ہیں جب موقع ملتا ہے کاٹتے ہیں۔ قرآن نے پہلے فرما دیا تھا۔ وَ لَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصَارٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ یہود و نصاریٰ آپ سے راضی نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ آپ ان کی اتباع کریں۔ اتباع کے بغیر وہ راضی نہیں ہو سکتے۔ وہ ان علماء سے راضی ہوں گے جو علماء ان کے مقصد کے تحت کام کریں گے اور جو علماء اللہ کے دین کے لئے کام کرنے والے ہوں گے وہ ان علماء کو اپنا دشمن سمجھیں گے۔

علماء کی کردار کشی

آج دیکھو دین کے لئے کام کرنے والوں کو دہشت گرد مشہور کر دیا گیا ہے۔ اس کو بنیاد پرست (Funfamantlist) مشہور کر دیا ہے۔ یہ علماء کرام کی

کردار کشی کرنے کی سازش ہے کہ پوری دنیا میں ان کے کردار کو مسخ کر کے رکھ دیا جائے۔

اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ

یہودیوں اور عیسائیوں نے اس قدر حالت خراب کر رکھی ہے کہ ہر وقت کوئی نہ کوئی اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں۔ عوام الناس کو صحیح صورتحال معلوم ہی نہیں ہونے دیتے۔ جب بھی موقع ملتا ہے اسلام کی مخالفت کرتے ہیں اسلامی تنظیموں میں اپنے بندے ڈال کر پیسہ دیکر ایسی ایسی سیٹوں پر بندے بٹھا دیتے ہیں کہ مسلمانوں کی آرگنائزیشن ان کے لئے کام کر رہی ہوتی ہے۔

یہودیوں کی سازشیں

یہودیوں کو اپنے بارے میں بڑا مان ہے اور کہتے ہیں نَحْنُ اَبْنَاءُ اللّٰهِ وَاَحِبَّاءُهٗ ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے بڑے چنے ہوئے ہیں۔ اللہ کے بڑے محبوب بندے ہیں۔ اپنے بارے میں انہیں یہ گمان ہے کہ ہم Marshal Race ہیں۔ باقی ساری دنیا رعایا ہیں ہم حاکم ہیں۔ بنی اسرائیل پر جو اللہ نے انعامات کئے تھے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ انعامات قیامت تک ہمارے ہی لئے ہیں۔

چنانچہ ان کے دل میں ایک مان بیٹھ گیا ہے۔ مال و دولت پر ان کی حکمرانی ہے جس ملک میں چاہتے ہیں وہاں پیسے کے ذریعے سے انقلاب لے آتے ہیں، جب چاہتے ہیں، وہاں حکومت چھین لیتے ہیں، جس ملک میں چاہتے ہیں اس میں فتنہ برپا کر دیتے ہیں، اچھے بھلے جہاد کو فساد میں تبدیل کر کے رکھ دیتے ہیں، یہودی اسلام کا اتنا عیار دشمن ہے کہ آپ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔

برکت کی جگہ

دیکھیں کہاں جا کر بسے ہیں یہ بیت المقدس سے لے کر ملک شام کی زمین تک پھیل گئے ہیں۔ جہاں قرآن پاک نے بار بار کہا کہ ہم نے اس میں برکت رکھی وئی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ہم میں سے بعض کو پتہ ہی نہ ہو۔ وہ قرآن پاک پڑھتے ہیں، انہوں نے اس میں غور کیا ہے، انکو پتہ ہے کہ چند جگہیں ہیں جہاں مسلمانوں کی کتاب بتاتی ہے کہ ہم نے ان جگہوں کے اندر برکت رکھ دی ہے۔ آج اس علاقے کے اوپر اپنا Hold کیا ہوا ہے۔ قرآن پاک میں پانچ جگہوں پر بتایا گیا ہے کہ ہم نے اس جگہ میں برکت رکھی ہوئی ہے۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سُبْحَانَ الَّذِیُ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیُ بَارَکْنَا حَوْلَهٗ دیکھا اس کے اردگرد برکت کا قرآن کتنی وضاحت کے ساتھ اعلان کررہا ہے۔ پھر فرمایا وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ اِلَی الْاَرْضِ بَارَکْنَا فِیْهَا وَ کُنَّا بِکُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ برکت کے ثبوت میں تیسری آیت وَ نَجَّیْنٰهُ وَلُوْطاً اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ بَارَکْنَا فِیْهَا لِلْعَالَمِیْنَ چوتھی آیت وَ جَعَلْنَا بَیْنَهُمْ وَ بَیْنَ الْقُرَی الَّتِیْ بَارَکْنَا فِیْهَا قُرًی ظَاهِرَةً وَّ قَدَّرْنَا فِیْهَا السَّیْرَ پانچویں آیت وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ کَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِیْ بَارَکْنَا فِیْهَا پانچ مقامات پر قرآن اس برکت کے موجود ہونے کے متعلق کہتا ہے۔ اس لئے آج اسرائیل اس جگہ پر جم کر بیٹھا ہوا ہے۔

فرانس میں یہودیوں کے روزے رکھنے کا واقعہ

یہ فقیر فرانس گیا تو ایک دوست کہنے لگے کہ رمضان المبارک آیا۔ مجھے روزے

رکھنے تھے تراویح پڑھنی تھی۔ میں نے اپنے پروفیسر سے کہا کہ مجھے چھٹی دے دو اس نے کہا کیوں؟ میں نے کہا کہ مجھے فلاں جگہ جانا ہے اور وہاں سے میں روز نہیں آ سکتا۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں یہیں جگہ بتا دیتا ہوں۔ میں نے کہا کہ بہت اچھا۔ وہ مجھے یونیورسٹی میں ایک جگہ لے گئے جہاں پر گورے چٹے نوجوان لڑکے کالی داڑھیاں، عمامے باندھے ہوئے، جبے پہنے ہوئے، مسواک سے وضو کر رہے ہیں، نمازیں پڑھ رہے ہیں اور اذانیں دے رہے ہیں پورا مہینہ...... پھر اعتکاف بھی بیٹھتے۔ پھر صبح شام جیسے روزے کی سحری افطاری ہوتی ہے اس کے مطابق کر رہے ہیں۔ کہنے لگے کہ میں عید پڑھ کر واپس آیا میں نے ٹیچر سے کہا کہ آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے ایسے نیک لوگوں سے ملا دیا۔ میرا رمضان شریف تو بڑا اچھا گزرا۔ وہ مسکرا کے کہنے لگے کہ آپ کو پتہ ہے یہ سب یہودی تھے؟ میں نے کہا مجھے تو پتہ نہیں ہے۔ کہنے لگا کہ انہوں نے ایک پراجیکٹ (Prjoect) شروع کیا ہے کہ اسلام میں مسلمانوں کو جیسے روزے رکھنے کے لئے کہا گیا ہے۔ تم ہو بہو ایک مہینہ اس طرح رہ کر دیکھو کہ اس میں کیا اچھائیاں ہیں، کیا برائیاں ہیں۔ اچھائیاں ہوں گی ہم بن کہے قبول کر لیں گے۔ جو خامیاں ہوں گی اس کے خلاف پروپیگنڈہ کریں گے۔

اب بتائیے آج دنیا میں یہ کام ہو رہا ہے۔ ہمارے نوجوان بیرون ملک جن یونیورسٹیوں سے اسلامیات کی پی ایچ ڈی کی ڈگریاں لیتے ہیں وہاں پر اسلامیات کے ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ یہودی ہوتے ہیں۔ اب بتائیے دنیا میں اس وقت اسلام کے خلاف کیا کچھ ہو رہا ہے۔ اللہ اکبر۔ اس وقت ہمارے سب سے بڑے دشمن دنیا کے اندر یہودی ہیں جو بالواسطہ اسلام کو ہر وقت نقصان پہنچانے کے لئے کوششیں کر رہے ہیں۔

رشیا میں یہودی کی سازش کا واقعہ

فقیر ایک دفعہ روس میں سفر کر رہا تھا۔ مولانا عبداللہ اور دوسرے حضرات رفقاء سفر تھے۔ ٹرین میں سفر کر رہے تھے کہ ایک آدمی آیا۔ فقیر سے بھی ملا اوروں سے بھی ملا۔ داڑھی رکھی ہوئی پھر ساتھیوں سے باتیں کرنے لگا۔ جب وہ چلا گیا تو فقیر نے ساتھیوں سے پوچھا۔ کیا باتیں کر رہا تھا۔ کہنے لگے کہ آپ کے متعلق پوچھ رہا تھا کہ کون ہے؟ ہم نے کہا کہ عالم ہیں، پیر ہیں۔ کہاں سے آئے ہیں؟ بتایا گیا کہ پاکستان سے تشریف لائے ہیں کہنے لگا آپ بھی رشین ہیں، میں بھی رشین ہوں۔ آپ لوگ اس کو دھوکہ دو۔ اس کو کہیں باہر باہر پھراتے رہو۔ اس کا سارا پیسہ خرچ کروادو۔ پھر یہ خود بخود یہاں سے چلا جائے گا۔ ہمیں ان لوگوں سے کیا فائدہ ہے؟ اس کو یہیں سے ٹرخادو تاکہ یہاں کوئی دین اسلام کا کام نہ کر سکے۔ اس قسم کے ذاتی تجربات اور مشاہدات فقیر کو کئی مرتبہ ہوئے ہیں۔ اب بات سمجھ میں آئی ہے کہ ان کے دلوں کیا غیض وغضب کی صورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے۔ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ (تم مرجاؤ اپنے غصے میں)۔ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا اور قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ زبان سے باتیں کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں اتنا کچھ اسلام کے خلاف چھپا ہوا ہوتا ہے۔

امریکہ میں ٹائی علماء کے کرتوت

امریکہ میں اصل مصیبت وہاں کے ٹائی علماء نے ڈالی ہوئی ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے بعد اگر کوئی اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں تو وہاں کے بسنے والے ٹائی

علماء ہیں۔ انہیں علماء تو کہنا ہی نہیں چاہئے یہ وہاں کے انگریزی خواں ہیں جنہوں نے مقالہ لکھ لیا۔ اس کے بعد وہ سمجھتے ہیں کہ ہم دین کے چودھری بن گئے ہم فقیہ وقت بن گئے، ہم مجدد بن گئے اور پھر فتوے دینے شروع کر دیتے ہیں۔ ان کا کام ہوتا ہے ہر مسئلے میں اجتہاد کرنا، ہر مسئلے میں اپنی من مرضی کرنا۔ سوٹ بوٹ پہن کر آتے ہیں، ٹائی لگائی ہوتی ہے، ننگے سر نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں، ننگے سر بازاروں میں جا رہے ہوتے ہیں، ننگے سر کھڑے ہوئے کھا رہے ہیں، عورتوں کے ساتھ آنا جانا، میل ملاپ ہو رہا ہے، یہ وہاں کے امام اور خطیب بنے ہوئے ہیں۔ انگریزی میں بہت اچھا لیکچر دیتے ہیں۔ ہم نے ان کا نام ٹائی علماء رکھ دیا۔ کیونکہ بے حرمتی والا نام تو نہیں رکھ سکتے۔ آخر میں علم سے ان کی نسبت ہے علماء سمجھے جاتے ہیں اور قرآن و حدیث کا ترجمہ بھی جانتے ہیں۔ ہم نے سوچا انہیں کیا کہا کریں تو پھر ہم نے ان کا نام ٹائی علماء رکھ دیا۔ ان ٹائی علماء نے دین کی شکل کو وہاں مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔

ٹائی علماء کے مسئلے

ٹائی علماء عجیب عجیب مسئلے بیان کرتے ہیں۔ مثلاً قیامت کے دن مسلمانوں سے اسلام کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عیسائیوں اور یہودیوں سے ان کے دین کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ فقیر نے ایک ٹائی عالم سے پوچھا، آپ کیسے کہتے ہیں کہ ان سے ان کے دین کے بارے میں پوچھا جائے گا؟ آگے سے آیت پڑھتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصَّابِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

یہ دلیل کے طور پر پیش کر رہا ہے کہ خواہ عیسائی ہو، یہودی ہو، صابئین میں سے

ہو، ان کے اوپر کوئی خوف نہیں ہوگا، کوئی حزن نہیں ہوگا۔ گویا یہودیوں اور عیسائیوں کو اسلام لانے کی ضرورت نہیں بس وہ اپنے دین پر پکے رہیں۔ میں نے کہا اچھا کیا قرآن پاک یہ نہیں کہتا۔ وَ مَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ بس آپ نے ایک ہی پارہ پڑھا ہوا ہے اور باقی قرآن نہیں پڑھا۔ افغیر دین اللہ یبغون جب خود اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا اس پر آج ہمارے لئے عمل کرنا ضروری ہے۔

ٹائی علماء کے فتوے

ایک اور فتویٰ ٹائی علماء نے دیا۔ کہتے ہیں کہ جتنے عیسائی ہیں سب اہل کتاب ہیں حالانکہ آج عیسائیوں میں سے اندازاً ہر دوسرا بندہ دہریت کا قائل ہے۔ کہتے ہیں کہ ان کا ذبیحہ حلال ہے۔ کسی نے ان کے سامنے آیت پڑھی کہ وہ تو اللہ کا نام نہیں پڑھتے جب ذبح کر رہے ہوتے ہیں۔ کہنے لگے اچھا اگر ایسا ہے تو وہ چیز جب ہاتھ میں آئے تو اسے کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھ کے کھا لے وہ بالکل حلال ہو جائے گی۔ دوسرا فتویٰ یہ دیا ہوا ہے کہ عورتوں کے لئے چہرہ ڈھکنا قرآن پاک میں کہیں نہیں ہے۔ تیسرا فتویٰ یہ دیا کہ امریکہ کا ماحول ایسا ہے کہ عورتوں سے ہاتھ ملانے پڑتے ہیں، ہم ہاتھ نہ ملائیں تو ان کا دل آزردہ ہوتا ہے اور دل کا آزردہ کرنا زیادہ بڑا گناہ ہے۔ اس لئے عموم بلویٰ کے طور پر ہاتھ ملانا جائز ہے۔ فتویٰ دیکھو۔

اگر کبھی بدھ کو عید کا دن پڑ رہا ہو تو کہتے ہیں کہ عید کا مقصود تو ہوتا ہے مسلمانوں کا آپس میں ملنا، خوشی کا اظہار کرنا، ہم بدھ کے دن تو فارغ نہیں ہیں لہٰذا اس کے بعد جو اتوار کا دن آ رہا ہے تو ہم عید بھی پڑھیں گے اور آپس میں ملیں گے۔ یہ وہاں کے

ثائی علماء ہیں۔ اس لئے کہ جہاں حق نہیں ہوگا روشنی نہیں ہوگی اندھیرا خود بخود وہاں ہوگا۔ اسلام کو یہودیوں، عیسائیوں کے بعد سب سے زیادہ نقصان ان ثائی علماء نے پہنچایا ہے۔ دین کی شکل کو مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ **الدین یسر** (دین سہل ہے) اس لئے تم چاروں آئمہ میں سے کسی کا بھی قول لے لو جو تمہیں آسان نظر آتا ہو وہ بالکل ٹھیک ہوگا۔ جہاں چاروں آئمہ کے ہاں مسئلہ ذرا سخت ملتا ہے تو پھر اپنی طرف سے آسان بنا لیتے ہیں۔ حالانکہ ساری دنیا کی خرابیاں ایسے بندے کے اندر آجاتی ہیں جو دین میں یوں آسانیاں ڈھونڈتا پھرتا ہو۔ اس لئے علماء کرام نے کہا **من اخذ بنوادر العلماء خرج من الاسلام** جو علماء کے نوادرات کے اوپر عمل کرے گا یعنی ایسے اقوال پر عمل کرے گا جو کہ نوادرات میں سے ہیں۔ پھر تو اس کے اندر ساری کی ساری خرابیاں آجائیں گی۔ آب علماء ہیں اس لئے آپ کے سامنے چند نوادرات نمونے کے طور پر پیش کر رہا ہوں، فتویٰ ان چیزوں پر نہیں ہے۔

آپ دیکھیے امام شافعیؒ کے نزدیک شطرنج کا کھیلنا جائز ہے۔ عبداللہ بن جعفر کے نزدیک موسیقی کا جواز بنتا ہے۔ امام قاسمؒ بن محمد کے نزدیک بے سایہ تصویر، تصویر کے حکم میں نہیں ہوتی اور امام سمنونؒ جو کہ امام مالک کے پیرو ہیں ان کے نزدیک اپنی بیوی سے وطی فی الدبر جائز ہے اور امام اعمشؒ اس بات کے قائل تھے کہ روزے کی ابتداء طلوع شمس سے ہوتی ہے۔ ابن حزم ظاہری کہتے تھے کہ منگیتر کو بغیر کپڑوں کے بھی دیکھنا جائز ہے، بلکہ فرماتے تھے کہ جس عورت کو کسی سے پردہ کرنا مشکل ہو عمر کے جس حصے میں ہو بس مرد کو دودھ پلا دے بلکہ مرد کے منہ میں دودھ ڈال دے تو یہ عورت محرم بن جائے گی۔

عطاؒ ابن ابی رباح فرماتے ہیں کہ جو دن عید کا ہوگا اس دن جمعہ اور ظہر کی نماز

ساقط ہو جائے گی۔ اب بتائیں کہ یہ نوادرات جب اکٹھا کریں گے تو یہ کیا چیز بن جائے گا۔ آج ایسی باتوں پر وہاں کے ثائی علماء عمل کر رہے ہیں اور کردار رہے ہیں۔

دین کا غم

میرے دوستو! نبی اکرم ﷺ نے جو دعائیں کی تھیں **نضر الله امرء سمع مقالتی فوعاها ثم دعا ها کما سمعها** آج علماء کرام کے سر پر ایک بوجھ ہے۔ اس بوجھ سے سبکدوش ہونے کے لئے ان کو اپنی زندگیوں کو کھپانا ہوگا۔ ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر الجھنے کی بجائے یہ دیکھیں کہ دشمنان اسلام آج اسلام کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں۔ اس وقت مغربی ممالک میں بعض ایسی بھی آبادیاں ہیں کہ جہاں پر مسلمان کرائے پر مکان لینے جائے تو اسے کرائے پر مکان نہیں ملتا یہ حالت ہوگئی ہے۔

ایک وقت ایسا تھا کہ حضرت عبداللہؒ ابن مبارک کے پڑوس میں یہودی رہتا تھا۔ یہودی نے مکان بیچنا چاہا۔ ایک آدمی نے پوچھا کتنے میں بیچو گے؟ کہنے لگا کہ میں دو ہزار دینار میں بیچوں گا۔ اس خریدار نے کہا کہ اس علاقے میں اس قسم کے مکان کی قیمت زیادہ سے زیادہ ایک ہزار دینار ہے۔ یہودی کہنے لگا کہ ہاں ٹھیک ہے ایک ہزار دینار تو میرے مکان کی قیمت ہے اور ایک ہزار دینار عبداللہ ابن مبارکؒ کے پڑوس کی قیمت ہے۔ ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کے پڑوس میں جو مکان ہوتے تھے ان مکانوں کی قیمتیں بڑھ جایا کرتی تھیں اور آج یہ وقت آ چکا ہے کہ یورپ کے بعض علاقوں میں مسلمان مکان لینے جاتے ہیں انہیں کوئی مکان بھی کرائے پر دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

محترم سامعین! اس دین کا غم کون کھائے گا آپ علماء ہی ہیں پھر بھی آپ ہی لوگوں نے کھڑے ہونا یاد رکھیے۔ جب انگریز نے دین کی جڑیں اکھاڑنے کی کوشش

کی تھی اور پوری قوم کو دنیا داری کی طرف لگا دیا تھا، آپ ہی تو تھے جو چٹائیوں پر بیٹھے رہے۔ آپ ہی تو تھے جو مصلوں سے چمٹے رہے۔ آپ ہی تو تھے کہ ٹوٹے ہوئے حجروں کے اندر بیٹھے رہے۔ آپ نے اپنے لئے غربت کو پسند کیا، اپنی اولاد کے لئے غربت کو پسند کیا لیکن آپ نے دین کو سینے سے لگائے رکھا، آپ مبارکباد کے مستحق ہیں، میں سلام کہتا ہوں آپ کی عظمت کو، میں سلام کرتا ہوں آپ کے تقویٰ کو، میں سلام کرتا ہوں آپ کی استقامت کو کہ آپ نے دنیا کو قبول کرنے کی بجائے دین کو اپنے سینے سے لگایا اور قوم کے سامنے دین کو پہنچایا وَ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ یہ علماء اور صلحاء کا فرض منصبی ہوتا ہے کہ انہوں نے اللہ کے دین کی اور کتاب کی حفاظت کرنا ہوتی ہے۔ الحمدللہ چودہ صدیوں سے کچھ زیادہ گزر چکا دین آج تک سلامت ہے۔ آج دین کو نا معقول لوگوں کے ہاتھوں نہ جانے دیجئے۔ آج اس دین کو بے عمل لوگوں کے ہاتھوں میں نہ جانے دیجئے۔

دین کے لئے قربانیاں دینا

محترم علمائے کرام! یہاں طلباء کو تیار کیجئے۔ یہ طلباء دنیا میں پھیل جائیں۔ دین کے نمائندہ اور دین کے قاصد بن کر کام کریں۔ یاد رکھئے کہ کل قیامت میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے قبولیت نصیب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی خاطر جینے اور دین کی خاطر مرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين

سنت نبوی اور جدید سائنس

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ کَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

دنیا امتحان گاہ ہے

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بنایا۔ اس کے اندر خیر کا مادہ بھی رکھ دیا اور شر کا مادہ بھی رکھ دیا۔ شیطان بہکانے والا بن گیا جبکہ انبیائے کرام ﷺ خیر کے راستے پر بلانے والے بن گئے ۔ اسی کو کہا گیا ہے کہ دنیا امتحان گاہ ہے ۔ یہ سیر گاہ نہیں، تماشا گاہ نہیں، امتحان گاہ ہے ۔ یہ اور بات ہے کہ ہم نے اسے چراگاہ بنا لیا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً

(پارہ:۲۹، سورۃ الملک)

موت اور حیات کو اس لئے پیدا کیا کہ (دیکھیں) تم میں سے کون اچھے عمل کرتا

ہے اور فرمایا کہ جب ہم نے انسان کو پیدا کیا۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ہم نے انسان کے اندر خیر کا مادہ بھی رکھ دیا اور شر کا مادہ بھی رکھ دیا۔ شیطان شر کی طرف بلا رہا ہے اور رحمان خیر کی طرف بلا رہا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ انسان کس راستے پر چلتا ہے۔ اگر انسان خیر کے راستے پر چلے گا تو واقعی کامیاب ہوگا اور اگر شیطان کے راستے پر چلے گا تو واقعی ناکام ہوگا۔

کلمہ اور غیر مسلم کا واقعہ

بیرون ملک ایک آدمی کہنے لگا کہ اگر کوئی صرف کلمہ پڑھ لے کیا وہ جنت میں جائے گا؟ فقیر نے کہا کہ ہاں انشاء اللہ جنت میں جائے گا۔ گناہ گار ہوگا تو اس کو سزا ملے گی بالآخر جنت میں جائے گا۔ اس نے کہا ایک آدمی اگر کلمہ نہ پڑھے، فقیر نے کہا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ کہنے لگا اگر کلمہ نہ پڑھے اور بڑا نیک ہو مثلاً اس نے روشنی ایجاد کی، بلب کا موجد بنا، مہمان خانے بنوائے، اچھے کام کئے پھر بھی وہ انسان جنت میں نہیں جائے گا۔ فقیر نے کہا پھر بھی نہیں جائے گا۔ اس نے کہا دیکھیں یہ کتنی نا انصافی ہے، کیا اسلام میں عدل نہیں ہے؟ فقیر نے کہا کیوں؟ کہنے لگا ایک آدمی گناہ گار ہے کلمہ پڑھ لیتا ہے اس کو جنت میں بھیج رہے ہیں لیکن ایک آدمی سارے اچھے کام کرتا ہے صرف کلمہ نہیں پڑھتا تو اسے جہنم میں بھیج رہے ہیں۔ فقیر نے کہا کہ ہاں بھئی اصول تو یہی ہے کہنے لگا کہ یہ اصول فطرت کے خلاف ہے۔ فقیر نے کہا دیکھو بھئی ہم آجکل جو ریاضی پڑھتے ہیں، جس پر ہماری سائنس کی بنیاد ہے، جس پر ہم کہتے ہیں کہ فطرت کے قوانین لاگو ہیں، اسی کی مثال دی جاتی ہے۔ فرض کریں کوئی آدمی اگر ایک کا عدد لکھ دیتا ہے اور پھر اس کے دائیں طرف زیرو، زیرو، زیرو، لکھتا چلا جاتا ہے تو ہر زیرو جو لگتی چلی جائے گی تو وہ اس کی Value کو بڑھاتی چلی جائے

گی ، جتنے زیرو لگا تا جائے گا Value بڑھتی چلی جائے گی ۔ اگر یہ آدمی ایک لگانا تو بھول گیا یا نہیں لگاتا اور صرف زیرو، زیرو، لگاتا چلا جاتا ہے اور وہ کہتا ہے دیکھو جی میں نے تو دس ارب زیرو لکھ دیئے اس کی Value تو زیرو ہی ہے ۔ کہا جائے گا کہ ان تمام زیروز کی Value تو اس ایک کی وجہ سے ہوئی تھی جب آپ نے ایک ہی نہ لکھا تو اب چاہے جتنی مرضی زیرو لکھتے رہو اس کی کوئی Value نہیں ۔ اسی طرح جو ایک اللہ کو نہیں مانتا تو پھر اس کے کاموں کی Value بھی زیرو ہوتی ہے ۔ جب تک کہ ایک اللہ وحدہ لاشریک کو نہ مانے ۔ وہ کہنے لگا کہ بات تو آپ نے ٹھیک کی ۔ مجھے بات سمجھ آ گئی ۔ فقیر نے کہا کہ اچھا اب ایک دوسری مثال سمجھیں کہ جو انسان کلمہ پڑھ لیتا ہے تو وہ گویا اللہ رب العزت کے خالق کائنات ، مالک کائنات اور وحدہ لاشریک ہونے کا اقرار کر رہا ہوتا ہے ۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ کسی ملک کے اندر رہے اور بادشاہ کی بادشاہت کو تسلیم کر لے مگر گناہ گار ہو تو بادشاہ تھوڑی بہت تو سزائیں دیتا رہتا ہے یا اس کو تنبیہ کرتا رہتا ہے مگر اسے اپنا شہری بننے کا موقعہ دیتا ہے ۔ ایک آدمی بادشاہ کا غدار ہو اور کہے کہ میں بادشاہ کو تسلیم ہی نہیں کرتا ۔ وہ تو اسے پھر کبھی بھی اپنے ملک میں رہنے کی اجازت نہیں دے گا ، کہے گا کہ اس آدمی کا تو فوراً سر قلم کر دینا چاہیے ۔ بات ایسی ہی ہے کہ اللہ رب العزت نے ہم لوگوں کو کلمہ کی نعمت عطا کی ہے اللہ تعالیٰ کا تصور بڑی نعمت ہے ۔

یورپی لوگوں کے پاگل ہونے کی وجہ

یورپ میں اگر کسی کا کاروبار ٹھپ ہو جاتا ہے تو کئی ایسی مثالیں بھی ہیں کہ وہ اپنا ہاتھ چبا لیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے ٹھیک فیصلے نہیں کئے ۔ میں نے یہ نہیں کیا وہ نہیں کیا ۔ بس اس طرح سارے کے سارے نقصان کو اپنے سر لے لیتے ہیں ۔ جب

وہ بوجھ اپنے سر پر لیتے ہیں تو دماغ تو خراب ہونا ہی ہے۔آپ حیران ہوں گے کہ نیو یارک کے ایک شہر میں سو سے زیادہ پاگل خانوں کی شاخیں ہیں اور ہمارے پورے ملک میں کتنے پاگل خانے ہیں ہمیں پتہ ہی نہیں۔کیوں؟ اس لئے کہ یہاں لوگوں کے پاگل ہونے کی شرح بہت کم ہے۔

پاگل ہونے کی بنیادی وجہ

پاگل ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ زندگی میں جو پریشانی آتی ہے اسے اپنے اوپر لے لیتے ہیں۔مثلاً بیوی طلاق لے کر چلی گئی، بیوی بے وفائی کر گئی، وہ خود پاگل ہو گئے۔کاروبار ٹھپ ہوا تو ایسا غم سر پہ سوار ہوا کہ پاگل ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان کے فوائد

ایک بندہ اللہ پر یقین رکھتا ہے ایمان رکھتا ہے۔اب اس پر کتنی ہی بڑی مصیبت کیوں نہ آ جائے وہ یہی کہے گا جو اللہ کو منظور۔جب اس نے کہا جو اللہ کو منظور تو سارا ذہنی بوجھ ختم ہو گیا۔مثلاً ایک آدمی کے گھر کو آگ لگ جائے، ایک آدمی کے بیوی بچے جل کر مر جائیں یا ایک آدمی کا ایکسیڈنٹ میں سب کچھ تباہ ہو جائے اور اس کے پاس دوسرے لوگ جا کر افسوس کریں تو وہ کہے گا جو اللہ کو منظور۔جب اس نے یہ الفاظ کہے کہ جو اللہ کو منظور تو سارے کا سارا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا لہٰذا پاگل ہونے سے بچ گیا۔اللہ تعالیٰ کی ذات پر تصور اور یقین کا فائدہ یہ ہے کہ انسان ایک متوازن زندگی گزارتا ہے۔نفس اور شیطان سے بچنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔

اچھا سوال

ایک آدمی نے سوال کیا اور اس نے بڑا Critical سوال کیا۔وہ کیمونسٹ تھا

کہنے لگا کہ آپ شیطان کو کیوں مانتے ہیں؟

اچھا جواب

اگر ہم سوچیں تو بظاہر اسکا جواب ہمیں سمجھ میں نہیں آتا ۔ ہم شیطان کو کیوں مانتے ہیں؟ کیا ضرورت ہے شیطان کے ماننے کی ۔ وہ کہتا تھا کہ اچھائی برائی ہم خود کرتے ہیں نام شیطان کا لگا دیتے ہیں ۔ شیطان کو کیوں مانتے ہیں؟ فقیر نے اسے ایک بات سمجھائی کہ دیکھیں بھئی بالفرض میں چاند پر جاؤ اور چاند پر جا کر مجھے کہیں گلقند پڑی ہوئی نظر آجائے ۔ تو گلقند دیکھ کر میں ایک نتیجہ نکالوں گا کہ یہاں چاند کے اوپر کہیں نہ کہیں گل بھی ہے اور کہیں نہ کہیں قند بھی ہے اور وہ دونوں آپس میں ملے تو گلقند بن گئی ۔ گلقند کا وجود گل کے وجود اور قند کے وجود کے اوپر ایک دلیل ہے ۔ جہاں بھی مرکب موجود ہوتا ہے وہ عناصر کے موجود ہونے کی دلیل ہوتا ہے، عناصر ملے تو مرکب بنا ۔ اسی طرح اگر پانی موجود ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہاں ہائیڈروجن اور آکسیجن موجود ہے ۔ پانی کا موجود ہونا ہائیڈروجن اور آکسیجن کے وجود پر دلیل ہے ۔ اسی طرح گلقند کا موجود ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ کہیں نہ کہیں کوئی چیز ہے جو سراسر گل ہے اور کہیں نہ کہیں کوئی چیز ہے جو سراسر قند ہے اور جب یہ دنوں چیزیں آپس میں ملیں تو گلقند بن گئی ۔ کہنے لگا ہاں بات تو یہ صحیح ہے ۔ فقیر نے کہا کہ اگر غور کریں تو انسان خیر اور شر کا مجموعہ ہے ۔ انسان میں خیر کا مادہ بھی ہے اور شر کا مادہ بھی ہے، یہ خیر و شر کا مجموعہ ہے ۔ اب یہ مجموعہ اس بات کی دلیل ہے کہ کہیں نہ کہیں کوئی ایسی چیز موجود ہو جو سراسر خیر ہو اور کہیں نہ کہیں کوئی ایسی چیز موجود ہو جو سراسر شر ہو ۔ جو سراسر خیر ہے اسکو ہم فرشتے کہتے ہیں جو سراسر شر ہے سے ہم شیطان کہتے ہیں اور جو دونوں کا مجموعہ ہے اسے انسان کہتے ہیں ۔

اپنی مرضی کی زندگی

انسان زندگی میں دیکھتا ہے کہ پیسے سے کام بن رہے ہیں تو جائز نا جائز طریقے سے پیسے سمیٹنے شروع کر دیتا ہے۔ یہ مال کی محبت بالکل ایسے ہی ہے جیسے کسی کو کلوروفارم سونگھا دیا جائے۔کلوروفارم سونگھا دینے سے جیسے کوئی آدمی مدہوش ہو جاتا ہے یہ مال کی محبت انسان کو مدہوش کر دیتی ہے پھر اسے کچھ سمجھ نہیں آتا۔ مالدار آدمی کی آواز کے اندر مال پیسے کی جھنکار شامل ہوتی ہے۔ پھر وہ دیکھتا ہے کہ جائز نا جائز کام پیسے کی وجہ سے ہو جاتے ہیں اس لئے وہ مال حاصل کرنے کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ اسے اپنی انا کی تسکین کے لئے اپنی شہرت کی ضرورت ہوتی ہے، وہ عہدے کے پیچھے پڑ جاتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس ایسی کوٹھی ہو کہ اس جیسی کوٹھی کسی کے پاس نہ ہو، بیوی ایسی اچھی ملے، Dress میرا ایسا ہونا چاہیے، گاڑی میری ایسی ہونی چاہیے، انسان کے اندر اس قسم کی خواہشات جنم لیتی ہیں۔

خواہشات والی زندگی

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا انسان ان خواہشات کی تکمیل اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق کرتا ہے یا پھر اللہ کے حکموں کو ایک طرف رکھ کر اپنی خواہشات کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ یہ خواہشات انسان کو بالکل اندھا کر دیتی ہیں۔ آنکھوں پر پٹی باندھ دیتی ہیں اور انسان علم کے باوجود گمراہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَفَرَئَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهُ هَوَاهُ (کیا دیکھا آپ نے اسکو جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنالیا) وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ (اور اللہ کے علم کے باوجود اسے گمراہ کر دیا) علم کے باوجود گمراہ ہونے کا کیا مطلب ہے۔ دیکھیں ایک

آدمی سگریٹ پیتا ہے مگر سگریٹ کے نقصانات سے واقف ہوتا ہے۔ وہی بچوں کے درمیان بیٹھا نصیحت بھی کر رہا ہوتا ہے کہ بھئی ہم تو اس کام میں پڑھ گئے ہیں مجبور ہیں تم نہ پینا۔ معلوم ہوا کہ وہ شخص اسکے نقصانات سے بھی واقف ہے اوروں کو بھی اس سے منع کر رہا ہے۔ بعض سگریٹ بنانے والی کمپنیاں اوپر لکھ بھی دیتی ہیں کہ سگریٹ نوشی مضر صحت ہے۔ پینے والا بھی جانتا ہے کہ وہ مضر صحت ہے لیکن اسکے باوجود اسکے اندر ایک ایسی طلب پیدا ہوتی ہے کہ وہ پھر مجبور ہو کر سگریٹ پینا شروع کر دیتا ہے۔ اسے کہتے ہیں علم کے باوجود گمراہ ہو جانا۔ انسان بعض اوقات خواہشات کے ہاتھوں ایسا مجبور ہوتا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ برا کام ہے لیکن پھر بھی کر گزرتا ہے اور یہی ایک اچھے اور برے انسان کے درمیان فرق ہوتا ہے۔

ڈسپلن والی زندگی

اچھا انسان جب دیکھتا ہے کہ یہ برا کام ہے تو وہ ایسا قدم نہیں اٹھاتا۔ گو اسے برائی کی دعوت مل رہی ہو اور اگر یہ سمجھتا ہو کہ یہ قدم اٹھانا میرے لئے اچھا ہے، گو اس کے اندر سستی ہو لیکن پھر بھی اچھا قدم اٹھاتا ہے۔ اسلئے ایک دید و دانش رکھنے والا انسان اپنے اندر صبر و ضبط پیدا کرتا ہے۔ اگر کوئی انسان ڈسپلن پیدا کرنا چاہے تو سب سے پہلے یہ کام اسکی ذات سے شروع ہوتا ہے کہ وہ اپنے اندر ڈسپلن پیدا کرے۔ ڈسپلن ایک ایسی چیز ہے کہ مغرب کی دنیا اسکے پیچھے پڑ رہی ہے کہ اس سے زندگی اچھی گزرتی ہے۔

امریکی غیر مسلم کا واقعہ

مجھے ایک صاحب ملے کہنے لگے میں روزے رکھتا ہوں۔ وہ امریکن تھے میں

نے کہا وہ کیوں تم تو غیر مسلم ہو تم کیسے روزے رکھتے ہو؟ کہنے لگا کہ سال میں کچھ وقت انسان پر ایسا گزرنا چاہیے کہ وہ ڈائٹنگ کرے۔ جب ہم کچھ عرصہ کے لئے Digestive System کو فارغ رکھتے ہیں تو جسم کے اندر کچھ رطوبتیں ایسی ہوتی ہیں جو کہ ختم ہو جاتی ہیں۔ بہت سی پیچیدہ قسم کی بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ بھوکا رہنے سے Digestive System پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے اور بہتر طریقے سے کام کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ میں نے اور میری بیوی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم سال میں ایک مہینہ اسی طرح روزہ رکھ کر ڈائٹنگ کیا کریں گے۔ میں نے اسے بتایا کہ یہ سنت ہے کہ ہر مہینے ایام بیض کے تین روزے رکھیں بالخصوص وہ لوگ جو غیر شادی شدہ ہوں وہ زیادہ روزے رکھیں۔ یہ بھوکا رہنا انسان کے اندر ایک ڈسپلن اور صبر وضبط پیدا کرتا ہے۔ غیر شادی شدہ کو اس کی زیادہ تلقین کی گئی ہے تا کہ اس کی شہوانی قوت مناسب رہ سکے۔ آج کے غیر مسلم اس کے اندر مادی فائدہ دیکھ کر اس کو اپنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ فقیر نے سنت نبوی ﷺ میں سو سے زیادہ ایسی مثالیں سنت میں دیکھی ہیں کہ جن کو ہو بہو سائنس کی دنیا تسلیم کرتی ہے۔

سنت اور سائنس کے اختلاف کی بنیادی وجہ

سنت کو جہاں سائنس نہیں مان رہی وہاں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ریسرچ ابھی مکمل نہیں ہوئی۔ جب بھی سائنس منزل پہ پہنچ گئی تو اس نے تسلیم کر لینا ہے کہ سنت ہی میں فائدہ ہے۔

سنت نبوی ﷺ کا چیلنج

ہم اللہ تعالیٰ کے انتہائی شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں زندگی گزارنے کا ایک

ایسا طریقہ سمجھا دیا ہے۔ جو دنیا میں زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ ہے اس سے بہترین طریقہ اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ فقیر کا یہ دعویٰ ہے کہ جس طریقہ سے نبی ﷺ نے کھانا کھایا اس سے بہتر کھانا کھانے کا دنیا میں اور کوئی طریقہ نہیں ہوسکتا۔ جس طریقے سے انہوں نے پانی پیا اس سے بہتر طریقہ پانی پینے کا اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ جس طرح نبی ﷺ سوئے اس سے بہتر سونے کا طریقہ دنیا میں کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ علی ہذا القیاس۔ یہ ایک دعوی ہے، فقیر نے اس دعویٰ کو Western Coumtries کے بڑے پڑھے لکھے لوگوں کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ میرے سردار ﷺ کی کوئی ایک سنت بتا دو۔ جس میں حکمت نہ ہو۔

کھانے کی سنتیں اور جدید سائنس

کھانا کھانے میں رسول اللہ ﷺ کی سنتیں کتنی پیاری اور اچھی ہیں۔ پہلی بات کہ آپ ﷺ جب بھی کھانا کھاتے تھے تو اپنے پیٹ کا کچھ حصہ خالی رکھتے تھے۔ مطلب یہ کہ ایک تو کھانا اتنا کم کھایا کہ ڈکار نہ آئیں۔ دوسرے یہ کہ تھوڑی سی بھوک ابھی باقی ہے کھانا چھوڑ دے۔ آج سائنس کی دنیا کہتی ہے کہ ایک کجھور انسان کے جسم میں جا کر اتنی کلوریز کر دیتی ہے کہ وہ آدمی بھوک کی وجہ سے تین دن تک نہیں مر سکتا۔ سوچیے ہم جو اتنی اتنی غذا کھاتے ہیں کہ اس کا 10% ہمارے جسم کا حصہ بنتا ہے اور 90% ایسا ہوتا ہے جو ہم Crush کر کے خارج کر دیتے ہیں۔ یعنی ہم عادت کے لحاظ سے پیٹ تو بھر رہے ہوتے ہیں۔ مگر جسم اس کو Crush کر کے خارج کر دیتا ہے۔ پوری غذا کا دسواں حصہ ہمارے جسم کا حصہ بنتا ہے۔ تو ہم نے اپنے معدے کو خوب بھر لیا جس کی وجہ سے بعض دفعہ فلاں بیماری، فلاں بیماری، گیس کی تکلیف، پیٹ کا بڑھنا یہ ساری بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ نبی ﷺ جب

کھاتے تھے تو پہلا اصول کہ جتنی بھوک ہوتی تھی اس سے ذرا کم کھاتے تھے۔ دوسری بات ایک وقت میں ایک کھانا کھاتے تھے۔ دو کھانوں کو ملا کر نہیں کھاتے تھے۔ ہم تو ایک ایک دستر خوان پر چار چار پانچ پانچ کھانوں کو ملا کر کھاتے ہیں۔ میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ جتنی مرغن غذائیں ہم نے تیار کی ہوئی ہوتی ہیں آپ ان میں سے تھوڑا تھوڑا لے کر ایک برتن میں ڈال دیں تو دیکھیں کیا بنتا ہے اس کو دیکھنے کو بھی دل نہیں چاہے گا۔

پینے کی سنتیں اور جدید سائنس

نبی ﷺ کی پینے کی سنت کیا ہے؟ آپ مستقل کھانا کھاتے تھے اور مستقل پانی پیتے تھے۔ مثلاً فرض کریں آپ ﷺ نے کھانا کھایا ہے تو مستقل علیحدہ پانی پیتے تھے۔ آج کی سائنس کہتی ہے کہ مستقل پانی پیئے تو اثرات جسم پر مختلف پڑتے ہیں اور اگر کھانے کے ساتھ ملا کر پانی پیئے تو اس کے اثرات جسم پر مختلف پڑتے ہیں۔ دیکھیے صرف کھانے پینے کے اندر حضور ﷺ کی سنتیں کتنی اچھی ہیں۔

سرکہ اور جدید سائنس

نبی اکرم ﷺ کھانے میں سرکہ استعمال فرماتے تھے۔ آج سائنس کی دنیا کہتی ہے کہ سرکے کے استعمال سے انسان کا ہاضمہ بہتر ہو جاتا ہے۔ حیران ہوتے ہیں کہ ایک ایک سنت کے کس قدر فائدے ہیں۔

لقمہ زیادہ چبانا اور جدید سائنس

نبی اکرم ﷺ جب کھانا کھاتے تھے تو اچھی طرح چبا چبا کر کھاتے تھے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ہم جس لقمے کو کھاتے ہیں تو چار پانچ دفعہ چبا کر نگل لیتے ہیں۔

اگر لقمے کو اس سے بھی زیادہ چبالیا جائے تو معدے کا بوجھ کم ہو جاتا ہے۔ یہ کتنی سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ ایک آدمی لقمے کو منہ میں ہی اچھی طرح چبالے گا تو معدے کو کم کام کرنا پڑے گا۔

کم چبانا اور ڈاکٹروں کی تحقیق

کم چبانے والے لوگوں کے دانت عام طور پر زیادہ خراب ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دانتوں کی Exercise ضروری ہے۔ چنانچہ اگر کوئی ایک طرف سے کھانے کا عادی ہو تو اس کے دوسری طرف کے دانت خراب ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ڈاکٹر حضرات کہتے ہیں کہ کبھی ایک طرف سے چبا کر کھاؤ کبھی دوسری طرف کے دانتوں سے چبا کر کھاؤ تاکہ تمہارے باقی سب دانتوں کی مشق ہوتی رہے۔ اب بتائیے ایک سنت پر عمل کرنے کے کتنے فائدے آج سمجھ آ رہے ہیں۔

سونے کی سنتیں اور جدید سائنس

نبی اکرم ﷺ دائیں طرف سویا کرتے تھے، آج سائنس کی دنیا کہتی ہے کہ بائیں کروٹ سونے سے بہت گہری نیند اور ڈراؤنے خواب آتے ہیں۔ جبکہ دائیں کروٹ سونے والے کو گہری نیند تو آتی ہے مگر نیند جلد پوری ہو جاتی ہے۔ یعنی وہ جلدی اٹھ بھی جاتا ہے اور طبیعت تر و تازہ ہو جاتی ہے۔

ڈراؤنے خواب کیوں آتے ہیں؟

ایک نئی تحقیق کے متعلق میں پڑھ رہا تھا کہ بائیں طرف سونے والوں کو ڈراؤنے خواب زیادہ آتے ہیں اور اسکی دلیل یہ دی ہوئی تھی کہ دل بائیں طرف ہے انسان کی بعض آنتیں دل کے اوپر پڑتی ہیں اور دل پر فزیکل پریشر پڑتا ہے۔

اور جب دل کے اوپر پریشر ہوتا ہے تو پھر انسان کو ڈراؤنے خواب نظر آتے ہیں جیسے کسی نے دل کو پکڑا ہوا ہوتا ہے اور جکڑا ہوا ہوتا ہے۔ دیکھئے یہ دائیں طرف سونے کی حکمتیں تھیں۔اس لئے نبی ﷺ دائیں طرف سویا کرتے تھے۔

وضو کی حکمتیں اور موتیا بند کا علاج

نبی اکرم ﷺ جب صبح اٹھتے تو وضو کیا کرتے تھے۔آج سائنس کی دنیا کہتی ہے کہ آنکھوں کے موتیا بند کا بنیادی علاج یہ ہے کہ انسان صبح صبح آنکھوں کے اندر پانی کے چھینٹے مارے۔ جو آدمی تہجد کے لئے اٹھے اور وضو کرے تو آنکھ پر بھی اچھی طرح چھینٹے لگالے۔موتیا بند کا علاج ہو گیا۔سبحان اللہ۔

کان اور ڈش انٹینا

اللہ تعالیٰ نے ہمارے کان کا ڈیزائن ایسے بنایا جیسے کہ ڈش انٹینا ہو۔ چنانچہ کان کی تحقیق پر ایک مستشرق سائنس دان سوچتا رہا، سوچتا رہا۔ بالاخر اس نے اپنی کتاب میں لکھا کہ اے کان کے پیدا کرنے والے تو خود کیسے بہرا ہو سکتا ہے، یعنی جس نے کان کو پیدا کر دیا جو سننے کے لئے اتنا بہترین آلہ ہے وہ خود کیسے بہرا ہو سکتا ہے وہ خود بھی تو سننے والا ہوگا۔

واشنگٹن کا ڈاکٹر اور نماز کا قائل

ایک دفعہ واشنگٹن میں ایک ڈاکٹر سے ملاقات ہوئی۔ وہ کہتا تھا میرا دل کرتا ہے کہ سارے ملک میں نماز کو لاگو کر دوں۔ فقیر نے کہا وہ کیوں؟ کہنے لگا اس کے اندر اتنی حکمت ہے کہ کوئی حد نہیں۔ وہ جلد کا سپیشلسٹ تھا کہنے لگا اس کی حکمت آپ تو (انجینئر ہیں) سمجھ لیں گے۔فقیر نے کہا اچھا جی بتائیں۔ کہنے لگا کہ اگر انسان کے

جسم کو مادی نظر سے دیکھا جائے تو انسان کا دل پمپ کی مانند ہے۔اس کا In put بھی ہے اور Out put بھی ہے۔ سارے جسم میں تازہ خون جا رہا ہوتا ہے اور دوسرا واپس آ رہا ہوتا ہے۔اس نے کہا کہ جب انسان بیٹھا ہوتا ہے یا کھڑا ہوتا ہے تو جسم کے جو حصے نیچے ہوتے ہیں ان میں پریشر نسبتاً زیادہ ہوتا ہے اور جو حصے اوپر ہوتے ہیں ان میں پریشر نسبتاً کم ہوتا ہے۔ مثلاً تین منزلہ بلڈنگ ہو اور نیچے پمپ لگا ہوا ہو تو نیچے پانی زیادہ ہوگا اور دوسری منزل پر بھی کچھ پانی پہنچ جائے گا جبکہ تیسری پر بالکل نہیں پہنچے گا۔ حالانکہ وہی پمپ ہے لیکن نیچے پورا پانی دے رہا ہے اس سے اوپر والی منزل میں کچھ پانی دے رہا ہے اور سب سے اوپر والی منزل میں بالکل پانی نہیں جا رہا۔ اس مثال کو اگر سامنے رکھتے ہوئے سوچیں تو انسان کا دل خون کو پمپ کر رہا ہوتا ہے اور یہ خون نیچے کے اعضاء میں تو بالکل پہنچ رہا ہوتا ہے لیکن اوپر کے اعضا میں اتنا نہیں پہنچ رہا ہوتا۔ جب کوئی ایسی صورت آتی ہے کہ انسان کا سر نیچے ہوتا ہے اور دل اوپر ہوتا ہے تو خون سر کے اندر بھی اچھی طرح ہو کر پہنچتا ہے۔ مثلاً جب انسان نماز کے سجدے میں جاتا ہے تو محسوس ہوتا ہے جیسے پورے جسم میں گویا خون بھر گیا ہے۔آدمی سجدہ تھوڑا سا لمبا کر لے تو محسوس ہوتا ہے کہ چہرے کی جو باریک باریک شریانیں ہیں ان میں بھی خون پہنچ گیا۔تو وہ کہنے لگا کہ عام طور پر انسان بیٹھا ہوتا ہے یا کھڑا ہوتا ہے یا لیٹا ہوتا ہے۔ بیٹھے کھڑے لیٹے میں انسان کا دل نیچے ہی ہوتا ہے اور سر اوپر ہوتا ہے ایک ہی ایسی صورت ہے کہ نماز میں جب انسان سجدے میں جاتا ہے تو اس کا دل اوپر ہوتا ہے اور سر نیچے ہوتا ہے۔ لہٰذا خون اچھی طرح چہرے کی جلد میں پہنچ جاتا ہے۔

دائمی خوبصورتی کاراز

نماز پڑھنے والے آدمی کے چہرے پر تازگی رہتی ہے۔ کیونکہ نماز اور سجدے کی وجہ سے اس کی تمام شریانوں میں خون پہنچتا رہتا ہے اور جو نماز نہیں پڑھتے ۔ ان کے چہرے پر ایک افسردگی سی چھائی ہوتی ہے۔ اسی لئے حدیث میں کہا گیا ہے جو نماز پڑھتا ہے اس کے چہرے پر نور ہوتا ہے۔

عورتوں کونماز پڑھنے کا مشورہ

وہ ڈاکٹر کہنے لگا کہ یقین جانیں عورتوں کو اگر پتہ چل جائے کہ نماز میں لمبے سجدے کی وجہ سے چہرہ کس قدر تروتازہ اور خوبصورت ہو جاتا ہے تو وہ سجدے سے سر ہی نہ اٹھائیں۔

مسواک کی سنت

آج کی سائنسی تحقیق یہ بتاتی ہے کہ انسان جو چیزیں کھاتا ہے تو منہ کے اندر پلازما پیدا ہو جاتا ہے۔ اب یہ پلازما صرف کلی کرنے سے صاف نہیں ہوتا۔ مسواک کرنا یا برش کرنا ضروری ہے۔ سونے کی حالت میں دانت زیادہ خراب ہوتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ جب انسان سو جاتا ہے تو اس کا منہ بالکل بند ہوتا ہے اور بند منہ کے اندر جراثیم کے لئے تباہی پھیلانا بہت آسان ہوتا ہے۔ دن کے وقت کبھی بندہ بول رہا ہے تو زبان چل رہی ہے کبھی کھا رہا ہے کبھی پی رہا ہے، دن کے وقت حرکت کرنے کی وجہ سے پلازمے کو کام کرنے کا موقعہ نہیں ملتا اور رات کے وقت جب منہ بند ہوتا ہے تو کام کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اس لئے رات کے وقت دانت زیادہ خراب ہوتے ہیں ۔ صبح ٹوتھ پیسٹ کریں یا نہ کریں مرضی لیکن کو سوتے ہوئے

ضروری کرنی چاہیے۔

نبی ﷺ کی سنتیں اور دانت

الحمدللہ ہمارے نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے کہ رات کو وضو کے ساتھ سوتے تھے اور وضو بغیر مسواک کے نہیں کیا کرتے تھے۔ جب بھی انسان کھانا کھائے گا اور کھانا کھا کر وضو کرے گا مسواک کرے گا۔ الحمدللہ نقصان سے بچے گا بلکہ نبی اکرم ﷺ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے تھے اور کھانے کے بعد کلی کرتے تھے۔ آج لوگ کھانا کھا کر اسی طرح اٹھ کر چلے جاتے ہیں حالانکہ ان کے منہ اندر میٹھی چیز کھانے کے اثرات کافی دیر تک رہتے ہیں۔ اگر اسی وقت کلی کرنے کی عادت پڑ جائے تو کتنا فائدہ ہو جائے۔ اور پھر دن میں پانچ دفعہ وضو کرتا ہے تو مستقل منہ صاف رہتا ہے۔

فرانس کے سرجن کا واقعہ

تبلیغی جماعت کے ایک دوست فرانس گئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ وہاں میں وضو کر رہا تھا تو ایک آدمی کھڑا غور سے دیکھ رہا تھا۔ میں نے محسوس تو کیا لیکن خیر میں وضو کرتا رہا۔ جب میں نے وضو مکمل کیا تو اس نے مجھے بلا کر پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ مسلمان ہوں۔ کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا پاکستان سے۔ کہنے لگا کہ پاکستان میں کتنے پاگل خانے ہیں؟ بڑا عجیب سا سوال تھا میں نے کہا کہ دو ہیں یا چار۔ مجھے تو پتہ ہی نہیں وہ کہنے لگا You do not know? میں نے کہا میں تو نہیں جانتا۔ کہنے لگا کہ یہ ابھی آپ نے کیا کیا؟ میں نے کہا وضو کیا۔ کہنے لگا روزانہ کرتے ہیں؟ میں نے کہا ایک دن رات میں پانچ دفعہ کرتے ہیں وہ کہنے لگا۔

Oh i see میں نے جب اس سے پوچھا بھئی آپ کا کیا مطلب ہے؟ وہ کہنے لگا میں یہاں پاگل لوگوں کے ہسپتال میں سرجن ہوں۔ میں تحقیق کر رہا ہوں کہ لوگ پاگل کیوں ہوتے ہیں؟ میری تحقیق یہ ہے کہ انسان کے دماغ کے سگنل پورے جسم کے اندر جاتے ہیں تو ہمارے جسم کے اعضا کام کرتے ہیں۔ اس دماغ سے چند باریک باریک رگیں ہماری گردن کی پشت سے پورے جسم کو جا رہی ہیں۔ میں نے ریسرچ کی ہے کہ اگر بال بہت بڑھا دیئے جائیں اور اس گردن کے پچھلے حصے کو بہت خشک رکھا جائے تو رگوں کے اندر کئی دفعہ خشکی پیدا ہو جاتی ہے۔ رگیں کھچتی ہیں تو کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کا دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ اس لئے ڈاکٹرز نے سوچا کہ اس جگہ کو دن میں چار دفعہ تر رکھنا چاہیے۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے ہاتھ منہ تو دھویا ہی ہے لیکن یہاں گردن کی پچھلی طرف بھی آپ نے کچھ کیا۔ اس لئے آپ لوگ کیسے پاگل ہو سکتے ہیں۔

سوچنے کی باتیں

اب سوچئے کہ ایک ڈاکٹر کی ساری عمر کی ریسرچ ایک مستحب پر آ کر ختم ہو جاتی ہے۔ اگر مستحب کی حکمتیں اتنی ہیں تو پھر فرائض واجبات اور سنتوں میں کیا کیا حکمتیں ہوں گی۔

ذاتی واقعہ اور سنت کے فوائد

میری ایک دفعہ میٹنگ تھی جس میں امریکن کمپنی کے تین ڈائریکٹرز اور جنرل مینجر وغیرہ تھے۔ ہم ایک Table پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ فقیر نے دیکھا کہ وہ امریکن حضرات بھی ہاتھ سے کھانا کھا رہے ہیں۔ حالانکہ چھری کانٹے ایک طرف

رکھے ہوئے تھے۔فقیر بہت حیران ہوااور پوچھا کہ آپ نے یہ چھری کانٹے استعمال نہیں کئے۔تو انہوں نے کہا کہ ہمیں ہاتھوں سے کھانا کھانا پسند ہے۔آج پہلی دفعہ چٹی چمڑی والوں کو دیکھا کہ یہ چھری کانٹے کو چھوڑ اس طرح انگلیوں سے کھا رہے ہیں۔جب ہم کھانا کھا چکے تو انہوں نے باقاعدہ ساری انگلیوں کو باری باری منہ میں لے کر صاف کیا۔فقیر نے ان سے سوال کیا Why you did this? تو وہ کہنے لگے کہ یہ نئی تحقیق ہے کہ جب انسان انگلیوں سے کھانا کھاتا ہے تو ان کے مسام سے پلازما خارج ہوتا ہے جس کو مائیکروسکوپ کی آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے۔اور یہ پلازما کھانے کے ساتھ انسان کے منہ میں جاتا ہے اور ہاضمہ میں کام آتا ہے۔کہنے لگے کہ اب ہم چھری کانٹوں کی بجائے انگلیوں سے کھانا پسند کرتے ہیں۔

کامیاب زندگی

دنیا جہاں بھی جائے گی انہیں ایک نہ ایک دن میرے سردار ﷺ کے در دولت پر آنا ہوگا۔اس دنیا کو ایک نہ ایک دن پریشان ہو کر در مصطفیٰ ﷺ پر آنا پڑے گا۔یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسلمان ہونے کی اور سنت پر عمل کرنے کی نعمت عطا فرمائی۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو آگے بڑھنے اور پوری زندگی سنت کے مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرمادے۔آمین

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست
بحر و بر در گوشہ دامان اوست

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مکتبۃ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

- دارالعلوم جھنگ، پاکستان 0471-622832,625707
- مدرسہ تعلیم الاسلام، سنت پورہ فیصل آباد 041-618003
- معھد الفقیر، گلشن بلاک، اقبال ٹاؤن لاہور 042-5426246
- جامعہ دارالھدیٰ، جدید آبادی، بنوں 0928-621966
- دارالمطالعہ، نزد پرانی ٹینکی، حاصل پور 0696-42059
- ادارہ اسلامیات، 190 انارکلی لاہور 7353255
- مکتبہ مجددیہ، اردو بازار لاہور
- مکتبہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی
- اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن کراچی
- مکتبہ قاسمیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی
- دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی
- عبدالوہاب، پنجاب کالونی، نزد رضوان مسجد کراچی 021-5877306
- مکتبہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مدظلہ العالی مین بازار، سرائے نورنگ PP 09261-350364
- حضرت مولانا قاسم منصور صاحب ٹیپو مارکیٹ، مسجد اسامہ بن زید، اسلام آباد 051-2262956
- جامعۃ الصالحات، محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ، پیرودھائی موڑ پشاور روڈ راولپنڈی

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد